

اقرار کے موسم

سیما شاہد

دیپ جلے تو دیپ بجھانے آتے ہیں
شہر کے سارے لوگ رلانے آتے ہیں

دل کی کلیاں تیرے نام پہ کھلتی ہیں
تارے بھی اب مانگ سجانے آتے ہیں

تم پر خوشیوں کے سارے ہی موسم اتریں

ہم کو سارے دکھ بہلانے آتے ہیں

جانے کیا دیکھا تھا تیری آنکھوں میں

جانے کیوں اب خواب سہانے آتے ہیں

صبانے نروس ہو کر دیوار پر نصب پرانی آنسو سی کھڑی میں وقت دیکھا پھر پلٹ کر اس
نوجوان کو دیکھا جو کاؤنٹر پھلانگ کر اب میز سے ٹیک لگائے کھڑا تھا اس کا شیوہا کا ہلکا بڑھا ہوا تھا
ماتھے کر گھنے بال بکھرے ہوئے تھے وجیہہ چہرے پر ایک عجیب سی اداسی بلکہ یوں کہیں
نامیدی چھائی ہوئی تھی۔ گہری براؤن آنکھوں میں تھکن نمایاں تھی۔

اض سے نوجوان کی طرف مڑی

"اسامہ!" اس نے چوا

"اسامہ میرے بھائی میں جانتی ہوں کہ ابھی تمہیں سب کچھ برا لگ رہا ہے پر اتنی ناامیدی
ٹھیک نہیں ہوتی دیکھو سب سے اہم بات یہ ہے کہ۔۔۔۔" اس کی آواز بھرا گئی
"کہ تم زندہ سلامت ہو۔۔۔" اس نے بمشکل آنسو پیتے ہوئے اپنا جملہ مکمل کیا۔

آنسو تھے کہ آنکھوں میں امنڈتے چلے آرہے تھے اس کی آنکھوں میں اپنے پیارے ابو کا کفن
میں لپٹا ہوا چہرہ ابھر آیا تھا ابھی بمشکل دو ہفتے پہلے ہی تو ان کی تدفین ہوئی تھی یہ غم یہ دکھ ابھی
بھی تازہ تھا شاید ہمیشہ ہی تازہ رہنے والا تھا اس کا دل چاہا وہ بھی اسامہ کی طرح پوری دنیا سے خفا
ہو کر بیٹھ جائے۔

"کیوں اللہ! آخر میرے ہی ابو کو کیوں؟؟" پر نہیں اسے رونا نہیں تھا اسے اسٹر انگ رہنا تھا
سامنے لگی گھڑی اسے یاد دلارہی تھی کہ آج اس کے سسرال والے دن رکھنے آرہے
تھے بس گھنٹے دو گھنٹے میں انہیں آ جانا تھا۔

"ہاں میں زندہ ہوں۔۔۔" وہ تلخی سے بولا

"مگر میں بھی ابو کے ساتھ ہی مر جاتا تو بہت اچھا تھا۔۔۔"

وہ ہارا ہوا تھا اس کے جوان چہرے پر غم کی پرچھائیاں پھیلی ہوئی تھیں ابھی وہ حادثہ اس کے ذہن میں تازہ تھا جب وہ ہنستا مسکراتا ابو سے باتیں کرتا ہوا گاڑی چلا رہا تھا وہ مکان کی قیمت وصول کر کے خوشی خوشی واپس آرہے تھے کہ اچانک سے ایک ٹرالر سامنے آگیا گاڑی پوری تباہ ہو گئی تھی اسامہ کا زندہ بچ جانا ایک معجزے سے کم نہیں تھا۔

"اسامہ ایسا مت کہو۔۔۔" صبا نے اسے ٹوکا

"اللہ کا شکر ادا کرنے کی بجائے ایسی باتیں کر کے تم ناشکری کے مرتکب ہو رہے ہو۔۔" وہ ٹھیک ٹھاک ناراض ہو گئی تھی۔

"سب کچھ تو اللہ نے لے لیا ہے اب کس بات کا شکر ادا کروں؟ ہاں بولو...." وہ اپنی سرخ آنکھوں سے آنسو صاف کرتے ہوئے بولا

"ابو تو ہمیں اکیلا چھوڑ گئے اور یہ گھر بھی ہاتھ سے گیا مجھے بتاؤں ایک ماہ بعد ہم کیا کریں گے؟ کدھر جائیں گے کون سا بینک ایک انیس سال کے لڑکے کو لون دیگا؟ اوپر سے تمہارے سسرال والے شادی آگے بڑھانے کو تیار نہیں میں کیا کروں؟ کیسے یہ سب منج کروں؟؟ کیسے ہوگا" وہ دونوں ہاتھوں سے اپنے بال نوچ رہا تھا۔

صبا اس کے الفاظ سے چھلکتی پریشانی اچھی طرح سمجھ رہی تھی وقت واقعی بہت مشکل اور کٹھن ہونے والا تھا مگر وہ ہر گز بھی نہیں چاہتی تھی کہ اسامہ پیسے حاصل کرنے، گھر کو بچانے کیلئے کوئی غلط کام کرے وہ بیچارگی سے اپنے دو سال چھوٹے بھائی کو دیکھ رہی تھی تبھی باہر دروازے

کی اطلاعی گھنٹی بجی۔ صبا نے دوبارہ دیوار پر نصب گھڑی میں وقت دیکھا یقیناً اس کے سسرال والے آچکے تھے۔

"جاؤ دروازہ کھولو اپنے امیر نودو لتیے سسرال والوں کو ویٹ مت کراؤ کہیں وہ برانہ مان جائیں
---" اسامہ نے سرخ آنکھوں سے اس کی چوری پکڑی

"کتنا اچھا ہوتا تم اس رہبان شاہ سے شادی کر لیتی وہ ان لوگوں سے کئی گنا اچھا ہے اتنا پاور فل
آدمی ہے ہمارے کئی مسائل حل ہو سکتے تھے --"

"فضول باتیں مت کرو۔۔۔" صبا نے اسے فوراً ٹوکا

"تم اچھی طرح سے جانتے ہو کہ میں ان کے لائف اسٹائل میں کبھی بھی فٹ نہیں ہو سکتی تھی
اسی لیے ابو نے انہیں انکار کیا تھا اور ویسے بھی اب وہ روجی کے ساتھ خوش ہیں ان دونوں کی
جوڑی ایک پرفیکٹ میچ ہے۔۔۔" صبا نے اپنی چچا زاد بہن کا ذکر کیا جس کا رشتہ اس کے چچا نے

صبا کے ابو کے انکار کے بعد رہبان شاہ سے طے کر دیا تھا کہ رہبان کے والد ہر صورت اسی گھرانے سے بہولانا چاہتے تھے۔

روحی پورے شہر میں اڑی اڑی پھرتی تھی رہبان شاہ کے نام کی انگوٹھی پہن کر وہ خود کو بہت اعلیٰ ارفع سمجھنے لگی تھی ان دونوں کی شادی کی تاریخ بھی طے ہو چکی تھی جیسے جیسے شادی کا وقت قریب آرہا تھا رہبان شاہ مصروف ہوتا جا رہا تھا ابھی بھی وہ اپنے بزنس میں مصروف تھا پر اس کی غیر موجودگی کا روحی پر کوئی فرق نہیں پڑتا تھا اسے اکیلے پارٹیز کرنا پسند تھا۔

"رہبان شاہ بہت سنجیدہ آدمی ہے پر وقت کا روبرو میں الجھا رہتا ہے بالکل بھی رومینٹک نہیں ہے بورنگ پرسن۔۔۔" وہ بانگ دہل اپنے خیالات کا اظہار کرتی رہتی تھی۔

صبا سر جھٹکتے ہوئے اپنا دوپٹہ درست کر کے قمیض کھینچ کر شکن نکالتے ہوئے مین دروازے تک آئی۔ دروازہ کھولا تو وقار چچا اور منور چاچی سامنے کھڑے تھے۔ وہ انہیں سلام کرتی ہوئی اندر لے کر آئی۔

"اسامہ کدھر ہے؟" منور چاچی نے سوال کیا

"چاچی آپ بیٹھیں میں اسے بلاتی ہوں۔۔۔" وہ ادب سے انہیں بیٹھنے کا اشارہ کر کے باہر نکلنے ہی لگی تھی کہ وقار چچا کی آواز نے اس کے پیروں میں بیڑیاں ڈال دیں۔

"اسے بتا دینا کہ تمہارا رشتہ میں نے ختم کر دیا ہے وہ لالچی لوگ تھے بڑے جہیز کی آس لگائی ہوئی تھی اب بھائی صاحب تو رہے نہیں جو ان کی مانگیں پوری کرتے اس لئے میں نے صاف انکار کر دیا ہے۔۔۔" انہوں نے بات کے اختتام پر منور بیگم کو اشارہ کیا جو اپنی جگہ سے اٹھ کر ساکت کھڑی صبا کے پاس آئیں۔

"بار بار کے رونے سے ایک بار کارونا بہتر ہوتا ہے۔۔۔" انہوں نے دھیمے سے اس کا ہاتھ تھام کر منگنی کی انگوٹھی اتار لی۔

پہلے والد کا دکھ اور اب ان کے طے کئے ہوئے رشتے کا اس طرح ختم ہونا صبا بالکل خالی الذہن ہو گئی تھی۔

"صبا کی بچی تم کدھر غائب ہو؟" فون کے اٹھاتے ہی روحی کی ناراض آواز اس کے کانوں میں

پڑی

"میں یہی گھر پر تم سناؤ مجھے کیسے یاد کیا۔۔۔" وہ آرام سے آنچ ہلکی کر کے کاؤنٹر سے ٹیک لگا کر

کھڑی ہو گئی

"صبا سست لڑکی! میری شادی قریب آرہی ہے ایک تورہبان بھی پتہ نہیں کہاں غائب ہیں
مجھے مایوں مہندی ڈھولکی کے لیئے ڈریسز فائنل کرنے ہیں بس مجھے کچھ نہیں پتہ تم کل میرے
ساتھ ڈریس فٹنگ کیلئے آرہی ہو۔۔۔" وہ پورے حق سے اسے بلارہی تھی۔

"اچھا بابا ناراض مت ہو میں آ جاؤں گی۔۔۔" صبا نے مسکراتے ہوئے ہامی بھری۔

اگلی صبح وہ سارے کام نبٹا کر اسامہ کے کمرے میں آئی وہ چاہتی تھی کہ اسامہ دوبارہ سے اپنی یونیورسٹی جوائن کرے اس کا پہلا سال تھا یوں اس طرح معاشی فکر میں پڑ کر وہ اس کا کیریئر خراب کرنا نہیں چاہتی تھی ہاں خود وہ جاب کرنے کا پکا ارادہ کر چکی تھی۔

اسامہ کو بمشکل یونیورسٹی جانے پر آمادہ کر کے وہ اپنے کمرے میں آئی رات کو بنائے resume کی پر نٹر سے چار کاپیز نکالیں اور الماری سے سادہ سا لباس نکال کر تیار ہونے چلی گئی دو تین جگہوں پر اس نے ویکنسیز چیک کی تھیں ادھر ایلانے کرنے کے بعد اسے دوپہر تک روحی کو جوائن کر کے اسے ڈریس سلیکشن میں مدد کرنی تھی۔

صبا نے پرانی سفید شیور لیٹ گاڑی ایک مشہور ڈیزائنر بوتیک کے باہر پارک کی اور گاڑی لاک کر کے اندر بڑھی جہاں روحی اس کا انتظار کر رہی تھی۔

روحی کسی کتابی شہزادی کی طرح تھی سرخ و سفید رنگت، نازک شانوں پر جھولتے سنہری بالوں کے لچھے، نیلی آنکھیں جو ہر وقت چمکتی رہتی تھیں جب کہ اس کے برعکس صبا کے لائے

سیاہ بال جو ہمیشہ چوٹی بندھے رہتے تھے بڑی بڑی غلافی سیاہ آنکھیں اور سنہری چمکتی ہوئی گندمی رنگت۔ وہ دونوں ایک دوسرے کے برعکس تھیں۔

"یہ دیکھو کتنے سارے ڈریسز ہیں پر مجھے کچھ بھی اچھا نہیں لگ رہا۔۔۔" روجی نے منہ بنایا
"میم آپ ٹرائے کر کے تو دیکھیں۔۔۔" سیلز گرل نے بیچارگی سے کہا جو نہ جانے کتنے لباس اسے دکھا چکی تھی۔

ایک گھنٹے سے اوپر ہو چکا تھا روجی کئی ایوننگ گاؤنز اور ڈریسز ٹرائے آؤٹ کر چکی تھی ہر لباس ایک سے بڑھ کر ایک تھا واقعی پیسہ ہو تو سب ہاتھ میں ہوتا ہے روجی کے والد شوگر مل کے مالک تھے اور فیانسی کا ناصر ف اپنا بزنس تھا بلکہ وہ سیاست میں بھی ایک نمایاں مقام رکھتا تھا۔
"صبا یہ ڈریس دیکھو۔۔۔" روجی نے ایک خوبصورت سیاہ لباس جس پر ملٹی شیڈ کام ہوا تھا اس کی سمت بڑھایا لباس واقعی بہت زیادہ خوبصورت تھا صبا کی آنکھوں میں ستائش اتر آئی۔

"اچھا ہے نا؟" روجی نے پوچھا

"ہمم بہت پیارا ہے تم پر سوٹ کریگا۔۔۔" صبا نے تائید کی

"یہ میں تمہارے لیئے لے رہی ہوں ڈیٹ فکس کے فنکشن میں تم یہی پہنوں گی۔۔۔" روحی نے حکم دیا۔

"نہیں روحی میرے پاس ڈریسز ہیں تم اپنی شاپنگ کرو پلیز۔۔۔" صبا نے متانت سے انکار کیا

"یار جس طرح دولہے کاشہ بالا ہوتا ہے اسی طرح دلہن کی برائیڈ میٹ ہوتی ہے اور تم میری جان میری برائیڈ میٹ ہو تم کو سب سے الگ سب سے جدا نظر آنا ہے۔۔۔" روحی نے دو ٹوک انداز میں اپنی بات مکمل کر کے سیلز گرل کو اپنے منتخب لباس پیک کرنے کا آرڈر دیا۔

اگلے دن صبح ہی روحی کا ڈرائیور ایک بیگ صبا کے گھر ڈراپ کر گیا تھا جس میں ایک خوبصورت آسمانی رنگ کا پشواز نما لباس تھا۔ ساتھ ہی روحی کا نوٹ۔

"آج شام رہبان کی فیملی ڈنر پر آرہی ہے ڈیڈی نے کہا ہے تم نے ضرور آنا ہے اور یہ والا
ڈریس پہن کر ہی آنا ہے۔۔۔"

"کل تو بلیک ڈریس لیا تھا۔۔۔" صبا نے حیرت سے ڈریس کو دیکھا

"خیر یہ بھی برا نہیں ہے۔۔۔" وہ ڈریس ہینگ کر کے اسامہ کو بتانے چلی گئی۔

اسامہ نے چچا کے گھر جانے سے صاف انکار کر دیا تھا وہ اکیلی ہی ادھر جا رہی تھی آسمانی رنگ
کی پشتواز پر دوپٹے کو پن اپ کر کے اس نے اپنے لائے سیاہ بالوں کو پشت پر کلپ لگا کر کھلا
چھوڑ دیا تھا آنکھوں میں کا جل لگا کر وہ تیار تھی جلدی جلدی کرتے ہوئے بھی وہ جب چچا کے
گھر پہنچی تو سارے مہمان آچکے تھے وہ سب کو سلام کرتی ہوئی اندر آئی سب کی نظریں اس پر
جمی ہوئی تھیں اسے عجیب سا محسوس ہو رہا تھا ایک کونے پر دراز قدر رہبان شاہ ہاتھ میں کوک کا

گلاس تھامے چچا سے باتوں میں مصروف تھا جب رہبان کی ایک کزن بلند آواز میں گویا ہوئی

--

"آئی یہ ڈریس تو ہم نے روحی کو عید پر بھجوا دیا تھا۔۔۔"

صبا کا خجالت اور شرمندگی سے برا حال تھا اس کی سنہری رنگت میں سرخی شامل ہونے لگی تھی جو دور کھڑے رہبان شاہ کی نظروں سے مخفی نہیں تھی۔

صبا کو بہت زیادہ آکورد فیل ہو رہا تھا جب روحی چلتی ہوئی اس کے پاس آئی۔

"واؤ صبا یہ ڈریس تم پر کتنا سوٹ کر رہا ہے اچھا کیا نا تم نے میری بات مان کر بالکل میرے جیسا ڈریس خریدا۔۔۔" وہ جتنی ہوئی نظروں سے رہبان کی کزن کو دیکھ کر بول رہی تھی۔

روحی کی شادی اس شہر کی سب سے بڑی تقریب ثابت ہونے والی تھی جس کا ثبوت آج کی محفل میں موجود اخباری نمائندوں کی موجودگی تھا۔

"ان سے ملیں یہ ہیں میری برائیڈ میٹ صبا۔۔۔" روحی اس کا ہاتھ پکڑے سب سے اس کا تعارف کروا رہی تھی۔

"مس صبا۔۔۔" ایک خوش شکل جوان ان دونوں کے پاس آیا

"آپ کو برائیڈ میٹ کا اصل مطلب پتا ہے؟" اس نے چمکتی آنکھوں سے روحی کو دیکھتے ہوئے صبا سے سوال کیا

"جی بالکل میں دو لہن کی بیسٹ فرینڈ جیسے جیسے دو لہا کا شہ بالا ہوتا ہے۔۔۔" صبا نے روحی کے الفاظ دہرائے تھے۔

"جی نہیں یہ برائیڈ میٹ انگریزوں کی اصطلاح ہے اگر روحی شادی سے بھاگ گئی یا اسے کچھ ہو گیا تو آپ اس کا متبادل ہو گئی یونو سبسٹیٹیوٹ د لہن۔۔۔" اس کی بات مکمل ہونے تک روحی کا غصہ عروج پر پہنچ چکا تھا۔۔۔

"اسد۔۔۔" وہ دانت پیستے ہوئے اس سے مخاطب ہوئی

"تمیز سے ورنہ میں تمہارا سر پھاڑ دوں گی۔۔۔" وہ اسے وارن کر رہی تھی۔

"اتنا غصہ دلہن کے چہرے پر اچھا نہیں لگتا ڈارلنگ۔۔۔" اس نے شرارت سے روجی کے تپے تپے چہرے کو دیکھا۔

"یو۔۔۔ میں ابھی دلہن نہیں ہوں ایڈیٹ۔۔۔"

"ڈونٹ وری تم جب بھی جیسی بھی دلہن بنو گی غضب ہی ڈھاؤ گی۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر ہلکے سے چوم کر پیچھے ہٹا۔

"تم میری برائیڈ میٹ سے دو سو گز دور رہنا اوکے ویسے بھی صبا ساری زندگی شادی نہیں کریگی۔۔۔" روجی نے کچھ زیادہ ہی ہانک دی تھی۔

"یہاں اتنی ساری ایسی بد تمیز لمبی زبان والی لڑکیاں ہیں جو شادی نا کریں تو واقعی دنیا پر رحم ہو گا لیکن مس صبا جیسی سوئیٹ بیوٹیفل لڑکی کی شادی نا ہو یہ ممکن نہیں۔۔۔" اسد نے روجی کو ٹوکا۔

"تم تم میری کزن پر لائن مار رہے ہو؟؟؟" روجی نے غصے سے اسے گھورا
"نہیں حقیقت بتا رہا ہوں۔۔۔" وہ اس کے سر پر ہاتھ مارتا ہوا آگے چلا گیا جہاں اس کا دوست رہبان شاہ کھڑا تھا۔

روچی پوری پارٹی میں ایک ایک سے دل کھول کر مل رہی تھی قہقہے لگا رہی تھی ڈنر سرو ہونے والا تھا جب ایک سوٹڈ بوٹڈ ٹائی لگائے ہوئے جوان اس کے پاس آیا۔
"میم۔۔۔" اس نے دوستوں کے ساتھ کھڑی روجی کا مخاطب کیا۔

"یس کریم۔۔۔" وہ فوراً اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"فیوچر مسز رہبان شاہ کو اس طرح ہنسنا بولنا سب سے فری ہونا زیب نہیں دیتا سر کہہ رہے ہیں اس بات کا خیال رکھیں۔۔۔" روحی کا چہرہ رہبان کے سیکریٹری کی سرگوشی سن کر پھیکا پڑ گیا تھا۔

رہبان شاہ فارن کاڈگری ہولڈر بہت ہی جاذب نظر ہینڈسم جو ان تھا کالے سیاہ چمکتے بال نیلی آنکھیں لمبا دراز قد وہ بتیس سال کا ایک گڈ لکنگ جو ان تھا جو اپنی وجاہت سے بخوبی واقف تھا روحی اور صبادونوں ہی اس سے تقریباً بارہ سال چھوٹی تھیں۔ وہ اپنی والدہ کے انتقال کے بعد اپنے ڈیڈ کی تنہائی کا خیال کر کے پاکستان واپس آ گیا تھا اور اب اپنا فیملی بزنس سنبھالنے کے ساتھ ساتھ سیاست میں بھی قدم رکھ چکا تھا۔ کئی فارم ہاؤس اس کی ملکیت میں تھے۔

صبا خاموشی سے ایک طرف کھڑی سب کو ہنستا بولتا دیکھ رہی تھی کہنے کو تو یہ ایک چھوٹا سا ڈنر اس کے چچانے اپنے ہونے والے داماد کے اعزاز میں رکھا تھا پر یہ کسی ہائی فائی پارٹی سے کم نہیں تھا۔

"ہیلو مس برائیڈ میٹ۔۔۔" اسد ہاتھ میں دو جوس کے گلاس لئیے اس کے پاس آیا اور ایک گلاس اس کی سمت بڑھایا۔

"کیا میں آپ کے ساتھ یہ جوس پینے کا شرف حاصل کر سکتا ہوں۔۔۔" وہ ادب سے پوچھ رہا تھا جبکہ اس کی آنکھوں میں شرارت صاف نظر آرہی تھی۔ صبانے ہچکچاتے ہوئے جوس کا گلاس اس کے ہاتھ سے تھام لیا تھا۔

"میں روحی سے فرسٹ ٹائم دبئی میں ملا تھا جب وہ اپنی سمر شاپنگ کیلئے آئی ہوئی تھی پر مجھے یہ سمجھ نہیں آ رہا کہ اتنی نا سمجھ لڑکی کی اتنی سمجھدار کزن یہ کیسے ممکن ہے؟؟ مجھے بتاؤ مرشد یہ دو مختلف لڑکیاں ایک ساتھ کیسے " اس کا انداز ایسا تھا کہ صبا کے چہرے پر مسکراہٹ آگئی تھی۔

اب وہ چھوٹی چھوٹی باتیں اس سے کر رہا تھا جب دور کھڑی روحی پر صبا کی نظر پڑی جو انہیں ہی گھور رہی تھی۔

"آپ کافی دیر سے ادھر ہیں جائیں آپ کے فرینڈز آپ کو ڈھونڈ رہے ہوں گے۔۔۔" صبا نے اسے ٹوکا۔

"میرا تو ادھر سوائے رہبان شاہ کے کوئی دوست نہیں ہے اور وہ اس وقت اپنے ہونے والے سر کے دوستوں سے ملنے میں مصروف ہے۔۔۔" وہ لا پرواہی سے بولا۔

"میرا مطلب آپ کو شاید روحی ڈھونڈ رہی ہے۔۔۔" وہ اتنی دور سے بھی روحی کی آنکھوں سے نکلتے شرارے بھانپ گئی تھی۔

"ڈونٹ ٹیل می کے آپ کو میری کمپنی بری لگ رہی ہے اور آپ مجھ سے پیچھا چھڑانے کے موڈ میں ہیں۔۔۔" اسد نے شا کڈ انداز اپنایا

صبا کو اس کی کمپنی اچھی لگ رہی تھی پر اب وہ تھوڑا ڈرنے لگی تھی اس سے پہلے وہ کوئی بہانہ بنا کر وہاں سے کھسکتی، غصے سے متمتاتے ہوئے چہرے کے ساتھ روحی ان کی طرف آئی۔

"اسد تم ادھر میری کزن کے ساتھ کیا کر رہے ہو؟ اس پارٹی کی مین پرسن میں ہوں تمہیں مجھے کمپنی دینی چاہیئے۔۔۔" اس نے اسد کو بازو سے پکڑ کر گھسیٹا۔

"اوہ تو دلہن صاحبہ جیلس ہو رہی ہیں۔۔۔" وہ ہنسا جس پر روحی کلس کر رہ گئی۔

"میڈم آپ کو اپنے فیانسی رہبان شاہ کو کمپنی دینا چاہیے کیوں صبا میں ٹھیک کہہ رہا ہوں نا؟؟؟"

اسد نے خاموش کھڑی صبا کو بیچ میں گھسیٹا۔

"اسد ڈار لنگ تم برا بیڈ میٹ کو زیادہ توجہ دے کر اصل برا بیڈ کی توہین کر رہے ہو۔۔۔" روجی نے اسے زبردست گھوری سے نوازا۔

"اوکے بابا بتاؤ کیا کرنا ہے۔۔۔" اسد نے ہاتھ کھڑے کر کے روجی کے آگے سرینڈر کیا۔

"رہبان تو ادھر بھی بس بزنس کی باتیں ہی کر رہے ہیں لگتا ہے سوائے بزنس کے انہیں اور کچھ آتا جاتا نہیں۔۔۔" روجی نے منہ بسورا۔

"خیر ایسا بھی نہیں ہے وہ ہر ایک پر اتنی جلدی کھلنے والوں میں سے نہیں ہے۔۔" اسد نے ٹوکا

-

"اسے چھوڑو تم آؤ مجھے کمپنی دو۔۔۔" وہ صبا کو نظر انداز کر کے اسد کو گھسیٹتے ہوئے اندر لے گئی۔

صبا حیرت سے روجی اور اسد کی بے تکلفی دیکھ رہی تھی ان کے گھرانوں میں بھلا کہا اس طرح ہوتا تھا لیکن چچا کے پاس پیسہ کیا آیا یہ سب تو اپنی مشرقی اقدار ہی بھلا چکے تھے۔ وہ کچھ منٹ ادھر ہی کھڑی رہی اب اسے اپنا آپ اس گھر میں اس پارٹی میں مس فٹ لگ رہا تھا وقار چچا اور منور چاچی نے ایک بار بھی اسے نہیں پوچھا تھا اور روجی جو سب سے اسے ملواتی پھر رہی تھی اب اسے اکیلا چھوڑ کر غائب ہو چکی تھی۔ وہ آہستگی سے چلتی ہوئی باہر لان میں نکل آئی۔

وہ سر جھکائے خاموشی سے لان میں پڑی کرسی پر بیٹھ گئی تھی اس کا ارادہ کچھ دیر بعد چچی سے اجازت لے کر گھر چلے جانے کا تھا۔ تبھی بھاری قدموں کی آواز اس کے کانوں میں سنائی دی

"آپ ٹھیک ہیں؟؟" ایک گھمبیر آواز ابھری صبانے فوری سر اٹھایا تو اپنے سامنے رہبان شاہ کو دیکھ کر نروس سی ہو گئی۔

رہبان شاہ جو سگریٹ کی طلب میں باہر آیا تھا سامنے اس سادہ سی خاموش لڑکی کو سر جھکائے بیٹھا دیکھ کر اس کے پاس آیا تھا وہ اب اپنے سوال کے رد عمل میں اس کے سنہری گندمی رنگت چہرے پر نروسنس دیکھ کر ہلکے سے مسکرایا۔

"آپ ادھر اکیلی بیٹھی ہیں اندھیرا چھا رہا ہے ملازمین وغیرہ کا آنا جانا لگا ہوا ہے یہ آپ کے لئے سیف نہیں۔" اس نے نہ چاہتے ہوئے بھی اپنے سامنے بیٹھی اس نروس سی لڑکی کو سمجھایا۔

وہ رہبان شاہ کی بات سن کر تیزی سے کھڑی ہوئی ہی تھی کہ میز کے کنارے سے ٹکرا کر
لڑکھڑا گئی۔

"ریلیکس۔۔۔" اس نے آرام سے نرمی سے صبا کا بازو پکڑ کر اسے گرنے سے بچایا۔ صبانے
تیزی سے اپنی آنکھیں میچ لی تھیں سگریٹ کی مہک کے ساتھ ساتھ رہبان کے مخصوص کلون
کی خوشبو نے صبا کو اپنے حصار میں لے لیا تھا وہ اپنے دل پر ہاتھ رکھتے ہوئے تیزی سے سیدھی
ہوئی تو اس کے کلپ میں جکڑے بال ایک جھٹکے سے کھل کر رہبان شاہ کے اوپر بکھرے تھے
۔ ان گھنی زلفوں کی نرمی اور مہک رہبان شاہ کو اپنی روح میں اترتی ہوئی محسوس ہوئی تھی ایک
انوکھا سا احساس تھا۔

"آئی ایم سوری۔۔۔" وہ شرمندگی سے بولتی ہوئی پیچھے ہٹنے لگی تھی جب رہبان نے اس کے
لانے سیاہ بال اپنے ہاتھ سے اس کے کانوں کے پیچھے کئے۔

"تھینک یو۔۔۔ اس خوشگوار لمحے کے لیے۔۔۔" وہ بے ساختہ کہہ گیا۔

صبا اس کی بات سن کر تیزی سے پیچھے ہٹی وہ اس کی چچا زاد بہن کا ہونے والا شوہر تھا اور اس طرح۔۔۔۔۔ وہ تیزی سے پلٹی ہی تھی کہ رہبان شاہ نے اس کا ہاتھ کسی قیمتی متاع کی طرح تھاما۔ اور اسے اپنے ہمراہ لے کر چلتا ہوا باہر کھڑی گاڑیوں کے پاس آیا۔

"آپ کی گاڑی کدھر ہے؟" اس نے سوال کیا۔

صبا نے آنکھ کے اشارے سے سامنے کھڑی پرانی سفید شیورلیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس کو لے کر گاڑی تک آیا۔

"آپ کے فادر کے انتقال کا آج ہی سنا مجھے بہت افسوس ہوا حیرت ہے یہ لوگ آپ کے سگے رشتے دار ہیں جو بس دو ہفتے بعد ہی اپنی خوشیوں میں مگن ہو چکے ہیں۔۔۔" وہ تعزیت کر رہا تھا یا اس کے خونی رشتے داروں کی بے حسی جتا رہا تھا صبا کی سمجھ میں نہیں آیا۔

"اسامہ کیسا ہے؟" اس نے سگریٹ سلگائی۔

"آپ اسامہ کو جانتے ہیں۔۔۔" صبا حیران ہوئی بھلا وہ کب ان کے گھر آیا تھا یا ملا تھا اس نے تو بس ابو سے ہی اس کا ذکر سنا تھا۔

"میں تو آپ کو بھی جانتا ہوں خیر آپ احتیاط سے گھر جائیں میں اور ڈیڈ کل تعزیت کے لئے آئیگے اسامہ کو بتا دیجئے گا۔" وہ گاڑی کا دروازہ بند کر کے پیچھے ہٹا اور اس وقت تک کھڑا رہا جب تک صبا کی گاڑی اس کی آنکھوں سے اوجھل نہیں ہوئی۔

انٹر کے امتحانات کے بعد صبا کی والدہ کا انتقال ہو گیا تھا اس لئے اس نے پرائیویٹ پڑھنے کا فیصلہ کر کے گھرداری سنبھال لی تھی ابونے اسے بہت سمجھایا تھا پر وہ گھر پر رہ کر اپنے ابو اور چھوٹے بھائی کا خیال رکھنا ضروری سمجھتی تھی نت نئے کھانے پکانا گھر کی صفائی ابو اور اسامہ کے کپڑوں کا خیال رکھنا یہ سب اس نے اپنی ذمہ داری بنالیا تھا۔ جس کا ریوارڈ اسے یہ ملا تھا کہ کمال صاحب اس کے ابوجی کی آنکھوں میں اس کیلئے ہمیشہ ستائش نظر آتی تھی۔

"تمہاری ماں اگر آج زندہ ہوتی تو اپنی چھوٹی سی صبا کو اتنی ذمہ داری سے گھر سنبھالتے ہوئے دیکھتی تو بہت خوش ہوتی اسے تم پر بہت فخر ہوتا۔" وہ اکثر کہا کرتے تھے۔

گھر پہنچ کر اس نے گاڑی پارک کی اسامہ سامنے ہی درخت کے نیچے کرسی ڈالے بیٹھا اس کا انتظار کر رہا تھا۔

"آپی تم اتنی جلدی کیسے آگئی؟" اس نے صبا کے پاس آنے پر سوال کیا۔

"بس دل نہیں لگ رہا تھا۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"تم رات کو درخت کے نیچے کیوں بیٹھے ہو؟ اندر چلو پتہ بھی ہے مغرب کے بعد بلایات اتر آتی ہیں۔۔۔" اس نے اسامہ کو ڈانٹا۔

"آپی۔۔۔" اندر آ کر فرج سے پانی کی بوتل نکال کر اسامہ اس کے پاس آیا۔

"میں نے مالک مکان سے رابطہ کیا تھا وہ کہتے ہیں چھ ماہ میں اگر ہم ان کا پیسہ واپس کر دیں تو یہ مکان وہ دوبارہ ہمارے نام کر دیں گے۔۔۔" اس نے اطلاع دی۔

"چھ ماہ۔۔۔ لیکن ہم ایک کڑوڑ چھ ماہ میں کہاں سے لائینگے۔۔۔" صبا پریشان ہوئی۔

"آپی میرے دوست سہیل کے والد بحرین میں ہوتے ہیں انہوں نے مجھ سے ڈاکو مینٹس منگوائے ہیں وہ میری جاب کے لیے کوشش کرنا چاہتے ہیں۔۔۔۔" اسامہ کی بات سن کر پانی پیتی صبا کے گلے میں پھنسا اٹک گیا۔

"اسامہ میرے بھائی ابھی تمہاری تعلیم مکمل نہیں ہے ایسے جیسے کوئی اچھی جاب تمہیں مل سکتی ہے۔۔۔؟"

"آپی مزدوری کیلئے ڈگری کی ضرورت نہیں ہوتی بس مجھے تمہاری اجازت چاہیے پھر کچھ ماہ میں ہی ہم اپنا قرضہ اتار کر یہ گھر بچا لینگے اور پھر میں دھوم دھام سے اپنی آپ کی شادی کرونگا بالکل ویسے ہی جیسے ابو کرنا چاہتے تھے۔۔۔" وہ عزم سے بول رہا تھا۔

صبا نے زخمی نظروں سے اپنے انیس سال کے خوب رو بھائی کو دیکھا جسے وقت اپنی عمر سے کئی گنا بڑا بنا رہا تھا۔

"مجھے سوچنے کا وقت دو۔۔۔۔۔" وہ بمشکل کہتی ہوئی اوپر اپنے کمرے میں آگئی۔

اسامہ یونیورسٹی سے آچکا تھا آج اس کا موڈ تھوڑا سا خوشگوار تھا۔

"اللہ تیرا شکر ہے۔۔۔" صبانے اس کے چہرے پر مسکراہٹ دیکھ کر دل ہی دل میں اللہ کا شکر ادا کیا اور اس کیلئے کھانا نکالنے لگی۔

ہاتھ دھو کر اسامہ وہی کچن میں سلیب پر اچک کر بیٹھ گیا تھا۔

"اسامہ کپڑے تو بدل لیتے۔" صبانے چاول کے اوپر دال ڈال کر کباب کے ساتھ پلیٹ اس کی طرف بڑھائی۔

"آپی آج سلطان انکل کا فون آیا تھا وہ اور رہبان بھائی گھر آرہے ہیں میں ابھی کھانا کھا کر جلدی سے بیکری سے پیسٹری کیک لے آتا ہوں تم بس اچھی سی چائے تیار کر لینا۔ اور ہاں اپنا حلیہ بھی درست کر لینا۔۔۔" اس نے بڑے بوڑھوں کے انداز میں اسے ہدایات دیں۔

"اوہ میرے تو دماغ سے ہی نکل گیا تھا حالانکہ کل انہوں نے مجھے بتایا بھی تھا۔۔" صبانے اپنے سر پر ہاتھ مارا۔

"وہ ابو کی تعزیت کرنے کے لیے آرہے ہیں اس لیے زیادہ اہتمام اچھا نہیں میں چائے کے ساتھ کباب تل لوں گی اور فرج میں کیک پڑا ہے وہ بھی نکال لوں گی تم اس گرمی میں باہر مت جاؤ۔۔۔" اس نے اسامہ کو روکا۔

"آپی تم زیادہ چیں پس مت کرو میں بس یوں گیا اور یوں آیا۔۔۔" اس نے چٹکی بجاتے ہوئے کہا اور پلیٹ سر کا کر کھڑا ہو گیا۔

شام چار بجے باوقار سے سلطان صاحب رہبان کے ساتھ ان کے گھر آچکے تھے صبانے ان کے ڈرائیو اور سیکیورٹی گارڈز کی چائے باہر بھجوا دی تھی اور اب خود بھی سر پر سلیقے سے دوپٹہ اوڑھے ڈرائنگ روم میں موجود تھی۔

"رہبان بھائی یہ گھرا بونے بیچ دیا تھا ان کا ارادہ آپی کی شادی کر کے پنجاب شفٹ ہونے کا تھا خریدار نے ڈیڑھ کروڑ چیک دیا تھا اور ایک کڑوڑ کیش کی ڈیل کی تھی بس اس دن ہم وہی سے واپس آرہے تھے کہ یہ حادثہ ہو گیا۔۔۔" وہ اداسی سے بتا رہا تھا اور صبا غصہ پیتے ہوئے اسے گھور رہی تھی بھلا ایک اجنبی کو یہ سب بتا کر اپنا ہی تماشہ کیوں لگایا جائے پر اسامہ کو وہ کس طرح روک سکتی تھی۔

کچھ دیر بعد وہ لوگ جانے کو تیار تھے جب سلطان صاحب نے شفقت سے صبا کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"بیٹی تمہارا ابو میرا بہت اچھا دوست تھا میرے ہر اچھے برے وقت میں اس نے ساتھ دیا تھا اب وہ نہیں ہے تو تم دونوں خود کو اکیلا مت سمجھنا۔۔۔"

"جی انکل بہت شکریہ۔۔۔" صبا نے متانت سے جواب دیا۔

"اورینگ مین اس جمعہ کو رہبان کا نکاح ہے اس میں تمہیں ضرور شرکت کرنی ہے۔۔۔"

انہوں نے اسامہ کو بلاوا دیا تھا۔

صبا کی آنکھ صبح سویرے ہی کھل گئی تھی وہ فجر پڑھ کر اسامہ کو جگانے کے لیے اس کے کمرے میں آئی ہلکا سا دروازہ کھٹکھٹا کر اندر داخل ہوئی لائٹ جلانی۔

سامنے ہی اس کا بیڈ بے شکن پڑا تھا جیسار ات کو وہ سیٹ کر کے سوئی تھی یعنی وہ کمرے میں آیا ہی نہیں تھا وہ پریشان ہو کر کمرے سے باہر نکلی پورے گھر میں اسے ڈھونڈتے ہوئے کچن میں آئی سامنے سلیب پر ایک پرچہ پڑا ہوا تھا۔

"آپی پریشان مت ہونا اخبار ہا کر کی جاب شروع کی ہے وہی سے یونیورسٹی چلا جاؤنگا۔۔"

اس نے پرچہ پڑھ کر ایک طرف رکھا اور چائے کا پانی چڑھایا اسٹرانگ سی چائے کپ میں انڈیل کر وہ باہر نکلی اور برآمدے کی سیڑھی پر بیٹھ گئی ذہن اسامہ میں الجھا ہوا تھا جب گھر کے اندر سے فون کی بیل کی آواز سنائی دی وہ چائے کا کپ وہی چھوڑ کر تیزی سے اندر فون کے پاس آئی کہ شاید اسامہ کی کوئی اطلاع۔۔۔ اسے ڈر لگ رہا تھا۔ آج سے تین ہفتے پہلے ایسی ہی

ایک فون کال پر اس کے ابو کے ایکسیڈنٹ کی اطلاع آئی تھی۔ کپکپاتے ہوئے ہاتھوں سے اس نے فون اٹھایا

"ہیلو۔۔" وہ لرزتے ہوئے بولی۔

"صبا کیا میں نے تمہیں اتنی صبح جگاتو نہیں دیا؟؟؟" منور چاچی کی آواز ابھری جسے سن کر اس کے تنے ہوئے اعصاب تھوڑا ڈھیلے پڑے اور اس نے ایک گہری سانس لے کر دیوار سے ٹیک لگائی۔

"اسلام علیکم چاچی آپ ہیں مجھے لگا۔۔۔" اس نے ایک گہری سانس لیتے ہوئے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

"صبا کتنی بار سمجھایا ہے ادھوری بات مت کیا کرو۔۔" انہوں نے اس کی بات سننے بغیر اسے ٹوکا۔

"خیر سب چھوڑو کیا تم ابھی کے ابھی ادھر آسکتی ہو؟" انہوں نے جلدی سے کہا ان کی آواز میں ایک عجیب سی پیچیدگی تھی۔

"ابھی۔۔۔" صبا نے پلٹ کر دیوار پر نصب گھڑی میں وقت دیکھا صبح کے آٹھ بج رہے تھے اس کی چھٹی حس کچھ غلط ہونے کا اشارہ کر رہی تھی۔

"چاچی سب خیریت تو ہے؟" اس نے پریشانی سے پوچھا کہ اتنی صبح صبح اسے کیوں بلایا جا رہا تھا جب کہ روحی کا نکاح تو عصر کے بعد تھا۔

"میں تمہیں ہر بات بتا دوں گی بس تم جلدی سے گھر آؤ میں انتظار کر رہی ہوں۔۔" انہوں نے بات ختم کر کے اسے کچھ بھی کہنے کا موقع دیئے بغیر فون رکھ دیا تھا۔

ٹوٹو ٹو۔۔۔ ڈائل ٹون کی آواز صبا کے کانوں سے ٹکرا رہی تھی۔

"اب کیا ہو گیا ہے۔۔۔" اس نے بے دلی سے سوچتے ہوئے فون رکھا اور اوپر تیار ہونے چلی گئی۔

نیوی بلیو کاٹن کی قمیض شلوار پر کروشیہ کڑھا ہوا سفید دوپٹہ اچھی طرح سے اوڑھ کر وہ گاڑی کی چابی اٹھا کر گھر لاک کر کے باہر نکلی۔

آدھے گھنٹے بعد وہ وقار چچا کے گھر موجود تھی جب ملازم اسے لے کر اندر ڈرائنگ روم میں داخل ہوا۔

"اسلام علیکم۔۔۔" اس نے اندر داخل ہوتے ہی سلام کیا جہاں پریشان حال چچا اور چاچی بیٹھے ہوئے تھے اور دیوار پر ہاتھ رکھے ایک دراز قامت مرد کی پشت اس کے سامنے تھی۔

"یہ پڑھو۔۔۔" منور چاچی نے ایک فولڈ کیا ہوا پرچہ اس کی سمت بڑھایا۔

"مما ڈیڈی میں کئی دنوں سے سوچ رہی تھی کہ میرے اور رہبان شاہ کے درمیان کچھ بھی کامن نہیں ہے مجھے یہ نکاح اپنی زندگی کی ایک بہت بڑی غلطی لگ رہا ہے مانا وہ بہت امیر اور ہینڈسم ہے لیکن وہ بہت بورنگ انسان ہے میں اسے سمجھ نہیں پارہی اور ہماری شادی تو ویسے بھی ایک ماہ بعد ہونی تھی تو آپ کو امید ہے کچھ پریشانی نہیں ہوگی میں گھر چھوڑ کر جا رہی ہوں

ایک ماہ آرام سے سب سے دور بغیر پریشی کے اس رشتے کے بارے میں سوچوں گئی پھر واپس آؤنگی آپ تب تک اس اسٹوپڈ نکاح کو کینسل کریں ویسے بھی نکاح تو شادی والے دن بھی ہو سکتا ہے۔ میں نے رہبان شاہ کو بھی میسج کر دیا ہے۔۔ آپ میری فکر مت کیجئے گا میں آپ سے رابطے میں رہوں گی۔۔۔"

لو یو آپ کی اینجل۔

روحی۔۔۔"

"واٹ؟ روحی چلی گئی پر کیوں کہاں؟" وہ شاک سے چچا چچی کو دیکھ رہی تھی۔

"تم تو اس کی دوست تھی پھر یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس نے تم سے کچھ نہ کہا ہو؟" وقار چچا نے سختی سے پوچھا۔

"آج تو اس کا نکاح تھا نا؟ پھر۔۔۔" صبا پریشانی سے اپنے چچا کا اتر اہوا چہرہ دیکھ رہی تھی جو برسوں کے بیمار نظر آرہے تھے۔

"میں سمجھتی ہوں اس میں زیادہ غلطی تمہارے چچا اور میری ہے ہمارے لاڈ پیار نے ہی ہمیں آج یہ دن دکھایا ہے اس کی ہر فرمائش پوری کر کے اس کے چہرے پر آئی مسکراہٹ دیکھنے میں ہم اتنے لگن ہو جاتے تھے کہ کبھی سوچا ہی نہیں کہ ہماری ڈھیل ہمارا پیار اسے بگاڑ رہا ہے۔۔۔" منور چاچی کی آواز بھرا گئی۔

کوئی اتنے چاہنے والے لاڈ اٹھانے والے ماں باپ کا سر کیسے اس طرح جھکا سکتا ہے؟ بیٹیاں تو باپ کی عزت ہوتی ہیں گھر کی رحمت ہوتی ہیں باپ کے کندھوں پر جھولتی بیٹیاں انہی کندھوں

کو جھکانے کا سبب کیسے بن سکتی ہیں؟؟ اور اسے ادھر کیوں بلایا گیا ہے وہ بھلا کیا کر سکتی ہے
!؟ صبا کا ذہن الجھ رہا تھا۔

"مسٹر اینڈ مسز وقار آپ انہیں ان کی آمد کا مقصد بتائیں۔۔۔۔۔" بھاری گھمبیر آواز سن کر صبا
نے چونک کر دیکھا تو رہبان شاہ اس کے سامنے کھڑا تھا اس کے چہرے پر بلا کی کر خنگی چھائی
ہوئی تھی۔

"صبا بیٹی!" وقار چچا نے ہچکچا کر اسے مخاطب کیا
"بیٹی ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔"

"چچا آپ پریشان مت ہوں گیسٹ لسٹ مجھے دیجئے میں سب کو فون کر کے تقریب ملتوی
ہونے کی اطلاع کر دیتی ہوں۔۔۔۔۔" اس نے آفر کی کہ اس سے زیادہ وہ اور کر بھی کیا سکتی تھی

۔ وقار چچا نے بیچارگی سے منور چاچی کی طرف دیکھا تبھی کرسی گھسیٹ کر رہبان شاہ عین صبا کے سامنے بیٹھا اور صبا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر انتہائی بر فیلے لہجے میں گویا ہوا۔

"نکاح ملتوی ہر گز نہیں ہو گا۔۔۔" اس کے لہجے کا سرد پن صبا کو اپنی رگوں میں اترتا ہوا محسوس ہوا۔ پہلی بار صبا کو احساس ہوا کہ وہ ایک ایسا آدمی ہے جس کے نزدیک اس کا وقار اس کی عزت اہم ہے وہ کسی بھی حالت میں اپنا اپنی فیملی کا وقار کم کر کے خود کو پبلک گوسپ کا حصہ بنانا نہیں چاہتا تھا۔ پورے کمرے میں سناٹا چھا گیا تھا وقار صاحب اور منور بیگم اپنے سانسیں روکے صبا کی طرف دیکھ رہے تھے اتنے اونچے سیاسی گھرانے میں انہوں نے رشتہ کیا تھا تو ظاہر ہے قیمت تو چکانی ہی تھی۔ منور بیگم نے اپنی مثال درست کرتے ہوئے سوالیہ نظروں سے وقار صاحب کی طرف دیکھا جنہوں نے آنکھوں ہی آنکھوں میں اپنی رضا مندی دے دی تھی۔

"ہم تمہارے فیصلے کا احترام کرتے ہیں تمہیں اندازہ نہیں ہے میں اس وقت کس قدر شرمندہ ہوں کتنی خواہش تھی اپنی بیٹی کو تمہارے سنگ رخصت کرنے کی لیکن!! میں اسے کبھی معاف نہیں کرونگا۔۔۔۔" وقار صاحب کی آواز بھرا گئی آنکھوں میں نمی اتر آئی تھی۔ صبا کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس سب میں اس کا کیا قصور تھا جو اسے یہاں بلا کر عدالت لگائی گئی تھی۔ اس نے اپنی ہمت مجتمع کی اور بڑے حوصلے سے رہبان شاہ کی نیلی آنکھوں میں دیکھا۔

"آپ کیا کریں گئے؟" رہبان شاہ کی آنکھوں کی تپش سے وہ بوکھلا گئی

"مطلب آپ ایسے۔۔۔۔" صبانے الجھ کر اسے دیکھا پھر اپنے چچا اور چچی کی طرف نظریں گھمائیں۔

"دلہن کے بغیر نکاح کیسے ہو گا؟ تم یہی کہنا چاہ رہی ہو نا؟؟" رہبان شاہ نے سخت لہجے میں پوچھا اور صبانے میکا نیکی انداز میں اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس کی بات کی تصدیق کی۔

"پورے میڈیا کو پتہ ہے کہ آج سلطان شاہ کے بیٹے رہبان شاہ کا نکاح ہے اور رہبان شاہ مرتو
سکتا ہے لیکن اپنے باپ کا سر جھکا نہیں دیکھ سکتا اس لیے اس سب کا بس ایک ہی حل ہے
---" اس نے غور سے صبا کو دیکھا۔

"کہ تم روحی کی جگہ لو۔۔۔"

"آپ پاگل ہیں کیا؟" صبا اچھل کر تیزی سے اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی

"معاف کیجیے گا اس سب میں میرا کوئی قصور نہیں ہے اور نا ہی مجھے آپ سے شادی نکاح ٹائپ
کچھ بھی کرنا ہے۔۔۔" وہ صاف انکار کر گئی تھی کہ یہ سب اس کی برداشت سے باہر تھا بھلا
روحی کا کیا وہ کیوں بھگتی۔

"کیوں نہیں کرنا نکاح؟" وہ پھنکارا

"تم چاہے مجھے گھمنڈی سمجھو یا مغرور مگر سچ یہ ہے کہ مجھ سے نکاح کر کے تمہاری زندگی بدل جائے گی تمہیں مانگے کے کپڑے نہیں پہننے پڑیں گے مسز رہبان شاہ جیسی لائف تو تمہارے جیسی لڑکی سوچ بھی نہیں سکتی ہے۔۔۔۔" اس کا اشارہ اس دن پارٹی والے لباس کی طرف تھا صبا کی گندمی رنگت خفت سے سرخ پڑ گئی تھی۔ اتنی ذلت اس کی برداشت سے باہر تھی وہ کب اونچے محلوں یا مخملی لباس کی خواہشمند تھی وہ ایک خوددار باپ کی صابر بیٹی تھی جو اپنی چادر دیکھ کر پیر پھیلانا اچھی طرح سے جانتی تھی۔

"انکار کرنے سے پہلے سوچ لینا کہ تمہارا ایک چھوٹا بھائی بھی ہے اور تمہارے گھر کی چھت بھی کسی وقت تم دونوں بہن بھائیوں کے سر سے چھن سکتی ہے اگر عقلمند ہو تو ہامی بھر لو باقی سب میں دیکھ لو نگا۔۔۔۔" اس نے آفر کی۔

"ہمیں کسی کا احسان نہیں چاہیے۔۔۔" صبا نے بات شروع ہی کی تھی کہ رہبان شاہ نے اس کی بات کاٹی

"او کے ایک ڈیل کرتے ہیں مس صبا تمہاری فیملی کی وجہ سے آج میری فیملی کی ریپیوٹیشن خطرے میں ہے تو میں تمہیں ایک جاب آفر کرتا ہوں تم مجھ سے کچھ عرصے کے لئے نکاح کرو تمہارا کام صرف شاہ مینشن کے ملازمین کی سپرویزن کرنا اور علیحدہ میری چھوٹی بہن دیکھ بھال، تربیت کرنا ہوگا وہ بارہ سال کی ہے اور اسے کسی سمجھدار عورت کی نگرانی کی ضرورت ہے۔ روٹی کپڑا رہائش سب فری بدلے میں میں تمہارے بھائی کو باہر اعلیٰ تعلیم کے لیے پڑھنے بھجوا دوں گا اور تمہارے گھر کو رقم دے کر چھڑوا دوں گا۔۔۔" اس نے اپنا پرپوزل سامنے رکھا۔

"مسٹر رہبان شاہ آپ اپنی اس مہمان پلاننگ میں ایک شخصیت کو بھول رہے ہیں۔۔۔۔" اس نے ہمت سے سراٹھایا۔ اور رہبان شاہ کی سوالیہ نظروں کو دیکھ کر مضبوط لہجے میں گویا ہوئی۔

"آپ یہ رشتہ بنا کر اپنی جگہ ہنسائی سے بچ جائیگے، اسامہ کو گھر مل جائے گا اعلیٰ تعلیم مل جائے گی، آپ کی بارہ سال کی بہن کو ایک رکھوالی کرنے والی تربیت کرنے والی گورنس مل جائے گی۔ اور میں؟ میرا کیا؟؟؟" اس نے ہسٹریائی انداز میں سوال کیا۔

"تمہارا کیا ہونا ہے؟" اس نے سرد لہجے میں کہا

"تمہارے پاس آپشن ہی کیا ہیں؟ نا تعلیم مکمل ہے نا کوئی اچھی جاب یا اچھا مستقبل ہے، ہو سکتا ہے چار پانچ سال بعد کسی عام آدمی سے شادی ہو جائے اور پھر ساری زندگی تم جمع توڑ میں گزار دو ہاں اگر مجھ سے شادی کرو گی تو مسز رہبان شاہ کہلاؤ گی ایک اسٹیٹس ملے گا خوبصورت گھر جدید ماڈل کی گاڑی اچھا کپڑا سب ملیگا ساتھ ساتھ تمہارے بھائی کا مستقبل سنور جائے گا۔۔۔" وہ مغرور انداز میں بولتے ہوئے اس کے چہرے پر چھائی کشمکش دیکھ رہا تھا۔

"وقار صاحب نکاح آج ہی ہو گا اور رخصتی بھی آج ہی اریخ کریں مجھے آپ کے گھرانے کی
لڑکیوں پر اعتبار نہیں رہا ہے۔۔۔۔" وہ حکمیہ انداز میں کہتے ہوئے لمبے لمبے قدم اٹھاتا ہوا
باہر نکل گیا ابھی اسے اپنے ڈیڈ اور پھر اسامہ کو بھی اطلاع کرنی تھی۔

یہ عجیب فصل فراق ہے
کہ نہ لب پہ حرفِ طلب کوئی
نہ اداسیوں کا سبب کوئی
نہ ہجومِ درد کے شوق میں
کوئی زخمِ اب کے ہر اہوا
نہ کماں بدستِ عدو ہوا

نہ ملامتِ صفِ دشمنان

نہ یہ دل کسی سے خفا ہوا

کوئی تار اپنے لباس کا

نہ ہوانے ہم سے طلب کیا

سر راہِ زروفابڑھی

نہ دیا جلانے کی آرزو

پے چارہ غمِ دو جہاں

نہ مسیح کوئی نہ چارہ گر

نہ کسی خیال کی جستجو

نہ خلش کسی کے وصال کی

نہ تھکن رہ ماہ و سال کی

نہ دماغ رنج بُتاں

نہ تلاش لشکرِ ناصحاں

وہی ایک رنگ ہے شوق کا

وہی ایک رسم ہے شہر کی

نہ نظر میں خوف ہے رات کا

نہ فضا میں دن کا ہر اس ہے

پے عرضِ حال ہے سخنِ وراں

وہی ہم سخن ہے رفیقِ جاں

وہی ہم سخن جسے دل کہیں

وہ تو یوں بھی کب کا اُداس ہے۔

دو ماہ گزر چکے تھے وقت جیسے تھم سا گیا تھا اسامہ کا داخلہ انگلینڈ کی یونیورسٹی میں ہو چکا تھا اب بس وہ تھی اور اس کی سوچیں آج بھی اسے اپنی نکاح یا شادی جو بھی کہہ لیں کا دن پوری آب و تاب کے ساتھ اس کی یادداشت میں محفوظ تھا۔

"خاندان کی عزت اب تمہارے ہاتھ میں ہے میری ایک بیٹی تو میرا سر جھکا ہی چکی ہے اب میری عزت تمہارے ہاتھ میں ہے۔" وقار چچا نے ساکت کھڑی صبا کے آگے ہاتھ جوڑے۔ وہ بس خالی خالی نظروں سے سب دیکھ رہی تھی چچا فیصلہ اس پر چھوڑ کر کمرے سے باہر جا چکے تھے منور چچی صوفے پر بیٹھی خاموش آنسو بہا رہی تھیں جب صبا نے آگے بڑھ کر فون اٹھایا اور اسامہ کا نمبر ڈائل کرنے لگی۔

"آپی! میری پیاری آپی میں بس تمہیں ہی فون کرنے والا تھا۔۔۔۔" اسامہ کی پر جوش آواز اس کے کانوں سے ٹکرائی

"آپی رہبان بھائی کی کال آئی تھی انہوں نے مجھ سے تمہارا رشتہ مانگا ہے اف اللہ میں بتا نہیں سکتا میں کتنا خوش ہوں۔۔۔" وہ چمک رہا تھا آج کتنے عرصے بعد اس کی آواز میں زندگی کا احساس تھا۔

"پرو جی۔۔۔" اس نے کہنا چاہا

"آپی روحی باجی کو چھوڑیں رہبان بھائی آپ کا نصیب تھے تو انہیں کیسے ملتے؟ آپ تیاری کریں میں ابو کی قبر پر جا رہا ہوں انہیں خوش خبری سنا کر آپ کے پاس آتا ہوں۔۔۔" وہ پڑمردگی سے فون رکھ کر اپنی سوچوں میں گم ہو گئی ایک بڑا بھاری بوجھ اس کے شانوں پہ آگرا تھا۔ چند لمحے بعد وہ چلتی ہوئی منور چچی کے پاس آکر ان کے گھٹنوں پر ہاتھ رکھ کر دوزانوں ہو کر بیٹھ گئی

"منور چچی میں نے آپ کو ہمیشہ اپنی ماں مانا ہے آپ بتائیں کیا یہ فیصلہ میرے لیے درست ثابت ہوگا؟" وہ آس بھری نظروں سے انہیں دیکھ رہی تھی منور بیگم نے ڈبڈبائی ہوئی نظروں سے اسے دیکھا جو یتیم تھی جس نے ہمیشہ ان کی عزت کی تھی وہ خاموشی سے اس کا من موہنا چہرہ دیکھ رہی تھی ان کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا۔ صبا نا سمجھ نہیں تھی اسے ان کی خاموشی سے اپنا جواب مل چکا تھا۔

"چاچی میں۔۔۔۔" اس نے اپنے ہاتھ مسلے

"میں اس نکاح پر تیار ہوں پر میری ایک شرط ہے آپ میری رہبان شاہ سے بات کروادیں اگر وہ میری شرط مانتے ہیں تو میں تیار ہوں۔۔۔" وہ نروس ہو کر ہاتھ مسلتے ہوئے اپنی بات رکھ رہی تھی۔

منور چاچی نے نم آنکھوں سے اس کے سر پر ہاتھ رکھا اور سائیڈ میز پر رکھا اپنا سیل فون اٹھا کر رہبان شاہ کا نمبر ملا یا بیل جا رہی تھی فون صبا کے ہاتھ میں تھا کہ وہ اس کا سر شفقت سے تھپتھپاتے ہوئے باہر نکل گئیں۔

"رہبان شاہ اسپیکنگ۔۔۔" اس کی بھاری آواز صبا کے کانوں سے ٹکرائی

"میں صبا۔۔۔"

"یس؟"

"وہ۔۔۔" صبا کی سمجھ نہیں آیا بات کیسے شروع کرے

"کیا وہ؟"

"میں آپ سے نکاح کرنے کے لیے تیار ہوں پر میری ایک شرط ہے۔۔۔" وہ ہمت کر کے

جلدی سے کہہ گئی

"محترمہ کیا آپ کوئی شرط منوانے کی پوزیشن میں ہیں؟؟" رہبان شاہ نے سکون سے سوال کیا

"خیر فرمائیے کیا شرط ہے پھر میں دیکھوں گا کہ ماننی ہے یا نہیں۔۔۔۔" اس نے صاف اپنی برتری جتادی تھی۔

"یہ نکاح میری اور آپ کی دونوں کی مجبوری ہے اور۔۔۔۔" صبا نے کہنا شروع کیا۔

"آپ کی مجبوری ہوگی رہبان شاہ کی نہیں یہ بات اپنے چھوٹے سے دماغ میں بٹھالیں رہبان شاہ کو دنیا کی کوئی طاقت مجبور نہیں کر سکتی۔۔۔۔" اس نے صبا کی بات کاٹی۔

"اتنا غرور۔۔۔" صبا نے دھیرے سے کہا

"میرا غرور تو اب آپ بھی بننے والی ہیں اس لئے فضول باتوں کو چھوڑیں اور کام کی بات کریں۔۔۔" وہ دو ٹوک ہوا

"میں نہیں چاہتی کہ آپ۔۔۔" صبا کی آواز لڑکھرائی

"کہ آپ اس رشتے سے کوئی امید رکھیں ہم ایک چھت کے نیچے ضرور ہونگے پر ہمارے
راستے الگ ہونگے۔۔۔" صبا نے بمشکل اپنی بات مکمل کی کہ ایک باحیالڑکی کا اس طرح بات
کرنا کسی امتحان سے کم نہیں ہوتا۔

"آئی سی۔۔۔" وہ زیرک انسان ایک سیکنڈ میں اس کے دماغ میں چلتی ہوئی کشمکش کو بھانپ گیا
تھا۔

"تم شادی شدہ زندگی گزارنے سے کترار ہی ہوں بیڈ روم کے اندر ایک بیوی کے فرائض
انجام نہیں دینا چاہتی ہوں ایم آئی رائٹ؟؟" وہ سرد لہجے میں بول رہا تھا صبا اس کی اتنی کھلی
بات سن کر شرم سے پانی پانی ہو گئی تھی

"جواب دو مجھے تمہارے منہ سے سننا ہے۔۔۔" وہ غرایا۔

"جی۔۔۔" صبا نے بمشکل کہا

"مس صبا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں میں تم سے زبردستی کوئی تعلق نہیں بناؤ گا اور نا ہی مجھے تمہاری کوئی طلب ہے۔۔۔" وہ طنزیہ لہجے میں بول کر فون بند کر گیا تھا۔

وہ روحی کے کمرے میں بڑے سے قد آمت آئینے کے سامنے کھڑی ہوئی تھی بیوٹیشن اسے تیار کر کے جاچکی تھیں جب اسامہ اور منور چچی اندر داخل ہوئے۔

"ماشاء اللہ۔۔۔۔" منور چاچی نے اپنے آنسو اس کے دلہناپے کے روپ کی تعریف کی جو لباس زیور بڑے چاؤ سے انہوں نے اپنی اکلوتی بیٹی روحی کیلئے بنوایا تھا آج وہ صبا پہنے کھڑی ہوئی تھی۔

"چلو آپ باہر رہبان بھائی نے ہمیں پک کرنے کے لیے لیموزین بھجوائی ہے۔۔۔" اسامہ نے اس کا ہاتھ تھاما

"ایک منٹ۔۔۔" منور چاچی نے اپنے ہاتھ میں پکڑانیٹ کا سرخ دوپٹہ جس پر دھنک رنگ
تارے چمک رہے تھے کھول کر صبا کے چہرے پر لمبا گھونگٹ کر دیا

"صبا اپنا چہرہ چھپا کر رکھنا تاکہ کسی کو بھی دلہن بدل گئی ہے اس بات کا پتہ نہیں چلے۔۔۔" انہوں
نے ہدایت دی

لمبی سی لیموزین میں وقار چچا، اسامہ، منور چاچی اور دلہن کے روپ میں صبا کا وجود موجود تھا
باوردی ڈرائیور گاڑی کو شہر کے مشہور بینکونیٹ ہال کی طرف لے جا رہا تھا پوری گاڑی میں سناٹا
چھایا ہوا تھا جیسے کسی کا جنازہ جا رہا ہوں۔

ہال پہنچ کر صبا اپنے چچا اور بھائی کے ساتھ پھولوں کی روش پر دھیمے دھیمے چلتی ہوئی اندر جا رہی
تھی لوگوں کا مجمع پر جوش انداز میں اس کا استقبال کر رہا تھا سب دلہن کا چہرہ دیکھنا چاہتے تھے
۔ تبھی ایک طرف سے سفید کڑکڑاتے ہوئے قمیض شلوار کے اوپر واسکٹ پہنے شہزادوں کی
سی آن بان والار ہبان شاہ آگے آیا اسے سامنے پا کر صبا کے قدم تھم گئے تھے جھکا سر مزید

جھک گیا تھا جب اس نے سنجیدگی سے ہاتھ بڑھا کر صبا کا گھونگٹ ہٹا دیا تھا۔ وہ پر تپش نظروں سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"یہ کیا کیا؟ رہبان بیٹا سب دیکھ رہے ہیں فضول گو سپ بنائیں گے۔۔" منور چاچی پریشان ہوئیں۔

"بنانے دیں۔۔۔" صبا پر سے نظریں ہٹائے بنا انہیں جواب دے کر اس نے اپنا دایاں ہاتھ آگے بڑھایا تو اسامہ نے صبا کا ہاتھ بڑے پیار سے پکڑ کر پہلے چوما پھر رہبان شاہ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اب وہ رہبان شاہ کی سنگت میں اس راہداری پر چلتی ہوئی اسٹیج تک جا رہی تھی۔۔۔

"یہ روحی تو نہیں ہے۔۔۔"

"یہ تو کوئی اور لڑکی ہے۔۔۔"

"دلہن کیسے بدل گئی۔۔۔۔" لوگوں میں چہ میگوئیاں شروع ہو چکی تھیں۔

اسٹیج پر رہبان شاہ کے والد سلطان شاہ نے صبا کا استقبال کیا اور اس کا ماتھا چوم کر بڑی عزت سے اسٹیج پر بٹھایا۔

کچھ ہی دیر بعد ایجاب و قبول کے مراحل طے پا چکے تھے تصاویر کھانے پینے کا دور چل رہا تھا جب سلطان صاحب نے رخصتی کا اعلان کیا جو سب کو چونکا گیا کہ سب نکاح کے بلاوے پر آئے تھے پہلے ہی دلہن کی تبدیلی ایک شاک تھا اور اب رخصتی۔۔۔

رہبان شاہ نے اپنا مضبوط مردانہ ہاتھ صبا کی جھکی نظروں کے آگے بڑھایا تو اس نے لرزتے ہوئے اپنا کپکپاتا ہوا دایاں ہاتھ اس کی پھیلی ہوئی ہتھیلی پر رکھ دیا۔

رہبان شاہ نے اس کے ہاتھوں کی کپکپاہٹ بغور نوٹ کی تھی وہ اسے بڑے آرام سے ہلکے سے جھٹکے کے ساتھ کھڑا کر چکا تھا۔

رہبان شاہ کی معیت میں وہ چلتی ہوئی باہر سادگی سے سچی مر سڈیز تک آئی اسے گاڑی میں بٹھا کر رہبان شاہ نے ڈرائیور کو باہر نکلنے کا اشارہ کیا اور خود ڈرائیونگ سیٹ پر بیٹھ گیا وہ اسے اپنے ساتھ لے کر جا رہا تھا۔

"ری لیکس! اٹس ڈن۔۔۔۔" اس نے انتہائی اطمینان سے پیچھے بیٹھی صبا کو تسلی دی تھی۔

وہ اپنے الفاظ کا پکا تھا اس رات صبا کو شاہ پیلس چھوڑ کر وہ ایسا گیا کہ دو ماہ گزر گئے تھے پر وہ پلٹ کر نہیں آیا تھا۔

صبا نے آگے بڑھ کر ڈریسنگ ٹیبل پر سے برش اٹھایا اور اپنے کمر تک آتے لائے بالوں کو برش کرنے لگی۔ اس رات اس کے اندر کہیں ایک ڈر ایک خوف تھا کہ کیا پتہ وہ اپنے شوہر انہ حقوق وصول کر لے کہ تھا تو ایک مرد ہی پر وہ تو اسے چھوڑ کر ایسا گیا تھا کہ پلٹا ہی نہیں ہاں اس بیچ دو تین بار اس کا فون ضرور آیا تھا لیکن صرف فارمل دو جملوں میں کسی اجنبی کی طرح بس خیریت پوچھنے کیلئے۔

"بھابی۔۔۔" علیہ کی آواز پر وہ اپنی سوچوں سے باہر نکلی جو سفید شرٹ سفید پینٹ پر سفید ٹینس شوز پہننے ہاتھ میں ریکٹ لیے اسے دیکھ رہی تھی۔

"بھابی آپ اتنے لمبے بال کیسے سنبھالتی ہیں؟ کتنا ٹائم اور انرجی ویسٹ ہوتی ہے انہیں سلجھانے بنانے میں۔۔۔" علیہ نے کوفت سے اس کے بالوں کو دیکھا۔

"ہمم۔۔۔" اس نے بالوں کی پونی بناتے ہوئے ہنکارہ بھرا۔

"میری پیاری بھابی کو تکلیف ہو یہ مجھے پسند نہیں بس ہم کل ہی پارلر چل کر کوئی زبردست سا ہئیر کٹ کروائیں گے۔۔۔" علیہ نے پلان بنایا۔

"ٹھیک ہے جیسے تم چاہو۔۔۔" صبانہ نرمی سے اس کے پھولے پھولے گال چھوئے ویسے بھی وہ سرینڈر کر چکی تھی لائف میں کچھ بھی تو مرضی کا نہیں تھا تو ہئیر کٹ بھی سہی۔۔۔

"بھابھی چلیں نا واصل بھائی باہر ویٹ کر رہے ہیں۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ پکڑ کر باہر لے گئی۔
بارہ سالہ علینہ اسے پا کر بہت خوش تھی دن رات بس بھابھی کا کلمہ پڑھتی رہتی تھی علینہ مری کانوینٹ میں پڑھ رہی تھی گرمیوں کی چھٹیاں گزارنے آئی ہوئی تھی اور ٹینس کی ایک بہترین کھلاڑی تھی اب وہ صبا کو بھی ٹینس کھیلنا سکھانا چاہتی تھی اس کی اس ضد اور پر زور فرمائش پر سلطان صاحب نے ایک مشہور ٹینس کھلاڑی واصل کو ایڑ ٹیوٹر رکھ لیا تھا۔

علینہ اور واصل باہر گارڈن میں بنے ٹینس کورٹ میں کھیلنے میں مگن تھے علینہ واقعی ایک بہترین کھلاڑی تھی جب کہ صبا خاموشی سے ریکٹ تھامے ان دونوں کو کھیلتا دیکھ رہی تھی۔

"بھابھی اگلی سروس آپ کرائیں۔۔۔" وہ اس کے پاس آئی

"میں۔۔۔" صبا نے بیچارگی سے اسے دیکھا

"مس صبا آپ آئیں میں سکھاتا ہوں۔۔۔" واصف نے اسے آگے آنے کا اشارہ کیا۔

"یہ دیکھیں ریکٹ کو ترچھا کر کے بال اچھال کر زور سے ماریں۔۔۔" اس نے کر کے دکھایا

"چلیں اب آپ کریں۔۔۔" اب اس نے صبا کو ویسے ہی کر کے دکھانے کا کہا

صبا نے ریکٹ ہاتھ میں پکڑا

"پلیز گرپ ٹھیک سے لیں۔۔۔" واصف نے اسے ٹوکا پر ابھی بھی اس کا ریکٹ پکڑنے کا

انداز غلط تھا تو وہ اس کے پاس آیا اور اس کا ہاتھ پکڑ کر ریکٹ پر درست طریقے سے رکھا اور

زور سے شاٹ مارا۔۔۔

"گریٹ شاٹ۔۔۔" ایک بھاری مردانہ آواز پیچھے سے ابھری وہ دونوں مڑے۔

"رہبان بھائی۔۔۔۔"علینہ خوشی سے چیخ مارتے ہوئے ریکٹ پھینک کر اس کی طرف دوڑی جو سرد نگاہوں سے واصف اور صبا کو دیکھ رہا تھا۔

صبا سے دیکھ کر زرد پڑ گئی تھی وہ اب دو ماہ بعد کیوں آیا تھا؟ کیوں۔۔۔۔ اس کا دماغ ایک ہی تکرار کر رہا تھا۔

"بھائی آپ آگئے۔۔۔۔"علینہ پر جوش انداز میں اس کے گلے لگی تھی۔

"ہمم تم سناؤ کیا ہو رہا ہے؟"رہبان شاہ کی پوری توجہ اپنی چھوٹی بہن پر تھی صبا کو اس نے مکمل نظر انداز کر دیا تھا جس پر وہ خفت سے سر جھکا کر رہ گئی تھی۔

"کچھ خاص نہیں بس اپنی بھابھی کو ٹینس پلیئر بنانے کی کوشش کر رہی ہوں آخر ایک اسٹیٹ پلیئر کی بھابھی ہیں۔۔۔"وہ کھکھلاتے ہوئے گردن اکڑا کر بولی۔

"اچھا اب تم اپنا گیم جاری رکھو میں ڈیڈ سے مل لوں۔۔۔"وہ اس کا گال تھپ تھپا کر اندر چلا گیا

"واصف بھائی آج اتنا کافی ہے اب ہم باقی کا کل کھیلے گئے۔۔۔" اس کا دل اب گیم سے اچاٹ ہو گیا تھا وہ واصف کو منع کر کے تیزی سے دوڑتی ہوئی اندر چلی گئی۔

"کیا یہ لڑکی کبھی نارمل انداز میں بھی چلتی ہے؟" واصف مزاحیہ انداز میں بولتا ہوا ساکت کھڑی صبا کے پاس آیا۔

"ابھی بچی ہے اور اس عمر میں بچے ایسے ہی ہوتے ہیں اچھل کود ہنگامہ خیز طبیعت کے مالک۔۔۔" صبا نے دھیمے لہجے میں جواب دیا۔

"آپ کے آنے سے علینہ پر بہت اچھا اثر پڑا ہے ورنہ آج سے پانچ سال پہلے جب علینہ کی مدر کا انتقال ہوا تھا تو یہ تب سے بہت تنہائی پسند ہو گئی تھی کمرے سے نکلتی ہی نہیں تھی آج یہ بارہ سال کی ہو گئی ہے مگر اس کے اندر ابھی بھی ایک چھوٹا سا بچہ جو پوری دنیا سے خفا ہے چھپا بیٹھا ہے۔۔۔" واصف بڑے آرام سے جیبوں میں ہاتھ ڈالے صبا کو علینہ کی ہسٹری بتا رہا تھا۔

"آپ کو اتنا سب کیسے پتا ہے؟" صبا اس کی اس قدر معلومات پر حیران تھی۔

"میں اتفاق سے رہبان شاہ اور علینہ کا دور کا کزن بھی ہوتا ہوں۔۔۔" اس نے دھماکہ کیا۔

"آپ نے اس بچی کو جو پیار کی بھوک تھی بہت اچھی طرح سے سنبھالا ہے۔۔۔" اس نے صبا کی تعریف کی۔

"ایسا نہیں ہے علینہ کے ڈیڈی اور رہب۔۔۔ اس کے بھائی اس سے بہت زیادہ پیار کرتے ہیں۔۔۔" رہبان کا نام لیتے ہوئے وہ اٹک گئی تھی۔

"آخر میں ان کا نام کیوں نہیں لے پارہی۔۔۔" وہ خود سے الجھ گئی تھی چہرہ رہبان شاہ کو سوچ کر سرخ پڑ گیا تھا جسے واصف بڑی دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔

"شیور! رہبان علینہ سے بہت پیار کرتا ہے لیکن علینہ کو پیسے سے خریدی ہوئی خوشیاں نہیں چاہیے اسے اپنی لائف میں، اپنے گھر کے کسی فرد کی بھرپور توجہ چاہیے تھی جو ظاہر ہے انکل اور رہبان شاہ نہیں دے سکتے تھے بزنس سیاست ان کے پاس علینہ کیلئے وقت نہیں ہوتا شاہد

اسی لیئے انہوں نے آپ کو چنا ہے ظاہر ہے آپ مڈل کلاس سے ہیں آرام سے بنا انف کئیے
اپنی ذمہ داریوں کو نبھائیں گی۔ کوئی ہائی کلاس لڑکی کہاں یہ سب کرے گی "اس نے اس بار طنز کیا
تھا۔

"علینہ کو اب مزید نہیں کھیلنا آپ تشریف لے جاسکتے ہیں۔۔۔" صبا نے اسے ٹوکا اور خود اندر
کی طرف تھکے تھکے قدموں سے بڑھ گئی۔ اوپر کمرے میں جانے کی اس کی ہمت نہیں تھی وہ
سیدھا کچن میں آگئی اور فرج سے پانی کی بوتل نکال کر کرسی پر بیٹھ گئی خانساں کھانا پکانے کی
تیا ریاں شروع کر چکا تھا اور وہ خاموشی سے اپنی سوچوں میں گم تھی۔

"اگر اس نے عیینہ کی دیکھ بھال کیلئے اس سے شادی نہیں کی تو پھر کس لیئے کی؟ اسے صبا کے
حالات کا اچھی طرح علم تھا وہ جانتا تھا کہ یتیم لڑکی ہے ہمیشہ دب کر رہے گئی مڈل کلاس
گھرانے سے ہے تو خوشی خوشی عیینہ کی تربیت کر لے گی۔ رہبان شاہ واقعی بہت بڑا بزنس مین
تھا اس نے صبا سے شادی کر کے گھائے کا سودا ہر گز نہیں کیا تھا انفیکٹ اگر وہ روحی سے شادی

کرتا تو روحی نے علینہ کا کوئی خیال نہیں رکھنا تھا۔۔۔" صبا کے ذہن میں ساری منفی سوچیں گردش کر رہی تھیں۔

لیکن یہ بھی سچ تھا کہ علینہ کو اس نے اپنی ذمہ داری سے بڑھ کر نبھایا تھا وہ اسے ایک چھوٹی بہن کی طرح عزیز تھی اسے علینہ سے محبت ہو گئی تھی۔۔

دن ڈھل گیا تھارات کا کھانا سرو ہو چکا تھا کھانے کے بعد رہبان شاہ کام کا کہہ کر باہر چلا گیا تھا اس کے جاتے ہی صبا کو سکون سا محسوس ہوا تھا وہ دوپہر سے آیا ہوا تھا اور صرف ڈنر ٹیبل پر ہی ان دونوں کا سامنا کھل کر ہوا تھا وہ نرمی سے علینہ اور ڈیڈی سے باتیں کرتا رہا تھا۔ اس کی موجودگی کا احساس صبا کی بھوک مار گیا تھا بمشکل چند نوالے کھا کر وہ اوپر کمرے میں آگئی تھی اور اب اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کرے تنگ آ کر اس نے پہلے کمرہ لاک کیا پھر کیبنٹ سے اپنا سلیپنگ ڈریس نکالا جو علینہ نے بڑے پیار سے زبردستی اسے دلوا یا تھا بقول علینہ رات

کو سلیپنگ ڈریس میں سونا اچھے مینرز ہوتے ہیں گلابی رنگ کا ٹراؤزر اور ہم رنگ ڈھیلا کرتا پہن کر اپنے بالوں کو گن کر سودفعہ کنگھی کرنے کے بعد وہ بیڈ پر سونے کیلئے لیٹ گئی تھی۔ کچھ بے چینی ہی بے چینی تھی جو اسے سونے نہیں دے رہی تھی نا جانے کتنی دیر تک وہ کروٹیں بدلتی رہی پھر تنگ آکر اس نے سائیڈ لیپ جلایا اور اٹھ کر تکیہ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی۔

"میں اتنا ڈسٹرب کیوں ہو رہی ہوں؟" اس نے خود سے سوال کیا پھر دیوار پر نصب گھڑی پر نظر ڈالی جو رات کے دو بج رہی تھی۔

"شاید خالی پیٹ کی وجہ سے مجھے نیند نہیں آرہی۔۔" اس نے خود کو تسلی دی اور بستر سے کھڑی ہو کر کمرے سے باہر نکلی رات گئے کوئی بھی ملازم گھر میں نہیں ہوتا تھا سب اپنے اپنے سرونٹ کو اڑ میں چلے جاتے تھے اس لئے بڑے اطمینان سے وہ ننگے پیر چلتی ہوئی کچن میں آئی جو نیم اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا بس ہلکی سی ملگجی سی پیلی روشنی باہر سے آرہی تھی اس نے فرج

کھولا تو ہلکی سی فرج کی روشنی میں اس نے دودھ کا جگ نکالا اور سلیب پر رکھے گلاس اسٹینڈ سے گلاس نکال کر ٹھنڈا دودھ انڈیل کر جگ واپس فرج میں رکھا اور گلاس اٹھا کر اپنے لبوں سے لگایا ہی تھا کہ ایک بھاری گھمبیر آواز اس کے بالکل عقب سے ابھری۔

"ایک گلاس مجھے بھی۔۔۔" وہ تیزی سے چونک کر پلٹی ہلکی سی ڈم لائٹ میں رہبان شاہ کا لمبا چوڑا وجود اس کے سامنے اس کے بالکل نزدیک کسی بھوت کی طرح کھڑا تھا۔ اس کی نیلی آنکھیں صبا کے وجود پر جمی ہوئی تھیں وہ اتنی نزدیکی پر گھبرا گئی۔

"آپ نے مجھے ڈرا دیا۔۔۔" وہ سرگوشی میں کہتی ہوئی دو قدم پیچھے ہٹی اور فرج سے ٹکرا گئی۔

"سوری۔۔۔" رہبان شاہ نے دلکشی سے مسکراتے ہوئے معذرت کی۔

"تم مجھے اس وقت ایک خوبصورت دیوی کی طرح لگی مجھے ڈر تھا کہ اگر میں نے کچھ کہا تو تم پگھل جاؤ گئی۔۔" وہ اطمینان سے اس کا سر تاپا جائزہ لے رہا تھا اس کی خود پر جمی نظروں سے صبا کو اپنے دوپٹے کی غیر موجودگی کا احساس ہوا کس قدر بیوقوفی کی تھی اس نے کہ رہبان شاہ کی موجودگی کو فراموش کر کے ایسے ہی بنا دوپٹے یا شال کے سلیپنگ ڈریس میں اٹھ کر باہر آگئی تھی۔ غیر محسوس طریقے سے اس نے اپنے دونوں ہاتھ سینے پر باندھے اور خاموشی سے سائیڈ سے گزر کر باہر جانے لگی۔

"سنو۔۔۔۔" رہبان شاہ نے اسے آواز دی۔

"تھوڑی دیر رک جاؤ مجھے تم سے بات کرنی ہے۔۔۔" وہ کرسی گھسیٹ کر اسے بیٹھنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

وہ اس کی آواز سن کر جیسے اس کی شخصیت کے سحر میں مبتلا ہو کر تھم سی گئی تھی ان دو ماہ میں اس نے سوائے رہبان شاہ کو سوچنے کے اور کیا بھی کیا تھا؟ وہ نظریں جھکائے آہستگی سے چلتی ہوئی میز کے پاس آئی اور کرسی پر بیٹھ گئی۔

رہبان شاہ نے پلٹ کر کافی میکر آن کیا اور کافی بنانے لگا وہ خاموشی سے اسے کافی بناتا دیکھ رہی تھی کچھ دیر بعد وہ کافی کا گھاتھ میں لیئے اس کے پاس آیا۔

"پیو گئی؟۔۔۔"

"نو تھینکس۔۔۔" وہ مدھم آواز میں بولی تو رہبان شاہ نے اس کا دودھ کا گلاس سلیب پر سے اٹھا کر اس کے سامنے رکھا۔ دونوں کے درمیان ایک خاموشی سی چھائی ہوئی تھی وہ خاموشی سے کافی کے سپ لیتے ہوئے اسے دیکھ رہا تھا۔

"مجھے نیند نہیں آرہی تھی۔۔۔" وہ جیسے اتنی رات گئے کچن میں موجودگی پر اپنی صفائی دے رہی تھی۔

"میں بھی سو نہیں پا رہا تھا۔۔۔" اس نے جیسے قافیہ سے قافیہ ملایا اب اس کی نظریں صبا کی زلفوں میں الجھ رہی تھیں جو اس کے گندمی چہرے کے گرد ہالہ بنائے ہوئے تھیں وہ بڑی فرصت سے اس کے ایک ایک نقش کا جائزہ لے رہا تھا اس کی نظروں کی تپش سے گھبرا کر وہ اٹھنے لگی تھی جب اس نے بڑے آرام سے اس کا بازو پکڑ کر اسے دوبارہ کرسی پر بٹھا دیا اس کی انگلیاں جیسے صبا کی کھال میں دھنسی جا رہی تھیں۔

"کیا ہوا؟؟؟" اس نے بغور اس کی لرزتی ہوئی پلکوں کو دیکھ کر سوال کیا۔
"آپ۔۔۔" وہ رکی۔

"آپ کو مجھے ایسے نہیں دیکھنا چاہیئے۔۔۔" وہ کنفیوز تھی کہ اسے کیسے سمجھائے کہ وہ اس کی جائزہ لیتی نظروں سے ان کمفرٹیبل فیل کر رہی ہے۔

"کیوں نہ دیکھوں؟ میں تمہارا ہسبنڈ ہوں جس نے ابھی تک تم سے اپنے حقوق کا مطالبہ تک نہیں کیا ہے۔۔۔۔" اس کی انگلیوں کی گرفت صبا کے بازو پر بڑھتی جا رہی تھی۔

"آپ نے وعدہ کیا تھا۔۔۔۔" صبا نے اسے یاد دلایا۔

"میں جانتا ہوں میں نے وعدہ کیا تھا لیکن اب یوں تمہیں اپنے گھر میں دیکھنا میرے لیے آسان نہیں ہے تمہارا یہ روپ تمہارا یہ لباس۔۔" وہ گھمبیر لہجے میں کہتا ہوا اس کے نزدیک ہوا تو صبا نے تیزی سے اپنی آنکھیں میچ لیں اس کی آنکھوں سے آنسو نکل کر گالوں پر آگئے تھے۔

"اوکے اوکے۔۔۔۔" وہ دور ہوا۔

"میں تو بس تمہیں یہ بتانا چاہتا تھا کہ تمہیں اپنے گھر میں ڈیڈی علیہ کے ساتھ اس قدر گھلا ملا دیکھ کر مجھے بہت خوشی ہو رہی ہے اور علیہ تو تمہاری عاشق ہو چکی ہے وہ تمہیں بہت پسند کرنے لگی ہے۔ گڈ جاب۔۔۔" اس نے سراہا۔

"میں بھی علینہ کو بہت چاہتی ہوں اور مجھے واصف سر نے اس میں بہت گائیڈ کیا ہے۔۔"

واصف کا نام سن کر رہبان شاہ کی آنکھوں میں سرد مہری اتر آئی۔

"مس صبا ہماری اس سنسنی خیز شادی کو دو ماہ ہو چکے ہیں۔ کئی انویٹیشن پینڈنگ میں پڑے ہیں اب وقت آگیا ہے کہ ہم ایک ساتھ سوشل پارٹیز وغیرہ اٹینڈ کرنا شروع کریں مسٹر اینڈ مسز رہبان شاہ کی حیثیت سے اور اس کی ابتدا ہم اس ویک اینڈ پر نیازی کی دعوت میں شرکت کر کے کریں گے یہ ایک بہت بڑی پارٹی ہوگی تو۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکا۔

صبا اس کی باتیں غور سے سن رہی تھی ہائی سوسائٹی میں رہبان شاہ کی وائف کی حیثیت سے جانا وہ گھبرار ہی تھی وہ کہاں ان پارٹیز وغیرہ کی عادی تھی اگر اس سے کوئی غلطی ہوگئی تو؟ وہ رہبان شاہ کو اپنی وجہ سے شرمندہ ہرگز کروانا نہیں چاہتی تھی اور نا ہی اس کے پاس ان پارٹیز

میں پہننے والے کپڑے تھے وہ تو سادگی پسند لڑکی تھی شادی بھی اتنی جلدی میں ہوئی کہ اس کے پاس سوائے روزمرہ استعمال کے چند کپڑوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں تھا، اور روحی کی بری اس نے اب تک چھوئی نہیں تھی۔ رہبان شاہ بڑے آرام سے اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ دیکھ رہا تھا۔ جیسے اس کی دماغی کشمکش سے بخوبی واقف ہو۔

"میں نہیں چاہتا کہ میری وائف کسی اور کے کپڑے پہن کر کوئی پارٹی اٹینڈ کرے یہ میرا اسٹینڈرڈ نہیں۔۔۔" وہ جس بات کا حوالہ دے رہا تھا اسے سوچ کر خفت اور شرمندگی سے صبا کا گندمی چہرہ سرخ پڑ گیا تھا آخر کب تک یہ شخص اسے روحی کا ڈریس پہننے کا طعنہ دیتا رہے گا۔۔۔

یا وہ نہیں چاہتا کہ میں غلطی سے بھی روحی کیلئے بنائی گئی بری میں سے کوئی لباس پہنوں کیا اسے یہ خوف تو نہیں کہ اگر میں روحی کے لباس پہنوں تو اسے روحی کی یاد آئیگی روحی وہ لڑکی جو ایک سال اس کی منگیتر رہی تھی جو اسے نکاح سے ایک رات پہلے چھوڑ کر چلی گئی تھی۔ کیا روحی آج بھی اس کے دل میں چھپی ہوئی ہے؟؟ کئی خیالات اس کے ذہن میں آرہے تھے۔

"کچھ سمجھ میں آیا؟" رہبان شاہ نے اس کے سر پر انگلی بجائی۔

"میں پوری کوشش کرونگی کہ آپ کو میری وجہ سے کسی بھی شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔۔۔" وہ اپنے آنسو پیتے ہوئے مدھم آواز میں بولی پر سامنے کھڑا شخص اڑتی چڑیا کے پر گننے والوں میں سے تھا صبا کی آنکھوں کی سرخی اور لہجے کی نرمی وہ بھانپ چکا تھا۔ ہمیشہ کی طرح صبا کے گھنے سیاہ سلکی بال اسے اپنی طرف کھینچ رہے تھے۔

"اب تمہیں جا کر سونا چاہیئے بہت رات ہو چکی ہے۔۔۔"

رہبان کی بات سنتے ہی وہ تیزی سے اٹھی اپنا گلاس اور رہبان کا کافی کاگ اٹھا کر سنک میں اچھی طرح دھو کر رکھا وہ جان کر ٹائم لگا کر پلٹی اس کا خیال تھا رہبان شاہ جا چکا ہو گا پر وہ وہی میز کے پاس استاذہ کھڑا اسے دیکھ رہا تھا وہ خاموشی سے اپنے دھک دھک کرتے دل کو سنبھالتے ہوئے کچن سے باہر نکلی تو رہبان بھی اس کے ہمقدم ہوا۔۔۔

"کیا یہ ہمارے کمرے میں۔۔۔۔۔" اس سے آگے صبا سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی بڑے سے ہال روم سے وہ دونوں ساتھ چلتے ہوئے سیڑھیوں تک آئے اس کے ساتھ ساتھ سیڑھیاں چڑھتے ہوئے صبا کو عجیب سا محسوس ہو رہا تھا کیا ان دونوں کی منزل ایک تھی؟ کمرے کے دروازے پر پہنچ کر صبارک گئی وہ جانتی تھی کہ یہ کمرہ رہبان شاہ کی ملکیت ہے وہ اس کا شوہر تھا اسے حق تھا اپنے کمرے میں داخل ہونے کا آرام کرنے کا لیکن اس نے وعدہ کیا تھا کہ وہ صبا کی طرف بنا صبا کی طرف پیش قدمی نہیں کریگا۔۔۔

رہبان شاہ نے خود کو تکتی صبا کو دیکھا وہ اس کا ڈر بھانپ گیا تھا بڑے آرام سے وہ دیوار پر ہاتھ رکھ کر صبا کو اپنے حصار میں لے کر کھڑا ہو گیا تھا۔ صبا نے گھبرا کر اپنی نظریں جھکالی تھیں رہبان شاہ نے بڑے سکون سے اس کی لرزتی پلکوں کا لوٹ لینے والا دلکش نظارہ دیکھا تھا۔ یہ لڑکی اس کی بیوی تھی جسے وہ پورے مان پوری عزت کے ساتھ اپنا ناچا ہوتا تھا جسمانی رشتے تو سب ہی بنا لیتے ہیں لیکن رہبان شاہ کو روح کا رشتہ بنانا تھا جو باہمی اعتماد سے، ٹرسٹ سے، ایک دوسرے کے احساسات کو ملا کر بنایا جاتا ہے۔

" Lovely Lady with out Merci ... "

"گڈ نائٹ! بیوٹی فل لیڈی۔۔۔" وہ سکون سے بولتا ہوا پیچھے ہٹا اور بنار کے ساتھ والے کمرے کا دروازہ کھول کر اندر چلا گیا۔

اس کے جانے کے بعد صبا کی ٹینشن کم ہوئی اور ایک گہرا سانس بھرتے ہوئے وہ دروازہ کھول کر بیڈ روم میں داخل ہو گئی۔ اس کا دل ابھی تک زور زور سے دھڑک رہا تھا۔ دل و دماغ میں ایک کشمکش سی جاری تھی وہ ابھی ابھی سی بیڈ پر آکر بیٹھ گئی۔ پندرہ منٹ پہلے جب وہ کچن میں گئی تھی تب میں اور اب میں بہت فرق تھا وہ اس آدمی کی طرف اٹریکٹ ہو رہی تھی جو اس کا ہسبنڈ تھا جس نے اس کے ساتھ زبردستی خاندان کی عزت بچانے کے لیے نکاح کیا تھا۔ باپ اور بھائی کے علاوہ اس نے کوئی اور رشتہ آج تک نہیں دیکھا تھا اور اب شاید یہ ان دونوں کے بیچ بنایا کیزہ محرم رشتہ ہی تھا جو وہ اس کی طرف متوجہ ہو رہی تھی اسے سوچ رہی تھی۔

"وہ مجھ سے پیار نہیں کرتا لیکن اگر وہ مجھے عزت و احترام دے گا تو میں اس کی پیش قدمی کو انکار نہیں کروں گی۔۔۔" وہ خود کلامی کرتی ہوئی لیمپ بجھا کر سونے لیٹ گئی۔

علینہ کا ارادہ آج اپنے بھائی کے ساتھ جاگنگ پر جانے کا تھا وہ تیار ہو کر اس کے کمرے تک آئی دروازہ کھٹکھٹانے کیلئے ہاتھ دروازے پر رکھا ہی تھا کہ دروازہ کھلتا چلا گیا وہ حیرانی سے کھلے دروازے کو دیکھتی ہوئی اندر آئی تو سامنے صبا گہری نیند میں ڈوبی ہوئی تھی اور رہبان کہیں نہیں تھا وہ اٹے قدموں واپس پلٹی اب اس کا رخ برابر والے کمرے کی طرف تھا جو رہبان شاہ کے کمرے سے اٹیچ تھا۔ اسی کے تصرف میں وہ کمرہ رہتا تھا۔

وہ گہری نیند سو رہا تھا جب اس کا دروازہ کھٹکھٹا کر جاگنگ سوٹ میں ملبوس علینہ اندر داخل ہوئی

"رہبان بھائی۔۔" اس نے آواز دی

"رہبان بھائی۔۔۔۔"

"ہمم۔۔" اس نے مندی مندی آنکھیں کھولیں

"گڈ مارنگ بھائی۔۔۔۔" وہ چٹاچٹ اس کے گال چوم کر بولی

"بھائی کی جان وقت کیا ہوا ہے۔۔۔۔" اس نے سوال کیا۔

"آپ ادھر کیوں سو رہے ہیں؟ کیا بھابھی نے آپ کو ڈانٹا ہے۔۔۔" وہ شرارت سے پوچھ رہی تھی۔

"بس ایسے ہی! تم ادھر کیا کر رہی ہو؟۔۔۔" وہ سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔

"صبح کے چھ بج رہے ہیں اب آپ اٹھیں ہمیں ٹین منٹس میں جاگنگ کے لیئے نکلنا ہے آج کتنے دنوں بعد میں آپ کے ساتھ مارنگ رنگ کرونگی۔۔۔۔" وہ خوشی سے بول رہی تھی رہبان اس کے سر پر چپت لگاتے ہوئے فریش ہونے چلا گیا۔

ٹراؤزر اور ہالف ٹی شرٹ میں وہ تولیہ سے منہ صاف کرتے ہوئے واش روم سے نکلا۔

"بھائی یہ کیا پہن لیا؟ آپ کارنگ ڈریس اور شوز کدھر ہیں؟" اب کے وہ سوال کر رہی تھی

"وہ دوسرے روم میں ہیں اب باتیں بند اور چلو۔۔۔" وہ اسے لیکر باہر گارڈن میں آیا وہ دونوں بہن بھائی گارڈن میں بنے واکنگ ٹریک پر دوڑتے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔ دس راؤنڈ لینے کے بعد رہبان رک گیا۔

"لیٹس گو ٹو جم۔۔۔۔" اس نے علینہ کو اپنے جم میں چلنے کی دعوت دی۔

"سوری بھائی سات بج گئے ہیں مجھے بریک فاسٹ کر کے ریڈی ہونا ہے۔۔"

"اسکول سے تو چھٹیاں ہیں تو اتنی صبح تیار ہو کر کدھر جا رہی ہو؟" رہبان شاہ نے اسے گھورا

"بھائی میں نے دس بجے کا بھابھی کے لیے سیلون میں اپائنٹمنٹ لیا ہے ایک گھنٹے کا تو صرف راستہ ہے۔۔۔" وہ بولتی ہوئی آگے بڑھی۔

"سیلون سے اپائنٹمنٹ؟ مگر کیوں۔۔۔" اس نے علینہ کو بازو سے پکڑ کر روکا۔

"بھابھی کوئی اچھا سا کیوٹ سا ہئیر کٹ کرانا چاہتی ہیں میں نے ہی سچیٹ کیا تھا۔۔۔" وہ لاپرواہی سے بولی۔

"کوئی ضرورت نہیں ہے کہیں جانے کی، آرام سے گھر میں بیٹھو۔۔۔" وہ اسے سختی سے منع کرتے ہوئے اندر بڑھا اور تیزی سے سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر آیا اور اپنے بیڈروم میں جو صبا کے قبضے میں تھا کا دروازہ کھول کر اندر داخل ہو گیا۔

وہ صبح سات بجے کا الارم لگا کر سوئی تھی الارم ہی کی آواز سے اس کی آنکھ کھلی وہ الارم بند کر کے منہ ہاتھ دھونے کیلئے واش روم چلی گئی کافی دیر ٹھنڈے پانی کے چھینٹے منہ پر مارنے کے بعد وہ گیلے چہرے کو دونوں ہاتھوں سے تھپتھپاتے ہوئے باہر نکلی۔ تو کمرے کے عین وسط میں رہبان شاہ کھڑا اسی کا انتظار کر رہا تھا۔

"آپ۔۔۔۔" وہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی۔

"علینہ بتا رہی تھی کہ تم اپنے بال کٹوانا چاہ رہی ہو؟؟؟" اس نے سوال کیا

"جی۔۔۔" اس کی سمجھ نہیں آیا کہ اتنی صبح وہ کیا صرف اس فضول سوال کو پوچھنے کیلئے ادھر آیا تھا۔

رہبان چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کے چہرے کے گرد ہالہ بناتی ہوئی گیلی سیاہ لٹوں کو شہادت کی انگلی سے اس کے کان کے پیچھے کرتے ہوئے نازک کمر پر پھیلے گھنے الجھے سلجھے بالوں کو اپنی مٹھی میں بھر کر صبا کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے انہیں اپنے لبوں سے لگا گیا تھا۔

"ڈونٹ۔۔۔"

وہ ایک لفظ بول کر ساکت کھڑی صبا کے بالوں کو اپنی مٹھی سے آزاد کرتا ہوا پلٹا اور ساکت کھڑی صبا کے گرد اپنی موجودگی کا جاندار احساس چھوڑ کر چلا گیا تھا۔ یہ آدمی بہت بڑا ساحر تھا جو اس پر اپنا فسوں پھونک رہا تھا۔

سادے سے شلوار قمیض میں لمبا سادو پیٹہ شانوں پر ڈالے اپنے لانبے بالوں کو چوٹی میں جکڑ کر وہ نیچے ناشتے کے لیئے آئی تو سلطان صاحب حسب معمول اخبار پڑھنے میں مصروف تھے علینہ فون پر لگی ہوئی تھی۔ اس نے نظریں دوڑائیں رہبان شاہ کہیں بھی نہیں تھا۔ وہ سلطان صاحب کو سلام کرتی ہوئی کچن کی طرف بڑھی۔

"اسامہ بھائی آپ ہولڈ کریں بھابھی آگئی ہیں۔۔۔" علینہ نے فون ہولڈ ہر رکھا۔

"بھابھی آپ اسامہ بھائی سے بات کریں میں کک سے بریک فاسٹ لگواتی ہوں۔۔۔" وہ صبا کو فون پکڑوا کر خود کچن میں چلی گئی۔

"فکر مت کرو آج میں گھر جاؤنگی اور پودوں کو پانی بھی دوں گی۔۔۔" اس نے اسامہ کو تسلی دی جو اسے ہر ہفتے گھر جا کر ابو کے لگائے پودوں کو پانی دینا یاد کرتا تھا۔

ناشتے کے بعد وہ سلطان صاحب سے اجازت لے کر اپنا پرس اور گاڑی کی چابی لے کر ڈرائیوے میں آئی جہاں اس کی جدید ماڈل کی سلور گرے مرسڈس کیمرس کی مرسڈس کھڑی ہوئی تھی اسے آج بھی یاد تھا جب شادی کے کچھ ہی دن بعد یہ برینڈ نیو مرسڈس شاہ پیلس ڈیلیور ہوئی تھی اسی شام رہبان شاہ نے اسے فون کیا تھا۔

"میں اس طرح کی گاڑی نہیں چلا سکتی۔۔" اس نے انکار کیا

"رہبان شاہ کی وائف ایک سیکنڈ ہینڈ گاڑی نہیں چلا سکتی۔۔" وہ سرد لہجے میں اسے ٹوک گیا تھا۔ جس پر اسے ایک بار پھر اپنے اور رہبان شاہ کے درمیان اسٹیٹس کا فرق محسوس ہوا تھا۔ وہ خاموش سی ہو گئی تھی۔

"دیکھو ڈیڈ نے بتایا ہے کہ تمہیں ڈرائیور کے ساتھ آنا جانا پسند نہیں ہے اسی لیے میں نے یہ گاڑی تمہارے لیے لی ہے کہ پرانی گاڑی کا کوئی بھروسہ نہیں ہوتا کب کدھر کس وقت دغا دے جائے اور پھر تم پریشان ہو۔۔۔" اس نے تھوڑا نرم لہجہ اپنایا تھا۔

صبا کو گاڑی بہت پسند آئی تھی پوری آٹومیٹک کار تھی جسے چلانا بہت آسان تھا کئی بار اس نے سوچا تھا کہ رہبان شاہ کا شکریہ ادا کرے گی لیکن پھر اس کا فون ہی نہیں آیا تھا۔

اپنے پیارے پرانے گھر آکر اسے بہت سکون ملا تھا اچھی طرح پورے گھر کی جھاڑ پونچھ کر کے اس نے سارے پودوں کو پانی دیا پکن میں اگر بتی جلا کر حلوہ بنایا اور فاتحہ دلوا کر حلوہ ڈش میں رکھ کر برابر والے حسن انکل کے گھر کی طرف آئی حسن انکل سے اس نے اور اسامہ نے قرآن پاک پڑھا تھا۔

"اسلام علیکم۔۔۔" حسن انکل کے دروازہ کھولتے ہی اس نے سلام کیا۔

"وعلیکم اسلام۔۔۔" وہ اسے دیکھ کر خوش ہوئے۔

"اندر آؤ بیٹی! اپنی آنٹی سے نہیں ملو گی کیا۔۔۔"

"نہیں انکل اگلے ویک ضرور آپ کے پاس آؤنگی ابھی تو مغرب ہو گئی ہے مجھے واپس جانا ہے۔۔۔" اس نے سبھاؤ سے انکار کیا کہ واقعی آج بہت دیر ہو گئی تھی۔ اندر صحن سے محلے کے بچوں کے پارہ پڑھنے کی آواز آرہی تھی۔

"انکل میرا دل کرتا ہے کہ میں شاہ پیلس چھوڑ کر واپس گھر آ جاؤں آپ کے ساتھ بچوں کو قرآن پڑھاؤں شام میں۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکی کیونکہ حسن صاحب سامنے دیکھے جا رہے تھے۔ اس نے پلٹ کر دیکھا تو رہبان شاہ اپنے جبرے بھینچے اسے دیکھ رہا تھا۔

"آپ آپ کب آئے میں نے تو آپ کو دیکھا ہی نہیں۔۔۔" اس نے حیرانگی سے سوال کیا۔

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ شاہ پیلس کے حالات اتنے خراب ہیں کہ آپ اسے چھوڑنا چاہتی ہیں۔۔۔" اس کے لہجے میں تپش تھی غصہ تھا۔

"وہ تو بس ایسے ہی۔۔۔" صبا کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا جواب دے۔

"بیٹا یہ جھلی تو بس ایسے ہی پرانے دن یاد کر کے ایک بات کہہ رہی تھی۔۔۔" حسن صاحب نے شفقت سے صبا کے سر ہاتھ رکھ کر اسے حوصلہ دیا۔

کچھ دیر حسن صاحب کے گھر بیٹھ کر وہ صبا کو ساتھ لے کر نکلا صبا نے گھر پہنچ کر سارا گھر اچھی طرح لاک کیا۔ اتنی دیر میں رہبان شاہ اپنے ڈرائیو کو صبا کی گاڑی لے جانے کا آرڈر کر چکا تھا۔

"آئیے اپنے گھر چلتے ہیں۔۔۔" اس نے صبا کے آگے اپنی ہتھیلی پھیلائی۔ صبا نے جھکتے ہوئے اپنا ہاتھ اس کی کشادہ ہتھیلی پر رکھا وہ اسے لیتے اپنی گاڑی تک آیا۔ صبا کو فرنٹ ڈور کھول کر اندر بٹھانے کے بعد وہ گھوم کر اپنی سیٹ پر آیا اور کار اسٹارٹ کر کے سڑک پر ڈال دی

گاڑی میں خاموشی چھائی ہوئی تھی وہ وقفے وقفے سے گاڑی چلاتے ہوئے صبا پر بھی نظر ڈال رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے گاڑی ایک مشہور ریسٹورنٹ کے باہر روکی۔

"یہاں کا کھانا بہت مشہور ہے آؤ تمہیں ڈنر کرواتا ہوں۔۔"

وہ اسے اترنے کا اشارہ کرتے ہوئے باہر نکلا سمندر کے کنارے بنایہ سالٹ پیپر ریسٹورنٹ کے اندر اور باہر دونوں طرح کی سیٹنگ اریجنمنٹ تھی برقی قمقمے ماحول کو اور خوشگوار عطا کر رہے تھے۔ رہبان شاہ اسے لے کر اندر کونے کی ایک سیٹ منتخب کر کے بیٹھ گیا۔

"یہاں کاسی فوڈ اور چائینیز بہت مشہور ہے۔ تم کیا لو گی؟" وہ دوستانہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔

"کچھ بھی۔۔۔۔" صبانے مختصر جواب دیا کہ اسے ریسٹورنٹ وغیرہ کا کچھ علم نہیں تھا وہ گھر میں رہنے والی لڑکی تھی اس کیلئے ابو اور اسامہ اسٹوڈنٹ کی بریانی یا فوڈ اسٹریٹ سے کچھ نہ کچھ لاتے رہتے تھے کبھی باہر جانے کی خواہش ہی محسوس نہیں ہوئی تھی۔

رہبان شاہ نے فرائی فش، اسٹیک، چائینز رائس اور منچورین ان دونوں کے لیے آرڈر کر دیا تھا

"کھانا کیسا ہے۔۔۔" رہبان نے فورک نائف سے اسٹیک کے پیسز کر کے صبا کی پلیٹ میں رکھے۔

"اچھا ہے۔۔۔" صبا نے تعریف کی۔

"مجھے یہاں کی اسٹیک بہت پسند ہے کیا تم میرے لیے گھر میں ایسی اسٹیک بنا سکتی ہو؟" اس نے سوال کیا۔

"کیا میں اسٹیک بنا سکتی ہوں۔۔۔" صبا نے پلیٹ میں رکھی اسٹیک کو دیکھا۔

"بتاؤ کیا تم اسٹیک بنا سکتی ہو؟ مس ہاؤس کک انچارج۔۔۔"

"مجھے نارمل کھانے پکانے آتے ہیں۔۔۔" وہ سوچ سمجھ کر گویا ہوئی

"نارمل کھانے؟" رہبان شاہ حیران ہوا۔

"تو کیا یہ اسٹیک ایب نارمل ہے؟" اب کے وہ دلچسپی سے پوچھ رہا تھا۔

"نہیں میرا مطلب مجھے آلو گوشت دال چاول بریانی قیمہ اور پراٹھے بنانا آتے ہیں۔۔۔" صبا نے شرمندگی سے بتایا۔

"مجھے اپنے لیے اپنی گھر کی خواتین کے ہاتھ کا کھانا پسند ہے۔۔۔" رہبان شاہ نے خواہش ظاہر کی۔

"پرڈیڈی تو بتا رہے تھے کہ آپ کی ممی کو تو فرائے پین اور کیتلی تک کا نہیں پتہ تھا کہ یہ کیا ہوتی ہیں۔۔۔"

صبا کی بات سن کر اس کے لبوں کی مسکراہٹ غائب ہو گئی تھی

"مجھے اسٹیک اٹالین سیلڈ اور چائینیز پسند ہے اور چونکہ تم میری وائف ہو تو تمہیں یہ سب پکانا آنا چاہیے اپنی ذمہ داریوں کو نبھانا سیکھو۔۔۔۔" وہ نیپکن سے منہ صاف کر کے ویٹر کو بل لانے کا اشارہ کرتے ہوئے بولا۔

صبا کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اچانک سے اس کا موڈ کیوں خراب ہو گیا تھا۔

بل ادا کر کے اس نے صبا کو اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کیا اور خود گاڑی کی طرف بڑھا جب چند منچلے ادھر سے گزرے رہبان نے پلٹ کر صبا کا ہاتھ تھاما اور اسے گاڑی میں بٹھا کر اپنی منزل کی طرف روانہ ہو گیا۔

شاہ پیلس پہنچ کر وہ صبا کو اپنے ہمراہ لیئے اندر داخل ہوا کمرے کے دروازے پر پہنچ کر اس نے صبا کا چہرہ اپنی گرفت میں لے کر اوپر اٹھایا اب صبا کا چہرہ اس کے چہرے سے صرف چند انچ کے فاصلے پر تھا۔ اتنی قربت پر صبا کو اپنے ہاتھ پیر ٹھنڈے ہوتے محسوس ہو رہے تھے سنہری رنگت میں سرخیاں سی گھلنے لگی تھیں۔

"یہ شاہ پیلس ہی اب تمہارا گھر ہے اسے چھوڑنے کا کبھی سوچنا بھی مت۔۔۔۔۔" اس نے جھٹکے سے صبا کے چہرے کو اپنی گرفت سے آزاد کیا

"گڈ نائٹ۔۔۔" وہ اسے وہی کھڑا چھوڑ کر برابر والے کمرے میں چلا گیا۔

"واؤ بھابھی! آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔۔۔" علیہ جو صبا کے کمرے میں کتابیں بکھرائے اپنا سلیبس دھرانے میں مگن تھی ڈریسنگ روم سے باہر نکلتی صبا کو دیکھ کر خوشی سے چہکی ستمبر میں اسکول کھلنے والے تھے تین دن پہلے ہی صبا اپنے ساتھ علیہ کو لے کر شاپنگ پر گئی تھی علیہ کہنے کو تو بارہ سال کی بچی تھی ہر اسے فیشن ڈیزائنر بوتیک کی معلومات صبا سے کہیں زیادہ تھیں وہ صبا کو شہر کے مشہور ڈیزائنر کے پاس لے کر گئی تھی۔ وہاں زیادہ تر لباس گہرے گلے کے سلیو لیس ٹائپ تھے صبا کو تو کچھ بھی سمجھ نہیں آ رہا تھا علیہ نے ہی شاپ کا سب سے مہنگا ڈریس انارکلی اسٹائل پنک بلیک رنگ کی آمیزش لیئے کرتا اور پاجامہ پیک کروایا تھا۔

رہبان شاہ پہلے ہی صبا کو وارن کر چکا تھا کہ پارٹی میں اسے مسز رہبان شاہ لگنا چاہئے اور اب علیہ کی بے ساختہ تعریف نے اس کا کانفیڈنس بڑھا دیا تھا۔ اس کا نازک سراپا اس فراک نما کرتے میں بہت خوبصورت لگ رہا تھا لائٹ سامیک اپ کر کے وہ سنگھار میز پر رکھا برش اٹھا کر بال سلجھاتے ہوئے بیڈ پر بیٹھ گئی۔ علیہ جو اس کے بیڈ پر کتابیں پھیلانے بیٹھی تھی وہ اٹھی اور ڈریسنگ ٹیبل سے ہئیر ڈارنیر اور ہئیر اسپرے اٹھا کر اس کے پاس آئی۔

"بھابھی آپ اور رہبان بھائی ایک ہی روم میں کیوں نہیں سوتے جیسے دوسرے میرڈکیل رہتے ہیں۔۔" علیہ کا یہ سوال ایک بم کی طرح صبا کے حواسوں پر گرا تھا وہ بارہ سال کی بچی تھی یہ ایک ایسی عمر تھی جب بچیوں کو ہر چیز خاص کر یہ مرد عورت کے رشتے فیسینیٹ کرتے ہیں یہی عمر بگڑنے یا سنورنے کی تھی اسے بہت سوچ سمجھ کر علیہ کو جواب دینا تھا۔۔

"علینہ تمہیں یاد ہے لاسٹ منتھ جب تم نے اکیڈمی جوائن کی تھی تو تمہاری سب فرینڈز تم سے میری اور تمہارے بھائی کی شادی کے بارے میں بہت سے سوال کر رہی تھیں؟" صبا اس کا ہاتھ تھام کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی تھی۔

"جی بھابھی مجھے یاد ہے میں تو ان سب کو کہنا چاہتی تھی کہ مائنڈیو راون بزنس مگر آپ نے مجھے پہلے ہی سمجھا دیا تھا کہ باہر کے لوگ ایسے سوالات کریں گے اس لئے میں تیار تھی اور میں نے انہیں انکور کر دیا تھا۔۔۔" علینہ نے اسے یاد دلایا۔

صبا کو اچھی طرح پتہ تھا کہ اس کی رہبان شاہ سے شادی کو لے کر میڈیا پبلک سب حیران ہیں اور جب بھی علینہ باہر نکلے گی اس سے بھی سوال ہونگے کہ ہماری قوم کو عادت ہے ہر کسی کے معاملے میں کن سوئیاں لینے کی۔

"کیا اب تمہاری فرینڈز تم سے اور سوالات بھی پوچھ رہی ہیں؟۔۔۔" صبا نے نرمی سے سوال کیا۔ صبا کے سوال پر علینہ نے تھوڑا ان کمفرٹیبیل ہوئی اور ہچکچا گئی۔

"وہ کل میں ڈیڈی کے ساتھ کلب گئی تھی تو ادھر کچھ آنٹی لوگ باتیں کر رہے تھے کہ اب وہ روحی واپس آگئی ہے تو آپ کے اور بھائی کے رشتے کا کیا ہو گا۔۔۔۔" علینہ شرمندگی سے بولی۔

"روحی واپس آگئی ہے۔۔۔!" شک سے صبا اپنی جگہ سے کھڑی ہو گئی۔ کیا رہبان شاہ جانتا ہے کہ روحی واپس آگئی ہے؟ اسے پتہ ہو گا پر پھر اس نے مجھے کیوں نہیں بتایا؟؟ شک کا گہرا خنجر صبا کے دل پر وار کر رہا تھا۔ شادی کے دو ماہ بعد رہبان شاہ کی واپسی اس کی ایکس فیانسی کے واپس آتے ہی کیا محض اتفاق تھا؟؟ شاید اسی لیے وہ اسے سوشل گید رنگ پارٹیز جوائن کرنا چاہتا تھا تا کہ روحی سے مل سکے۔ وہ بھول گئی تھی کہ رہبان شاہ اس کے ساتھ پارٹیز میں مسٹر اینڈ مسز رہبان شاہ کی حیثیت سے جانا چاہتا تھا۔ وہ سوچوں میں گم تھی اور علینہ بڑے آرام سے اس کے لائے خوبصورت بالوں کو اسٹریٹ کر کے سیٹ کر چکی تھی تبھی دروازے پر ہلکے سے ہوئی دستک نے اسے اپنی سوچوں سے نکالا۔

"بھائی ہونگے وہ وقت کے بہت پابند ہیں۔۔۔" علیہ نے اپنی کتابیں سمیٹیں۔

"گڈ لک بھابھی اور پارٹی میں خوب انجوائے کیجئے گا آپ اس پارٹی میں سب سے گار جیس لڑکی ہونگی لکھ لیں۔۔۔" اس نے جلدی سے صبا کو گلے لگا کر پیار کیا اور دروازے کی طرف بھاگی باہر رہبان شاہ فارمل بلیک ڈنر سوٹ میں ملبوس بالوں کو جیل سے سیٹ کئے وجاہت کا شاہکار لگ رہا تھا۔ دروازہ دیر سے کھلنے کی وجہ سے اس کی چوڑی پیشانی پر بل پڑے ہوئے تھے علیہ نے اسے اندر آنے کا راستہ دیا۔

"بھابھی آپ سے زیادہ پیاری لگ رہی ہیں۔۔۔" علیہ شرارت سے کہتی ہوئی وہاں سے بھاگ گئی تھی۔ کمرے میں چھائی خاموشی سے گھبرا کر صبا نے اپنا جھکاسراٹھایا وہ ابھی تک دروازے پر استاذہ کھڑا اس کا بغور جائزہ لے رہا تھا۔

گلابی آمیزش لیئے کالا انار کلی کرتا جس میں اس کی نازک کمر اور بھی نمایاں ہو رہی تھی لانبے سیاہ چمکدار بال پشت پر پھیلے ہوئے ایک دلکش نظارہ پیش کر رہے تھے سنہری رنگت میں اس

کی نظروں کی تپش سے سرخیاں گھلنے لگی تھیں لمبی سیاہ پلکوں کو مسکارے کا کوٹ لگا کر مزید قاتل بنایا ہوا تھا۔۔۔

"کیا میں مسز رہبان شاہ لگ رہی ہوں؟؟" اس نے اپنی جھجک پر قابو پاتے ہوئے سوال کیا کہ رہبان اسے بارہاں جتا چکا تھا کہ اسے مسز رہبان شاہ لگنا چاہیے۔

صبا کی آواز اس کا سوال اور ٹون سن کر رہبان شاہ کے چہرے پر ہلکی سی مسکراہٹ ابھری۔۔۔

"تم یہی رکو میں ابھی آتا ہوں۔۔۔" وہ اسے آرڈر دے کر پلٹا کچھ دیر بعد جب وہ ہاتھ میں ایک بلیک ویلوٹ کیس لے کر واپس آیا تو وہ اسی جگہ اسی پوزیشن میں کھڑی ہوئی تھی اس نے کیس سنگھار میز پر رکھ کر کھولا ڈائمنڈ کی آنکھوں کو خیرہ کرتی جیولری صبا کی نظروں کے سامنے جگمگا رہی تھی۔

"میں ممی کی ڈائمنڈ جیولری کو لیکشن تو کافی عرصہ سے بھولا ہوا تھا۔۔۔" وہ جیولری باکس میں سے ایک نازک سائیکلس اٹھا کر ساکت کھڑی صبا کے پاس آیا۔

"یہ تم پر بہت سوٹ کریگا۔۔۔" اس نے صبا کے بال سمیٹے تو وہ لرز کر رہ گئی۔

"مم میں خود پہن لوں گی۔۔۔" صبا نے بمشکل کہا۔

"نو۔۔۔" اس نے احتیاط سے وہ نازک سائیکلس صبا کی صراحی دار گردن میں پہنا کر لاک بند کیا اس کی انگلیاں صبا کی جلد سے ٹکرائی تھیں یہ ہلکا سا ٹچ صبا کے اندر ایک سرد لہر دوڑا گیا تھا پر مقابل کو کوئی فرق نہیں پڑا تھا اس نے آہستگی سے صبا کو دونوں شانوں سے تھام کر اس کا رخ سنگھار میز کی سمت کیا۔

"اب باقی جیولری تم اپنی پسند سے سلیکٹ کر کے پہنو۔۔۔" اس نے جیولری باکس صبا کے

سامنے رکھا۔ کچھ دیر بعد اس نے ہی آگے بڑھ کر صبا کی مشکل آسان کی اور نازک سی ایک

ڈائمنڈ والی باریک بالیاں اٹھا کر صبا کو دیں۔ صبا نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے اپنے کانوں میں پہنے سونے کے ٹاپس اتار کر رہبان شاہ نے کے ہاتھ پر سے باری باری بالیاں اٹھا کر پہن لی۔ قیمتی ڈائمنڈ جیولری نے صبا کے چہرے کو اور بھی تابناک بنا دیا تھا۔

"پرفیکٹ۔۔۔۔" رہبان شاہ نے بے ساختہ کہا تھا۔

"چلیں۔۔۔" رہبان شاہ کی آنکھوں سے نکلتی شعائیں اسے گھبرانے پر مجبور کر رہی تھیں دل تھا کہ زور زور سے دھڑکے چلا جا رہا تھا اس لمحے سے، رہبان شاہ کے سحر سے نکلنے کی اس نے ناکام کوشش کی اور بیڈ پر رکھا اپنا میچنگ کلچ اٹھایا۔

"اتنی جلدی کیا ہے مسز رہبان شاہ؟؟" اس نے صبا کو ٹوکا جو اس سے گھبرا رہی تھی وہ نہیں جانتی تھی کہ رہبان شاہ اس کی رگ رگ کو پہچاننے لگا ہے۔ وہ چلتا ہوا اس کے پاس آیا اور اس کے کندھے پر اسٹائل سے پن اپ ہوئے دوپٹے کو کھولا۔

"تم شاید مجھے تنگ نظر سمجھو پر تمہارے تمہارے وجود کی ساری رعنائیاں صرف اور صرف ہمارے بیڈروم تک محدود ہونی چاہئیں۔۔۔" اس نے دوپٹہ اچھی طرح اس کے گرد لپیٹا۔

"ہمم۔۔۔ اب ٹھیک ہے۔۔۔" اسے دیکھ کر وہ مطمئن ہوا اور اپنے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے باہر نکل گیا۔

نیازی ہاؤس ایک بلند و بالا جدید طرز کی قلعہ نما حویلی تھی شہر کے بڑے بڑے رئیس بزنس میں وزیر سیاست ان اس پارٹی میں موجود تھے رہبان شاہ نے صحیح کہا تھا کہ پارٹی ایک بڑا ایونٹ ہے قیمتی ہیرے جواہرات کی جیولری، رنگ برنگے بیش قیمت ملبوسات میں ملبوس لڑکیاں خواتین کئی فلم ایکٹریز بھی پارٹی میں موجود تھیں رہبان شاہ اپنی مخصوص شان بے نیازی سے سب سے ملتا ہوا اسے ساتھ لے کر ایک میز منتخب کر کے بیٹھ چکا تھا۔ ہلکا ہلکا میوزک چل رہا تھا کئی جوڑے ڈانس فلور پر ایک دوسرے کی بانہوں میں بانہیں ڈالے تھرک رہے تھے۔ یہ کیسی

دنیا تھی کیا یہ ہائی سوسائٹی کے لوگ ایک مسلم معاشرے سے تھے؟ صبا کا دل گھبرانے لگا تھا
رہبان شاہ سب سے ملتا ملتا بات کرتا ہوا بھی اس کی سمت متوجہ تھا۔

"رہبان شاہ تمہاری وائف بہت الگ سی ہے۔۔۔" رحمان نیازی نے صبا کے نمکین حسن کو
سرا ہا مکمل لباس میں دوپٹہ اوڑھے ڈھکی چھپی صبا اس ماحول میں سب سے الگ نظر آرہی تھی
کئی خواتین تو صرف اس کے بالوں کی لمبائی دیکھ کر حسد کر رہی تھیں۔

"مسز رہبان میرے ساتھ ڈانس کرینگے۔۔؟" اس نے اپنا ہاتھ صبا کے سامنے پھیلا یا۔ صبا نے
گھبرا کر رہبان شاہ کی سمت دیکھا جو اسے نرمی سے دیکھ رہا تھا جیسے حوصلہ بڑھا رہا ہو۔

"نو تھینکس۔۔۔" صبا نے روڈ لی منع کر کے پھر رہبان شاہ کی سمت دیکھا جس کی آنکھوں میں
اس کے لیے شاباشی صاف نظر آرہی تھی۔ وہ نیازی سے ہنستے ہوئے ایکسیوز کرتا ہوا صبا کو لے
کر آگے بڑھا ہی تھا کہ مین اینٹرینس سے نیوی بلیو لانگ اسکرٹ اور کرتی نمٹاپ پر اپنے شہد

رنگ شولڈر کٹ بالوں کو کھولے سیفائر جیولری میں جگمگاتی ہوئی روحی بڑے پر جوش انداز میں سب سے ہیلو ہائے کہتی ہوئی اندر داخل ہو چکی تھی۔

"روحی ڈارلنگ تمہارا ایکس فیانسی اپنی وائف کو لے کر آیا ہوا ہے۔۔۔"

"رہبان شاہ کی وائف کتنی بیک ورڈ ہے بھلا کون پارٹیز میں دوپٹہ اوڑھتا ہے۔۔۔"

"کسی غریب گھرانے کی لگتی ہے جی جی تو بال اتنے لمبے ہیں ظاہر ہے ہئیر کٹنگ افورڈ کرنا سب کے بس کی بات نہیں۔۔۔"

روحی بڑے مزے سے سب کی باتیں سنتے ہوئے صبا اور اپنے ایکس فیانسی رہبان شاہ کی طرف بڑھی۔

"یو آر کننگ چارمنگ صبا ڈارلنگ۔۔۔" اس نے صبا کو گلے لگایا پھر بڑے آرام سے مڑ کر رہبان کے گلے میں اپنی بائیں ڈال کر اس کے کان میں بلند آواز سرگوشی کی

"ہاؤ کڈیو؟؟ تم مجھے چھوڑ کر کسی اور سے شادی کیسے کر سکتے ہو؟؟" اس کی رہبان شاہ سے
نزدیکی اور سرگوشی سن کر صبا کو اپنا آپ پتھر ہوتا محسوس ہوا تھا۔ وہ اٹے قدموں پیچھے ہٹنے لگی
تھی۔

رہبان شاہ نے ہلکا سا قہقہہ لگا کر بڑے آرام سے روحی کے بازو اپنی گردن سے نکالے اس کی
نظریں صبا کو دیکھ رہی تھیں جس کی آنکھوں میں بے اعتباری صاف نظر آرہی تھی صبا کو اس
سے یہ امید ہر گز نہیں تھی کہ وہ اس طرح بھری محفل میں روحی کی پذیرائی کریگا۔
"چلو ڈانس کرتے ہیں۔۔۔" روحی نے بے تلافی سے پہلے کی طرح اس کے بازو میں اپنا بازو ڈالا
"سوری میں اپنی وائف کو ایک منٹ بھی اکیلا نہیں چھوڑ سکتا اس کے معاملے میں کسی پر
ٹرسٹ نہیں کر سکتا۔۔" اس نے آگے بڑھ کر صبا کی کمر میں ہاتھ ڈال کر اسے خود سے لگا کر
جانے سے روکا۔

"آئی کانٹ بلیم یو مین۔۔۔ اتنی دلکش پرکشش بیوی کو کوئی احمق ہی اکیلا چھوڑے گا۔۔۔" پاس کھڑے نیازی نے آنکھ دبا کر کہا۔

"نیازی اب میں برداشت نہیں کروں گا۔۔۔" وہ صبا کو اپنے حصار میں لے کر غرایا۔

صبا کو اس کی نزدیکی اس کا رویہ سب مصنوعی لگ رہا تھا پہلے تو بھری محفل میں روجی کو گلے لگا کر باتیں کر رہا تھا اور اب اس پر لائن مار رہا تھا یا شاید اچھے شوہر ہونے کا ڈارمہ کر رہا تھا۔ صبا کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ چکا تھا۔

"مسز رہبان شاہ!" اس نے صبا کے بال ہٹا کر کان میں سرگوشی کی۔

"شوہر کے ساتھ اتنا سرد مہر رویہ آپ کو زیب نہیں دیتا۔۔۔"

"اور آپ جو روجی کے ساتھ کر رہے تھے۔۔۔" صبا منمنائی۔

"مسز رہبان ہر عورت تمہاری طرح منفرد نہیں ہوتی اس لیے بہتر ہے اپنے ننھے دماغ پر زور
مت ڈالو۔۔۔" اس نے صبا کو کرسی پر بٹھایا

"تم یہی رکو میں بس ابھی دو منٹ میں میزبانوں سے رخصت لے کر آتا ہوں۔۔۔"

"میں بھی چلتی ہوں۔۔۔" وہ کھڑی ہوئی

"میں نے کیا کہا؟۔۔۔" رہبان شاہ نے اسے گھورا تو وہ خاموشی سے واپس بیٹھ گئی وہ اسے نیازی
کے سامنے لے کر نہیں جانا چاہتا تھا۔

"تو تم ادھر چھپی بیٹھی ہو! میں کب سے تم سے اکیلے بات کرنے کا چانس ڈھونڈ رہی تھی۔۔۔"
روحی سنجیدگی سے سرد نظروں سے اسے دیکھتی ہوئی کرسی گھسیٹ کر اس کے سامنے بیٹھ گئی۔

"تو تم نے میری غیر موجودگی کا فائدہ اٹھا کر رہبان شاہ کو اپنی اداؤں کے جال میں پھنسا لیا ہے
میں نے تمہیں اپنی بہن مانا اور تم نے کیا کیا؟۔۔۔" روحی غرائی

"یہ سچ نہیں ہے!" صبا نے بمشکل کہا

"روحی! تمہیں حقیقت نہیں پتہ میں بتاتی ہوں۔۔۔"

"ڈونٹ بودر! مجھے کچھ نہیں سننا۔۔۔" وہ پھنکاری

"صابی بی! تم ایک بات کان کھول کر سن لو، رہبان شاہ صرف میرا ہے وہ ہمیشہ سے میرا تھا اور

میرا ہی رہیگا اور تم کچھ نہیں کر سکو گی۔۔۔"

"وہ اب میرے شوہر ہیں۔۔۔" صبا نے صاف جواب دیا۔

"شوہر۔۔۔ اس نے تم سے شادی صرف مجبوری میں کی ہے اور دیکھنا بہت جلد اسے یہ احساس

ہو جائیگا کہ تم جیسی کم شکل مڈل کلاس لڑکی سے شادی اس کی زندگی کی سب سے بڑی غلطی ہے

تم کبھی بھی اس کے لائف اسٹائل میں سیٹ نہیں ہو سکتی تو وہ تمہیں چھوڑنے میں ایک منٹ

بھی نہیں لگائے گا اور پھر۔۔۔" روحی نے تاسف سے اسے دیکھا

"پھر تم واپس اپنے چوہے دان ڈربہ نما گھر میں چلی جاؤ گی اور میں مسز رہبان شاہ بن کر اس کی

زندگی میں چار چاند لگاؤ گی۔۔۔" وہ زہریلے تیر چھوڑتے ہوئے صبا کی گردن میں جگمگاتے بیش

قیمت لاکٹ کو حسد سے دیکھ رہی تھی۔ صبا جو ویسے ہی بہت دل برداشتہ تھی بڑی مشکل سے اپنی آنکھوں میں امنڈتے آنسوؤں کو روکنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"صبا چلیں۔۔۔" پاس آکر صبا کو بغور دیکھتے ہوئے روحی کو نظر انداز کرتے ہوئے رہبان شاہ نے اس کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر پوچھا۔

"رہبان۔۔۔" روحی نے مسکراتے ہوئے اسے مخاطب کیا۔

"میں کل شاہ پیلس آؤنگی، یاد ہے ممانے مجھے اس سال کی سمر باربی کیو پارٹی اریج کرنے کی ذمہ داری دی تھی اور انکل نے کہا تھا پارٹی شاہ پیلس میں ہو سٹ کرنا۔۔۔" اس نے سلطان صاحب کی پرانی کسی بات کا حوالہ دیا۔

"مس روحی وہ پرانی بات تھی اب میری وائف موجود ہیں جو پارٹی دینی ہے وہ یہ طے اور آرگنائز کریں گی اور اگر یہ نہیں چاہیں گی تو پھر آپ کی مدر کو اپنی پارٹی کے لئے کوئی اور وینیو دیکھنا

ہو گا۔۔۔" وہ روڈ لی کہتا ہوا صبا کو اپنے حصار میں لے کر وہاں سے چلا گیا پیچھے روحی کی آنکھوں سے شرارے نکل رہے تھے۔

رہبان شاہ خاموشی سے گاڑی ڈرائیو کر رہا تھا صبا دروازے سے لگی سر جھکائے اپنی سوچوں میں گم بیٹھی ہوئی تھی روحی کا تمسخر بھرا لہجہ اس کے کانوں میں گونج رہا تھا کیا واقعی یہ ایک بے جوڑ شادی تھی۔۔

شاہ پیلس پہنچ کر رہبان شاہ نے ڈرائیو وے میں گاڑی روکی۔

"میں گاڑی گیراج میں پارک کر کے آتا ہوں۔۔" صبا سر ہلاتے ہوئے گاڑی سے اتری اور تیزی سے تقریباً بھاگتے ہوئے اپنے کمرے میں پہنچی۔

اس نے سب سے پہلے اپنے بالوں کو لپیٹ کر جوڑا بنا کر پنزلگائیں پھر احتیاط سے وہ بیش قیمت نیکلس اتار کر کیس میں رکھا پھر کانوں سے بالیاں اتار کر سلیقے سے باکس میں واپس رکھیں۔ اسے اپنا گھر یاد آرہا تھا اسامہ یاد آرہا تھا صبح گھر جانے کا ارادہ کر کے وہ الماری کی طرف بڑھی۔ دوپٹہ اتار کر سلیقے سے تہہ کر کے رکھا اور اپنا نائٹ ڈریس نکالا۔ تبھی دروازے پر ہلکی سی دستک ہوئی جیسے کسی نے دوا نگلیوں سے ٹیپ کیا ہو پھر دروازہ کھول کر ہاتھوں میں دو کافی کے کپ لئیے رہبان شاہ اندر داخل ہوا۔

"کافی تھکن اتارنے کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔" اس نے کافی کا مگ صبا کی طرف بڑھایا۔

"ری لیکس صبا! یہ کافی پیو اسپیشل تمہارے لئیے بنوا کر لایا ہوں۔"

"اس کی ضرورت نہیں ہے میں بس سونے جا رہی تھی۔" رہبان شاہ نے اس کے خفا خفا

پھولے ہوئے چہرے کو بغور دیکھا پھر کپ میز پر رکھتے ہوئے صبا کے نزدیک آیا۔

"مجھے تمہارے بال کھلے ہوئے بہت اچھے لگتے ہیں۔۔" اس نے صبا کے بالوں سے پنیں نکال کر اس کے جوڑے کو کھولا اور اپنی انگلیوں سے اس کے بالوں کو سہلانے لگا۔ کمرے میں خاموشی چھائی ہوئی تھی صبا نے اپنی آنکھیں بند کر لی تھیں رہبان شاہ کی انگلیوں کا لمس اس کی رگ رگ میں سکون بن کر اتر رہا تھا۔۔ تبھی رہبان کے گلے میں ہاتھیں ڈالے روحی کی شبیہ اس کے ذہن کے پردے پر ابھری۔۔

"مجھے نیند آرہی ہے۔۔" صبا اس سے نظریں چراتے ہوئے پیچھے ہٹی۔

"اتنی جلدی کیا ہے مسز۔۔" رہبان شاہ گھمبیر لہجے میں بولتا ہوا اسے پھر اپنی گرفت میں لے چکا تھا۔

"چھوڑیں مجھے۔۔۔ آپ۔۔۔ آپ کی ہمت کیسے ہوئی مجھے چھوڑنے کی۔۔۔" وہ ایک جھٹکے سے اس سے دور ہوئی۔

"بیوی ہو میری! میں اس رشتے کو آگے بڑھانا چاہتا ہوں ایک بھر پور شادی شدہ زندگی گزارنا چاہتا ہوں۔۔۔" اس نے صبا کے بالوں کو پکڑ کر اسے ہلکا سا جھٹکا دے کر خود سے نزدیک کیا۔

"صبا! آئی نیڈیو ڈارلنگ۔۔۔" وہ صبا کا چہرہ ہاتھوں میں بھر کر اس کے کان میں میٹھی میٹھی سرگوشیاں کر رہا تھا۔ نازک لمحے سرک رہے تھے۔

"یہ مجھ سے پیار نہیں کرتے کیا بنا محبت صرف ضرورت کے لئے یہ رشتہ بنانا ٹھیک ہے؟ کیا میں صرف ان کی ضرورت ہوں چاہت نہیں۔۔۔" صبا کی آنکھوں سے آنسو گرا۔

"مجھے چھوڑ دیں پلیز۔۔" پر مقابل پر کوئی اثر نہیں ہوا۔

"آپ نے وعدہ کیا تھا۔۔" صبا نے لرزتے ہوئے اسے اس کا وعدہ اس شادی کا کانٹریکٹ یاد دلایا۔

رہبان نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کر کے سرخ نظروں سے گھورا۔

"شادی شادی ہی ہوتی ہے چاہے جیسے بھی حالات میں کی جائے شادی کے کچھ تقاضے ہوتے ہیں جنہیں نبھانا ضروری ہوتا ہے۔۔۔" وہ سرد مہری سے کہہ رہا تھا۔

"آپ نے وعدہ کیا تھا۔۔" صبا پھپک کر رو پڑی۔

"میں نے اتنا حتمی وعدہ کیا ہی کیوں تھا عقل گھاس چرنے چلی گئی تھی میری۔۔۔" وہ غصے سے بولتا ہوا پیچھے ہٹا اور زور سے دروازہ بند کر کے چلا گیا۔

صبا اس کا غصہ دیکھ کر ڈر گئی تھی وہ بھی کیا کرتی اسے اس شوہر سے پیار ہو گیا تھا جو اسے پیار
نہیں کرتا تھا نا ہی اس سے شادی کرنا چاہتا تھا تو پھر وہ کیسے اپنا آپ اسے سونپ سکتی تھی۔۔۔۔

آج کی شب تو کسی طور گزر جائے گی

رات گہری ہے مگر چاند چمکتا ہے ابھی

میرے ماتھے پہ ترا پیار د مکتا ہے ابھی

میری سانسوں میں ترا لمس مہکتا ہے ابھی

میرے سینے میں ترانام دھڑکتا ہے ابھی

زیست کرنے کو مرے پاس بہت کچھ ہے ابھی

تیری آواز کا جادو ہے ابھی میرے لیے

تیرے ملبوس کی خوشبو ہے ابھی میرے لیے

تیری بائیں تر اپہلو ہے ابھی میرے لیے

سب سے بڑھ کر مری جاں تو ہے ابھی میرے لیے

زیست کرنے کو مرے پاس بہت کچھ ہے ابھی

آج کی شب تو کسی طور گزر جائے گی!

آج کے بعد مگر رنگ وفا کیا ہوگا

عشق حیراں ہے سرشہر صبا کیا ہوگا

میرے قاتل ترا انداز جفا کیا ہوگا!

آج کی شب تو بہت کچھ ہے مگر کل کے لیے

ایک اندیشہ بے نام ہے اور کچھ بھی نہیں

دیکھنا یہ ہے کہ کل تجھ سے ملاقات کے بعد

رنگ امید کھلے گا کہ بکھر جائے گا

وقت پرواز کرے گا کہ ٹھہر جائے گا

جیت ہو جائے گی یا کھیل بگڑ جائے گا

خواب کا شہر رہے گا کہ اجرٹ جائے گا

آج صبح سے علیحدہ نے اسے ٹینس پر یکٹس کا الٹی میٹم دیا ہوا تھا۔ کئی دنوں سے وہ پرسکون نیند نہیں لے پارہی تھی ناہی رہبان شاہ سے اس کا سامنا ہوا تھا ابھی بھی اپنی آنکھوں کے گرد چھائے حلقوں کو نظر انداز کرتے ہوئے اس نے اپنے بالوں کی سیدھی چوٹی بنائی سفید پینٹ،

نیوی بلیو کرتے کے اوپر اس نے اسٹالر لے لیا تھا کہ کھیلنے کے دوران بقول علیہ دوپٹہ پر اہلم کرتا تھا۔ کانوں میں سنہری گولڈ کی بالیاں اس کی سنہری رنگت سے میل کھا رہی تھیں آج اسے ہر صورت ٹینس لیسن لینا تھا ورنہ علیہ نے ناراض ہو جانا تھا۔ وہ پیروں میں کینوس کے سفید میچنگ شوز پہن کر نیچے اتری جہاں میز پر حسب معمول شام کی چائے کا اہتمام تھا وہ چلتی ہوئی آگے آئی اور سامنے میز پر چہکتی ہوئی روحی کو دیکھ کر ایک لمحے کو اس کے قدم رک سے گئے تھے یعنی وہ کسی بھی طرح رہبان شاہ کی زندگی میں واپس آنا چاہتی تھی اور اب جتنی ہوئی نظروں سے سرتاپا صبا کا جائزہ لے رہی تھی۔

"بھابھی آئیں نادیکھیں آج کلک نے بڑے مزے کے اسنیک بنائے ہیں۔۔۔" علیہ اسے دیکھ کر پر جوش ہوئی وہ رہبان شاہ کے ساتھ والی اپنی کرسی پر بیٹھی روحی کو انگور کرتی ہوئی علیہ کے پاس آئی۔

"میں نے انہیں کہا تھا کہ یہ میری بھابھی کی جگہ ہے پر یہ پھر بھی بیٹھ گئیں۔" علیہ نے روجی کو گھورتے ہوئے صبا کو مخاطب کیا اس کے چہرے پر بھرپور ناراضگی چھائی ہوئی تھی اسے روجی کا اپنی بھابھی کی جگہ بیٹھنا پسند نہیں آیا تھا۔

"علیہ اس میں برا ماننے کی کیا بات ہے میں بیٹھوں یا صبا کوئی فرق نہیں پڑتا۔۔ کیوں صبا؟" روجی نے علیہ کو جواب دیتے ہوئے صبا کی طرف کڑی نظروں سے دیکھا اگر نظروں سے قتل ہو سکتا تو آج صبا کی لاش ادھر پڑی ہوتی۔

"ویسے بھی پرانی عادتیں ختم نہیں ہوتیں۔۔۔" روجی نے چائے کا گک اٹھایا۔

صبا خاموشی سے واصف کے برابر والی کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی سلطان صاحب بزنس کی غرض سے ملک سے باہر گئے ہوئے تھے اور رہبان شاہ خاموشی سے اپنے سیل فون پر ای میل چیک کر رہا تھا۔

"بھابھی جلدی سے چائے پی لیں پھر پریکٹس اسٹارٹ کرنی ہے آج واصف بھائی نے اسپیشل وقت نکالا ہے ہمارے لئے۔۔۔" علینہ نے اسے چائے کے کپ میں چھجھلاتے دیکھ کر ٹوکا۔
علینہ کی بات سن کر صبا نے اپنا جھکاسر اٹھایا اور ساتھ بیٹھے واصف کو دیکھا۔

"بہت شکریہ آپ نے ہمارے لئے وقت نکالا۔۔۔"

"شکر یہ سے کام نہیں چلیگا آپ مجھے اچھا کھیل کر دکھائیں بس یہی میری فیس ہوگی۔۔۔"

واصف مسکرا دیا۔

اب تک صبا نے ایک بار بھی رہبان شاہ کی طرف نہیں دیکھا تھا روحی کی موجودگی، اس کا استحقاق سے رہبان شاہ کے پاس بیٹھنا سب کچھ صبا کو نظر آ رہا تھا۔ پھر وہ کیوں رہبان شاہ کو دیکھ کر اپنا خون جلاتی۔

"واصف بھائی، صبا بھابھی بہت اچھا کھیلتی ہیں دوویک سے میں پریکٹس کروا رہی ہوں میری بھابھی جیسی کوئی اور ہو ہی نہیں سکتی۔۔۔" علینہ ناگواری سے روحی کو دیکھتے ہوئے صبا کی تعریف کر رہی تھی جسے سن کر روحی کے چہرے کا رنگ غصے سے سرخ پڑ گیا تھا۔ تبھی اس کے ذہن میں ایک آئیڈیا آیا اور وہ لا تعلقی کا مظاہرہ کرتے رہبان شاہ کی طرف مڑی۔

"رہبان میں تو بھول ہی گئی تھی دو ہفتے بعد کلب میں ٹینس ٹورنامنٹ شروع ہونے والا ہے کیا خیال ہے پچھلے دو سال کی طرح اس بار بھی ٹرافی ہم جیتیں؟ ویسے بھی ہمیں اپنا ٹائٹل ڈیفینڈ تو کرنا ہی چاہئے۔" وہ اپنی نیلی آنکھیں رہبان شاہ کی سمندر جیسی گہری آنکھوں میں گاڑھے بڑے لگاؤ سے، لاڈ سے پوچھ رہی تھی۔

"واصف بھائی میں تو کل واپس مری جا رہی ہوں ہماری ٹیم کا کیا ہو گا۔۔۔" علینہ کو اپنی فکر پڑ گئی۔

"اُس او کے علینہ میں تمہاری جگہ واصف جی کی پارٹنر بن جاؤنگی کیوں واصف آپ او کے ہیں میرے ساتھ پارٹنر شپ پر؟؟" صبا نے علینہ کو تسلی دیتے ہوئے واصف سے پوچھا جو بیچارہ اس ماحول میں گھبرا گیا دو سرار ہبان شاہ کی شرارہ اگلتی نگاہیں بھی اس پر جمی ہوئی تھیں۔

"مس روحی آئی گیس آپ ادھر اپنے پاپا کا ہماری کمپنی کے ساتھ بزنس ڈسکس کرنے آئی تھیں بہتر ہے کام پر توجہ دیں۔۔۔" وہ سرد لہجے میں بول رہا تھا۔ صبا کو نظریں اٹھائے بغیر ہی روحی کے چہرے پر چھائی خفت کا اندازہ ہو رہا تھا۔

"میں بس ابھی بیس منٹ میں گھر جا کر ٹینس آؤٹ فٹ پہن کر ریڈی ہو کر آتی ہوں پھر صبا تمہیں تھوڑی پریکٹس کروادونگی تاکہ کہیں پہلے ہی راؤنڈ میں تم واصف صاحب کی ہار کا سبب نہ بن جاؤ۔۔۔" روحی نے بات پلٹ کر صبا پر وار کیا۔

"صبا میری ہار کا سبب بنیں ناٹ آچانس۔۔۔" واصف نے روحی کو جواب دیا اب اسے یہ گیم
تھوڑا تھوڑا سمجھ آرہا تھا۔

"اور صبا کو پریکٹس میں خود کروا رہا ہوں آپ فکر مت کرو۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکا۔

"علینہ، مس صبا ہری اپ گراؤنڈ میں چلیں ہم پہلے ہی فضول باتوں میں وقت ضائع ہو چکا ہے
۔۔۔" واصف کھڑا ہو کر ان دونوں کا ساتھ آنے کا اشارہ کر کے باہر نکل گیا۔

"تھینک یو! واصف بھائی۔۔۔"

باہر گارڈن میں آکر عینہ نے واصف کا شکریہ ادا کیا۔

"کس بات کا؟؟" واصف نے جان کر انجان بنتے ہوئے علیہ سے الٹا سوال کیا۔

"وہ اس وچ روحی کے سامنے بھا بھی کو اپنا ٹینس پار ٹرن بنانے کے لیے قسم سے اس کا سرخ چہرہ دیکھ کر مزا ہی آگیا۔" علیہ خوش تھی۔

"بھا بھی آپ پر یکٹس کریں میں بس ابھی دو منٹ میں اپنا ریکٹ لے کر آتی ہوں۔۔۔" وہ اپنا ریکٹ ڈائننگ ہال میں بھول آئی تھی اسی لیے تیزی سے دوڑتی ہوئی واپس گھر میں آئی اپنا ریکٹ اٹھایا ہی تھا کہ رہبان شاہ نے اسے روکا۔

"ڈیڈی کی کال آرہی تھی پہلے انہیں کال کر لو پھر چلی جانا۔۔۔" وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اوپر اپنے کمرے میں چلی گئی کافی دیر ڈیڈ سے بات کرنے کے بعد اپنی فرمائشی لسٹ لکھوا کر

فارغ ہوئی ہی تھی کہ اس کی روم میٹ کی کال آگئی اور وہ بھول ہی گئی کہ باہر صبا کو اکیلے
واصف کے ساتھ چھوڑ آئی تھی۔

علینہ کے جانے کے بعد واصف نے صبا کو ریکٹ تھمایا اور سروس کروانے لگا آدھے گھنٹے کی
پریکٹس میں ہی صبا تھک گئی تھی جب اس کے چہرے پر چھائی تھکاوٹ دیکھ کر واصف نے
اسے روکا۔

"آج کیلئے اتنا ہی کافی ہے لیکن صبا آپ کو اپنا اسٹیمنا بڑھانا ہو گا۔۔۔"

"بہت شکریہ! میں پوری کوشش کرونگی۔۔۔" صبا نے متانت سے اس کا شکریہ ادا کیا۔

"آپ کے ساتھ پریکٹس کرنا مجھے اچھا لگتا ہے پر میں تھوڑا سا سر پرانزڈ ہوں کہ آپ میرے ساتھ ایز پارٹنر ٹورنامنٹ میں حصہ لینا چاہتی ہیں۔۔" اس نے صبا کو بغور دیکھتے ہوئے بات کی۔
"وہ تو بس ایسے ہی! لیکن میں نہیں چاہتی کہ مجھ جیسی اناڑی کھلاڑی کے ساتھ کھیل کر آپ ہار جائیں، اس لئے آپ فکر مت کریں میں علیحدہ کو منع کر دوں گی۔۔" وہ شرمندگی سے بولی۔

"صباحی! میں نے ایک لمحے کو بھی ہار کے بارے میں نہیں سوچا ہے لیکن کیا آپ اپنے لائف پارٹنر کے ہوتے ہوئے۔۔۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکا۔

"ویل میرے پاس ایک کتاب ہے جو آپ کو ضرور پڑھنی چاہئے اس میں گیم کی باریکیاں اور کھلاڑیوں کا اسٹیمنا بڑھانے کی کئی ٹرکس ہیں کیا آپ میرے ساتھ واک کر کے میرے کالج

تک چلیں گئی؟ میں آپ کو مین چیئرز سمجھا دوں گا پھر بمشکل پچیس تیس منٹ میں آپ کو واپس
چھوڑ کر میں اپنے کام پر چلا جاؤں گا۔" اس نے آفر کی۔

صبا ایک لمحے کو جھجک سی گئی پھر روحی کو ہرانے کا سوچ کر اس نے واصف کی ہمراہی میں قدم
اٹھائے جو شاہ پیلس کی اسٹیٹ میں باغات کے پیچھے بنے لکڑی کے کانچ میں آج کل رہائش
پذیر تھا۔ وہ آگے پیچھے چلتے ہوئے شاہ بلوط کے درختوں کے درمیان سے گزرتے ہوئے ایک
خوبصورت کانچ کے پاس پہنچے۔ صبا دھرا ایک دو بار پہلے بھی آچکی تھی لیکن علینہ کے ساتھ
۔ یوں اس طرح واصف کے ساتھ آنا اسے عجیب سا لگ رہا تھا تبھی وہ کانچ سے تھوڑا پہلے رک
گئی۔ جب کانچ کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے واصف نے پلٹ کر اسے دیکھا۔

"میں! یہاں آپ کا ویٹ کر رہی ہوں آپ جا کر کتاب لے آئیں "وہ درخت سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی۔

واصف اس کی ہچکچاہٹ بھانپ گیا تھا اس لئے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اندر چلا گیا کچھ دیر بعد وہ ہاتھ میں کتاب پکڑے واپس لوٹا اور صبا کے پاس آکر گھاس پر بیٹھ گیا۔

"بیٹھئیے۔۔۔" اس نے صبا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا جو جزبزی کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

"یقین کریں میں اتنا بھی بے اعتبار نہیں ہوں۔۔۔" وہ ناراض ہوا تو صبا احتیاط سے تھوڑا فاصلہ رکھتے ہوئے دوزانو ہو کر زمین پر بیٹھ گئی جیسے موقع ملتے ہی بھاگ جائے گی۔

"یہ دیکھیں چیپٹر نمبر پانچ اور سات آپ نے انہیں اچھی طرح پڑھنا ہے اور یہ گراف دیکھیں۔۔۔" وہ اسے سمجھا رہا تھا۔

"صبا کیا میں پوچھ سکتا ہوں آپ کے، رہبان شاہ اور مس روحی کے بیچ کیا چل رہا ہے؟؟؟" واصف نے اچانک سے سوال کیا۔

"کچھ نہیں! کچھ بھی تو نہیں۔۔۔" صبا نے اپنے ہاتھ مسلے وہ اپنی ناکام شادی شدہ زندگی کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتی تھی۔

"میں نے دو سال پہلے رہبان شاہ اور روحی کی انگیجمنٹ پارٹی اٹینڈ کی تھی۔۔۔" واصف نے بتایا۔

"روحی رہبان شاہ کی منگیتر تھیں اور میں وائف ہوں۔۔۔" وہ کھوکھلے لہجے میں بولی۔

"واقعی؟؟؟۔۔"

"صبا آپ مجھے اپنا دوست اپنا غم خوار سمجھ سکتی ہیں کیا پتہ میں آپ کو کوئی اچھی ایڈوائس ہی دے دوں۔۔۔" اس نے سنجیدگی سے کہا۔

"روحی نکاح والے دن کہیں غائب ہو گئی تھی تو رہبان شاہ نے خاندان کی عزت بچانے کے لیے مجھ سے نکاح کیا میں صرف ان کی وائف کا کردار نبھا رہی ہوں۔" صبا مدھم آواز بولی۔

"ہمم اور اب رہبان کی اصلی ہونے والی دلہن واپس آگئی ہے تو ظاہر ہے آپ کا کردار اپنے اختتام کو ہے۔۔۔" واصف نے ہنکارہ بھرا۔

"شاید۔۔۔" صبا جواب دے کر کھڑی ہونے لگی تھی جب اسے عجیب سا احساس ہوا اس نے نظریں اٹھائیں تو سامنے کھڑے رہبان شاہ سے اس کی نظریں ٹکرا گئیں جو سامنے کھڑا سرخ نگاہوں سے اسے گھور رہا تھا۔ اس کے چہرے پر کرختگی چھائی ہوئی تھی صبا نے بمشکل اپنی نظریں اس کی نظروں سے ہٹائیں۔ کتاب اس کے ہاتھ سے چھوٹ کر زمین پر گر گئی تھی۔

"میں جاننا چاہتا ہوں کہ یہاں کیا ہو رہا ہے؟ کون سا گیم میری پیٹھ پیچھے کھیلا جا رہا ہے؟؟" اس نے صاف دو ٹوک انداز میں سوال کیا۔

"کچھ نہیں بس صبا کو گیم کے پوائنٹس سمجھا رہا تھا آخر ان کا انسٹرکٹر ہوں۔۔۔" واصف خوشدلی

سے بولا

"گھر چلنا پسند فرمائیں گئی آپ؟۔۔۔" رہبان شاہ نے آگے بڑھ کر صبا کا ہاتھ تھاما اور اسے کھینچ کر اپنے مقابل کھڑا کیا۔

"رہبان جیسا تم سوچ رہے ہو ایسا کچھ نہیں ہے۔۔۔" واصف نے سمجھانا چاہا۔ پر رہبان اسے انور کرتا ہوا صبا کا ہاتھ سختی سے تھامے ہوئے شاہ پیلس کی طرف تیز تیز قدم اٹھا رہا تھا صبا کے ہاتھوں کی نمی اور لرزش اسے اچھی طرح محسوس ہو رہی تھی۔

"کیا آپ کلب نہیں گئے اپنی پارٹنر کے ساتھ پریکٹس کرنے۔۔۔" صبا نے ماحول پر چھائے سنائے سے گھبرا کر سوال کیا۔ جس پر رہبان شاہ ٹھٹک کر رکا اور اپنی گہری نیلی آنکھیں صبا کے چہرے پر گاڑ دیں۔

"مسز رہبان شاہ!" وہ سر دلہے میں بولا صبا کو اپنی ریڑھ کی ہڈی میں ایک سر دلہر سی اٹھتی محسوس ہوئی۔

"مجھ سے پوچھے بنا! ڈسکس کیسے بنا آخر تم نے اس مخنچو و اصف کو اپنا پار ٹر کیسے چنا؟ میں بھی کوئی اتنا برا کھلاڑی نہیں تھا کہ تمہیں میرے ساتھ پر شر مندہ ہونا پڑتا۔۔۔" وہ شکوہ کر رہا تھا یا اسے بنا اس کی مرضی جانے فیصلہ لینے پر ڈانٹ رہا تھا صبا کی سمجھ میں نہیں آیا۔

"مگر آپ تو روحی کے پار ٹر بننا چاہتے ہیں نا!!" وہ نظریں چراتے ہوئے انتہائی مدھم آواز میں بولی

"اوہ! کیا میں واقعی اس روحی کا پارٹنر بننا چاہتا ہوں؟ آپ کو یہ الہام کیسے ہوا؟؟ بتانا پسند کریں گئیں؟؟" اس نے طنزیہ انداز میں ابرو اچکا کر اسے دیکھا۔

"کیا تمہیں میرے جذبات میرے احساسات کی کوئی خبر نہیں؟؟" وہ درخت کے گرد اپنے بازوؤں کے حصار میں اسے گھیرے ہوئے سوال کر رہا تھا۔

شاہ بلوط کے درخت کے سائے میں وہ رہبان شاہ کے حصار میں نادم کھڑی تھی اس کا غصہ آنکھوں سے نکلتے شرارے صبا کو اس کی غلطی کا احساس دلارہے تھے بڑی مشکل سے اس نے اپنے دماغ میں سوچ سمجھ کر الفاظ ترتیب دیئے۔

"علینہ نے ٹورنامنٹ میں حصہ لینا تھا پر اس کے اسکول کھل گئے ہیں وہ کل مری جا رہی ہے

--"

"تو۔۔" رہبان شاہ نے اسے گھورا۔

"اس نے کہا تھا کہ میں اور آپ۔۔۔ پر آپ سے بات کرنے سے پہلے ہی روجی نے آپ کو چن لیا۔۔" صبانے بمشکل سانس لی۔

"دیکھئے میں کھلاڑی نہیں ہوں نہ ہی مجھے کھیلنے میں انٹر سٹ ہے پر روجی ایک اچھی کھلاڑی ہے اور۔۔۔۔"

"اور کیا؟؟؟" رہبان شاہ نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"وہ پہلے ہی میری وجہ سے آپ کو کھو چکی ہے مجھے لگا کہیں آپ اسے انکار نہ کر دیں اور اس کا دل خراب نہ ہو جائے اس لئے بس اس لئے میں نے واصف کے ساتھ۔۔۔۔۔" صبانے

وضاحت دینا چاہی۔

"تم نے میری فیملنگز کو اگنور کیا اور میرے ہوتے ہوئے اس واصف کے ساتھ پار ٹرن بننے پر راضی ہو گئیں کیوں؟ آخر وہ تمہارا لگتا ہی کون ہے؟؟ ڈیم اٹ جواب دو۔۔۔" وہ غرایا۔

"وہ آپ کے کزن ہیں اور دوست ہیں۔۔" صبا کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیسے اس بپھرے ہوئے شیر کو قابو کرے۔

"دوست؟ سیریل سیلی مسز رہبان شاہ آپ اب مرد حضرات کو دوست بنانے لگی ہیں بڑی جلدی آپ پر ہائی کلاس کارنگ چڑھ گیا ہے۔۔" صبا کا چہرہ خفت سے سرخ پڑ گیا تھا وہ اسے غلط سمجھ رہا تھا لیکن یہ موقع بھی تو اس نے خود ہی دیا تھا اس نے ایک گہری سانس لی۔

"میں کسی گیم وغیرہ میں حصہ نہیں لے رہی اور آپ کو کوئی حق نہیں کہ آپ اس طرح میرے کردار پر انگلی اٹھائیں۔۔۔" اس نے ایک جھٹکے سے رہبان شاہ کا حصار توڑا اور تیزی رفتاری سے چلتی ہوئی گھر کے اندر داخل ہو گئی۔ پیچھے رہبان شاہ درخت پر مکا مار کر رہ گیا تھا۔

علینہ مری کانوینٹ جاچکی تھی سلطان صاحب بزنس کے سلسلے میں ابھی تک ملک سے باہر تھے اور رہبان شاہ بھی بمشکل ہی گھر میں نظر آتا تھا وہ سارا سارا دن اس بڑے سے گھر میں اکیلی رہ رہ کر تھک گئی تھی واصف بھی اس دن کے بعد سے شاہ پبلس نہیں آیا تھا بوریت کی انتہا کو پہنچ کر ٹینس کھیلنے کا موڈ بنا کر اس نے دوپٹہ آڑا کر کے کمر کے گرد لپیٹ کر گرہ باندھی لمبے بالوں کو بمشکل جوڑے میں قید کیا اور گھر میں بنے ٹینس پول کی طرف آگئی جہاں ایک کونے پر باسکٹ بھر کر سفید بالز بھری ہوئیں تھیں اس نے ایک بال اٹھائی اور پھر خود ہی دیوار پر بال مار مار کر سروس کی پریکٹس کرنے لگی وہ ایک ہاتھ سے بال اوپر اچھالتی پھر تیزی سے دوسرے ہاتھ سے ریکٹ سے پوری قوت سے اسے دیوار پر مارتی جا رہی تھی۔۔

"گڈ ویری گڈ سرو۔۔۔" اسے اپنے پیچھے سے رہبان شاہ کی آواز سنائی دی جو بلیک ڈریس پینٹ کوٹ پر ٹائی لگائے شاید کسی میٹنگ سے واپس آیا تھا۔ اس نے اپنا کوٹ اتار کر سائیڈ پر رکھا

قمیض کی آستینیں فولڈ کی اور ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کرتے ہوئے اس نے ایک ریکٹ منتخب کر کے اٹھایا اور ساکت کھڑی صبا کے پاس آیا۔

"دیور اپر مار مار کر اچھی پریکٹس نہیں ہوگی تم سرو کرو میں تمہیں رٹن کرتا ہوں۔۔۔" وہ اسے ہدایات دیتا ہوا اس کے مقابل کھڑا ہو گیا تھا۔

"کم آن صبا سرو کرو۔۔۔"

نروس کھڑی صبا نے اپنے سامنے کھڑے رہبان شاہ کو غور سے دیکھا جو اس کھیل کا ماہر کھلاڑی اور چیمپئن تھا پھر ہاتھ میں پکڑی بال اچھال کر زور سے رہبان شاہ کی طرف سرو کی۔۔۔

"صبا! مجھ پر توجہ دینے کی بجائے بال پر کنسینٹرٹ کرو جس سمت میں تمہیں نشانہ لگانا ہے سب سے پہلے اپنے شانوں کا رخ ادھر کرو پھر بال کو ہٹ کرو۔۔۔"

کافی دیر تک رہبان شاہ اسے پریکٹس کرواتا رہا۔

"بس اب اور نہیں میں تھک گئی ہوں۔۔" صبا نے ہانپتے ہوئے گیم بند کرنا چاہا۔

"تم اچھا کھیلتی ہو بس تھوڑا پر یکٹس کی ضرورت ہے۔۔۔"

وہ اسے سراہ رہا تھا۔

"آپ نے مجھے سکھایا بہت شکریہ۔۔۔" اس نے متانت سے شکریہ ادا کیا۔ وہ ریکٹ اپنی جگہ پر

رکھ کر ہال سے نکلنے لگی تھی جب رہبان شاہ اپنا کوٹ اٹھا کر اس کے ہمقدم ہوا۔

"تمہارے پاس صرف پندرہ منٹ ہیں جلدی سے تیار ہو کر مجھے لاؤنج میں ملو۔۔۔" وہ حکم دیتا

ہوا آگے بڑھا۔

"مگر کیوں؟؟" صبا نے سوال کیا بھلا یہ بھی کوئی طریقہ تھا پہلے تو کھلا کھلا کر تھکا مارا اور اب صاحب حکم دے رہے ہیں کہ پندرہ منٹ میں تیار ہوں کر ملو جبکہ وہ اب صرف آرام کرنا چاہ رہی تھی۔

"ہم ڈنر پر باہر جا رہے ہیں۔ خانساماں کو میں نے ہمارے لیئے کھانا پکانے سے منع کر دیا ہے۔" وہ قطعی لہجے میں بول رہا تھا کہ بس کہہ دیا تو کہہ دیا۔

"کوئی بات نہیں میں خود بھی کھانا پکانا جانتی ہوں ابھی تو بہت تھکن ہو گئی ہے باہر جانے کا دل نہیں ہے۔۔۔" صبا نے جان چھڑانے کی کوشش کی۔

"مسز رہبان شاہ! شاید آپ بھول رہی ہیں کہ آپ کو میرے ساتھ عام شادی شدہ کپلز کی طرح سب سے ملنا ملنا ہے باہر نکلنا ہے پبلک پئیرنس دینی ہیں۔۔۔"

"لیکن۔۔۔"

"مزید ایک لفظ نہیں پندرہ منٹ مطلب پندرہ منٹ جلدی سے تیار ہو کر آئیں آپ۔۔۔۔" وہ حکمیہ لہجے میں بولتا ہوا اس کے پاس سے گزرتا ہوا اوپر چلا گیا۔

صبا نے کمرے میں آکر الماری سے سرخ اور سیاہ کمینشن کالانگ شرٹ اور پاجامہ سوٹ نکالا جس کے ساتھ باریک ہم رنگ موتیوں کے کام کا نو بصورت لمبا دوپٹہ تھا اور شاو لینے چلی گئی۔ ٹینس کھیلنا آسان کام نہیں تھا اچھی خاصی ایکسرسائز تھی جو انسان کو پسینے پسینے کر دیتی تھی جلدی جلدی شاو لے کر وہ لباس تبدیل کر کے باہر آئی اور گھڑی میں وقت دیکھا رہبان کے پندرہ منٹ میں صرف چار منٹ باقی تھے اور اس کی پشت پر گیلے الجھے بالوں کی آبشار بھرپور توجہ مانگ رہی تھی اس نے جلدی سے برش اٹھایا اور بال سلجھانے کی کوشش کرنے لگی ساتھ

ساتھ گھڑی پر بھی وہ نظر ڈالتی جا رہی تھی ایک منٹ باقی رہ گیا تھا کچھ سوچ کر اس نے جلدی سے لپ گلوں لگا کر آنکھوں میں کاجل ڈالا اور دوپٹہ نماز کے انداز میں اوڑھ کر تیزی سے پیروں میں سینڈل ڈالتی ہوئی باہر نکلی سامنے ہی رہبان شاہ بھی اپنے کمرے سے نکل رہا تھا وہ اسے دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

"محترمہ! اس وقت کون سی نماز پڑھنے جا رہی ہیں آپ؟" اس نے صبا سے سوال کیا۔

"نماز تو میں پڑھ چکی ہوں اور عشاء کی واپس آ کر پڑھوں گی ابھی تو آپ کے ساتھ باہر جا رہی ہوں۔۔۔" صبا نے سادگی سے جواب دیا۔

وہ تنقیدی نگاہوں سے جائزہ لیتا ہوا صبا کے نزدیک آیا۔

"مانا کہ آپ کی سادگی ہی آپ کا حسن ہے لیکن ڈنر پارٹی، وہ بھی کلب میں، اس میں اس طرح جانا؟ اگر آپ حجاب یا پردہ کرتی ہوتیں تو الگ بات تھی لیکن یہ حلیہ اچانک۔۔۔" اس نے

سوال کیا۔

"سارا قصور آپ کا ہے بھلا پندرہ منٹ میں بھی کوئی تیار ہو سکتا ہے۔۔۔۔" صبانے سارا الزام اس کے سر ڈالا

"بالکل ہو سکتا پندرہ منٹ کیا! بندہ چاہے تو دس منٹ میں تیار ہو سکتا ہے آخر میں بھی تو آپ کے سامنے اس وقت تیار کھڑا ہوں۔۔۔" رہبان شاہ نے اسے ٹوکا۔

"آپ کے کوئی اتنے لانبے بال تھوڑی ہیں جنہیں سلجھانے میں ہی آدھا گھنٹہ لگتا ہو۔۔" اب کے اس نے جھنجھلاتے ہوئے اپنا مسئلہ ان ڈائریکٹ بتایا جسے سن کر رہبان شاہ کے لبوں پر مسکراہٹ چمک کر غائب ہو گئی تھی۔

"آئیے۔۔۔۔" وہ صبا کا ہاتھ پکڑ کر اسے ساتھ لے کر واپس اس کے کمرے میں آیا۔

"آپ کو پندرہ منٹ مزید دے رہا ہوں جلدی سے اپنے بال بنائیں۔۔۔۔" وہ اپنے اصولوں کے خلاف جا کر اسے مزید وقت دے چکا تھا۔

"بس پندرہ منٹ۔۔۔۔" صبارو ہانسی ہوئی۔

"مجھے لیٹ ہونا پسند نہیں ہے آپ اپنا کام شروع کریں۔۔۔" اس نے صوفے پر بیٹھ کر اپنی توجہ سیل فون کر مبذول کر لی کہ صبا کفر ٹیبل فیل کرے۔ صبا اس کو فون پر مصروف دیکھ کر چلتی ہوئی سنگھار میز تک آئی اور سر پر لپٹا دوپٹہ کھولا۔

گھنے سیاہ چمکدار شیمپو ہوئے بالوں کی خوشبو پورے کمرے میں پھیل گئی تھی نازک سی کمر پر لائے نم بالوں کی آبخار رہبان شاہ کا جیسے من پسند منظر تھا وہ خاموشی سے ٹکٹکی باندھے صبا کو اپنے بالوں سے الجھتا ہوا دیکھ رہا۔ پورے سر کل میں وہ اپنے وقت کی پابندی کیلئے مشہور تھا لیکن آج۔۔۔

وہ سیل فون کوٹ کی جیب میں ڈالتے ہوئے اٹھا اور صبا کے پاس آیا۔

"آپ۔۔۔" وہ اسے دیکھ کر چونکی جو جھک کر میز پر سے بلوڈرائیر اٹھا رہا تھا۔

"میں ڈرائیر لگاتا ہوں آپ آرام سے بال ڈرائی کر لیں۔۔۔" اس نے ڈرائیر کا سوئچ آن کیا

"میں کر لوں گی۔۔۔" صبا ہچکچا کر پیچھے ہٹنے لگی۔

"میں ان گھنگور گھٹاؤں میں گم ہو کر مزید لیٹ ہونا نہیں چاہتا شاہباش جلدی کریں۔۔۔" وہ
اناڑی پن سے اس کے بالوں کو بلوڈ رائے کر رہا تھا۔ کچھ دیر بعد اس نے ہاتھ لگا کر صبا کے بال
چیک کئے۔

"ہم اب ٹھیک ہے چلیں جلدی سے اب جیولری پہنیں۔۔۔" اس نے ڈرائیو ایک طرف
رکھا۔

"جیولری؟؟؟" صبا نے اسے دیکھا کہ وہ کانوں میں اپنی بالیاں پہنے ہوئے تھی۔

"آپ کو ممی کا جیولری باکس دیا تھا نا؟ وہ آپ کے استعمال کیلئے ہی ہے۔۔۔" رہبان شاہ نے
اسے ٹوکا اور سائیڈ پر رکھا جیولری باکس کھول کر یا قوت کے نگوں سے مزین ٹاپس اور نیکلس
نکال کر صبا کی طرف بڑھایا۔ جو اپنے بالوں کو آگے کیسے چٹیا کرنے لگی تھی۔

"مسز رہبان شاہ!" اس نے صبا کے ہاتھ سے برش لے کر میز پر رکھا پھر اس کے بالوں کو کانوں
کے پیچھے کرتا ہوا نزدیک ہوا۔

"جب میرے ساتھ ہوا کریں تو بال کھلے چھوڑ دیا کریں۔۔۔۔" سرگوشی کر کے وہ پیچھے ہٹا۔
- صبا کے دل نے ایک بیٹ مس کی تھی چہرے پر دھنک کے رنگ بکھرنے لگے تھے وہ پیچھے
ہٹی اور کپکپاتے ہوئے ہاتھوں سے رہبان شاہ کی سلیکٹ کی ہوئی جیولری پہن کر دوپٹہ شانوں
پہ پھیلائے وہ جانے کیلئے تیار کھڑی تھی۔ وہ دونوں ایک ساتھ پرفیکٹ کیل لگ رہے تھے۔

صبا! رہبان شاہ کی ہمراہی میں چلتی ہوئی کنٹری کلب میں داخل ہوئی جو شہر کے رؤساء سے کھچا
کھچ بھرا ہوا تھا۔ رہبان شاہ کے اندر آتے ہی ملنے ملائے کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا وہ اس سال
الیکشن میں حصہ لے رہا تھا یہ بات صبا کو یہاں آ کر پتہ چلی تھی۔

"ہیلو مسز ارحم! ان سے ملنیے میری بیٹر ہالف مائی وائف صبار رہبان شاہ۔۔۔" وہ سب سے صبا کا
تعارف کروا رہا تھا۔

فائنلی سب سے ملتے ملاتے وہ صبا کو لے کر اپنے لیئے ریزرو ٹیبل کر آگیا تھا۔ شیشے کی بنی خوبصورت گول میز جس پر تازہ گلاب کے پھول رکھے ہوئے تھے۔ صبانے کرسی پر بیٹھ کر ایک پرسکون سانس لی کہ رہبان شاہ کے سرکل میں ملنا جلنا اس کے لیئے اتنا آسان نہیں تھا ہر وقت اٹینشن رہنا پڑتا تھا۔

"کم آن صبا! تم اتنا گھبراتی کیوں ہو؟ اب یہ سب ملنا ملانا اتنا بھی مشکل نہیں تھا جو تم اتنے ٹھنڈے سانس لے رہی ہو۔۔" وہ ہلکے پھلکے انداز میں بولا۔

"یہ سب میرے اور تمہارے جیسے ہی لوگ ہیں ڈیر۔۔۔"

"معذرت یہ آپ کے جیسے ضرور ہیں کلف لگے اکڑے پر میرے جیسے ہرگز نہیں ہیں۔۔" صبانے تصحیح کی۔

"واٹ نائنس! تم اس وقت خود کو دیکھو، تمہارا انداز دیکھ کر کوئی بھی نہیں کہہ سکتا کہ تمہارا تعلق مڈل کلاس سے ہے اور اگر کہے بھی تو مجھے فرق نہیں پڑتا دیکھو اس کلب کی کتنی ہی لڑکیاں اس وقت تمہیں رشک سے دیکھ رہی ہیں۔ کانفیڈنس پیدا کرو مسز رہبان شاہ ہو تم یہ ذہن میں رکھا کرو۔۔" اس نے سمجھایا۔

"یہ سب صرف اس لیے ہے کہ میں آپ کے ساتھ یہاں موجود ہوں، آپ یہاں سب سے بیسٹ لکنگ مرد ہیں اور ظاہر ہے آپ کی شادی سے کئی لڑکیوں کا دل ٹوٹ گیا ہے جو صاف نظر آرہا ہے۔۔۔" اس نے ایمان داری سے صاف بات کی بلاشبہ رہبان شاہ کی پرسنیلٹی سحر انگیز تھی وہ صرف قد کا لمبا ہی نہیں تھا اس کی جسامت کسی کھلاڑی کے جیسی تھی بالکل پرفیکٹ ساتھ ساتھ اس کی شخصیت میں ایک گریس تھا ایک ٹھراؤ تھا ایک مسٹری سی تھی جو سب کو خاص کر خواتین کو اپنی طرف ایسے اٹریکٹ کرتی تھی جیسے لوہا مقناطیس کو۔۔۔"

"کیا بات کہیں ہے آپ نے!! میں آپ کی ایمانداری کا قائل ہو گیا ہوں۔۔۔" وہ خشک
نظروں سے اسے دیکھتا ہوا بولا جو ہر بار ہی اس رشتے کو مس میچ ثابت کرنے پر تلی رہتی تھی۔
"چلیں اب ہم دونوں ہی ایک دوسرے کی باہمی تعریف کر کے فارغ ہو چکے ہیں تو کیوں نہ
اب دوسرے عالمی معاملات پر بھی بات کر لی جائے جیسے آپ کیا آرڈر کرنا پسند کریں گی؟"
اس کی گہری نیلی آنکھیں صبا پر جمی ہوئی تھیں۔
صبا نے میز پر رکھے مینیو کو ہاتھ سے ایک طرف کیا۔

"آپ بتائیں آپ کیا تجویز کرتے ہیں۔" وہ بھلا کہاں اس طرح کے کلب یا ہوٹلز میں کھانے
پینے کی عادی تھی۔

"یہاں کا سوپ بہت اچھا ہوتا ہے ساتھ ہم اٹالین چکن سیلڈ، رائس اور اسٹیک آرڈر کر سکتے ہیں باقی اگر تمہیں بریانی یا باربی کیو میں کچھ پسند ہے تو وہ آرڈر کر لیتے ہیں۔۔۔" وہ نرمی سے بات کر رہا تھا۔

"آپ نے جو رکیمنڈ کیا ہے وہ ٹھیک ہے مجھے ان جگہوں کا اتنا تجربہ نہیں ہے۔۔۔" وہ سادگی سے کہتی ہوئی اسے متوجہ کر گئی تھی آخر کیا تھی رہبان شاہ کے سامنے بیٹھی لڑکی جسے اپنے مڈل کلاس ہونے پر فخر تھا۔ جو کبھی خود کو چھپاتی نہیں تھی جو تھی جیسی تھی ویسا ہی نظر بھی آتی تھی۔ وہ دونوں کہنیوں کے بل آگے جھکا اور صبا کی آنکھوں میں جھانکا۔

"اچھی بات ہے ایسے تجربے اچھی لڑکیوں کو اپنے شوہروں کے ساتھ ہی کرنے چاہیے۔۔۔" گھمبیر لہجے میں بات کر کے وہ صبا کی اٹھتی گرتی پلکوں کو دیکھنے لگا جو اس کی نظروں کی تپش سے زورس ہو رہی تھی۔

"سر۔۔۔"

وہ ویٹرس کی آمد پر سیدھا ہوا اور آرڈر لکھوانے لگا۔ وہ آرام سے اسے آرڈر کرتے دیکھ رہی تھی ویٹرس کے جاتے ہی وہ دوبارہ اس کی طرف متوجہ ہوا۔

"صبا!!!"

"جی۔۔۔"

"تم کچھ کہنا چاہتی ہو؟؟؟" وہ اس کے چہرے پر چھائی کشمکش دیکھ رہا تھا۔

"اگر آپ برا نہ مانیں تو میں آپ سے علیینہ کے بارے میں بات کر سکتی ہوں؟" صبا نے آہستگی سے بولتے ہوئے اسے دیکھا

"علیینہ بتا رہی تھی کہ آپ نے اسے انٹرنیشنل لیول پر کھیلنے کی اجازت دی ہے اور وہ بہت جلد باہر جانے والی ہے۔۔۔"

"تو پھر؟؟؟" رہبان شاہ نے سوالیہ نظروں سے اسے دیکھا۔

"ویل! علینہ ابھی بارہ سال کی ٹین ایج لڑکی ہے اس عمر میں لڑکیوں کی تربیت اور دیکھ بھال بہت ضروری ہوتی ہے اس طرح گھر سے دور ہو ٹلنز، ہاسٹلز میں رہنا مناسب نہیں ہے یا تو آپ اسے وقت دیں اس کے ساتھ رہیں یا پھر اسے گھر بلا لیں یہاں پر بھی تو اتنے اچھے اسکول اور انسٹیٹیوٹ ہیں۔۔۔" صبانے بمشکل بات مکمل کی کہ رہبان شاہ کی گہری پرسوچ نظریں اس پر جمی ہوئیں تھیں۔

"شاہ پیلس اور علینہ کی ساری ذمہ داری تمہاری ہے تم جو چاہے فیصلہ کے سکتی ہو ویسے بھی جب میں نے تمہیں شادی کے لیے پرپوز کیا تھا تو علینہ کی تربیت میرے ذہن میں تھی جو تم جیسی مضبوط لڑکی ہی کر سکتی تھی۔۔۔"

"او گاڈرہبان شاہ! تمہیں کلب آنا تھا تو مجھے بتاؤ دیتے۔۔۔۔" نہ جانے کس سمت سے روحی
نے آکر اس کے کندھے پر ہاتھ رکھا۔

"آج پوری ٹیم آئی ہوئی واصف، اسد علی، شناسب ہیں آؤ ملتے ہیں سب سے۔۔۔۔" وہ رہبان
کا ہاتھ تھام کر اسے کھڑا کرنے کی کوشش کرنے لگی۔

واصف کا نام سن کر رہبان کے منہ کا زاویہ بگڑ گیا تھا۔ میں ویٹر سے کہہ کر اسی میز کے ساتھ دو
ٹیبلز اور لگوار ہا ہوں تم سب کو یہی لے آؤ۔۔۔۔"

"ایکسیکوز می صبا۔۔۔" وہ کھڑا ہوا اور روحی کی ہمراہی میں آگے چلا گیا۔

اس نے صرف اور صرف اپنے گھر اپنی بہن اور اپنی عزت جو روحی نے خطرے میں ڈال دی
تھی صرف ان وجوہات کی بنا پر صبا سے شادی کی تھی یہ بات صبا کے دل میں کسی خنجر کی طرح
گڑھ گئی تھی۔ وہ اس کی چاہت نہیں تھیں بس ایک سمجھوتہ تھی وہ چاہتی تو رہبان شاہ سے الگ

ہو سکتی تھی لیکن اسے پتہ تھا اس سب میں سب سے زیادہ علینہ ہرٹ ہوگی وہ بچی صبا کو اپنا سب کچھ ماننے لگی تھی اور رہبان شاہ وہ بھی شاید اب روحی کی واپسی کے بعد اپنے فیصلے پر پچھتا رہا ہوگا۔

کچھ ہی دیر میں رہبان شاہ دو مزید میزیں ان کی میز کے ساتھ لگو اچکا تھا اب اس کے عین سامنے صبا بیٹھی ہوئی تھی اور برابر میں روحی بیٹھ گئی تھی باقی پانچ افراد بھی ہنستے مسکراتے باتیں کر رہے تھے۔ بس صبا کو ہی اپنا آپ مس فٹ محسوس ہو رہا تھا۔

"کیا آپ کو شطرنج کھیلنا آتا ہے؟؟" وہ سب فرائیڈے نائٹ کا پلان سیٹ کر رہے تھے جب صبا کے بائیں جانب بیٹھے علی نے اسے مخاطب کیا۔

"نہیں مجھے یہ گیم نہیں آتا۔۔۔" صبا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔

"کالج کے دنوں میں میں پورے کالج میں بیسٹ شطرنج کے ٹیچر کے نام سے مشہور تھا اور

صرف اپنی اس صلاحیت سے لڑکیوں کو ہی فائدہ دیا کرتا تھا۔۔۔" وہ ہنسا

"سیریلی آپ کو میں شطرنج سکھا سکتا ہوں پھر آپ بھی ہم سب کی طرح اس گیم میں ماہر ہو کر ہماری محفلوں میں انجوائے کیا کرینگے۔۔۔"

"میں اپنی وائف کو شطرنج خود سکھا سکتا ہوں، تمہیں یا کسی اور کو فکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔۔۔" رہبان شاہ نے انتہائی سرد لہجے میں علی کو ٹوکا ایک لمحے کو پوری میز پر خاموشی چھا گئی تھی۔

"رہبان شاہ! سیانے کہتے ہیں کہ شوہر کبھی بھی بیوی کو کچھ نہیں سکھا سکتا اس لئے بہتر ہے یہ سکھانے کا کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔۔۔" وہ مذاق کر رہا تھا۔

"صبا بہت تیزی سے پک کرتی ہیں ٹینس بھی انہوں نے بہت جلدی اور اچھا سیکھا ہے۔۔۔" خاموش بیٹھے واصف نے گفتگو میں حصہ لیا۔

"خیر صبا کتنا اچھا کھیلتی ہے یہ تو ٹورنامنٹ میں جب تم اور صبا ہاروں گئے تو پتہ چل ہی جائیگا
کیوں رہبان ڈارلنگ" روحی نے مسکرا کر کہا اس کی آواز میں صبا کیلئے حسد صاف محسوس ہو رہا
تھا۔

"صبا اور واصف؟ ڈونٹ ٹیل می رہبان تم صبا کے ساتھ ٹیم نہیں بنارہے؟؟" علی حیران ہوا۔

"ٹیمیں بن چکی ہیں اور نام بھی لکھے جا چکے ہیں تم فضول مشورے مت دو۔۔۔" روحی نے علی
کو ٹوکا۔

"ویل میں تو صبا پر شرط لگاؤں گا۔۔۔" علی نے روحی کو چڑایا۔

"صبا! تم تو نیولی میرڈ کیل ہو تم نے ہاتھوں میں مہندی کیوں نہیں لگائی؟؟" ندا سے بات کرتی ثنا
نے صبا کو مخاطب کیا۔

"وہ بس۔۔۔۔" صبا ان سب دوستوں میں گھبرا گئی تھی جو پہ در پہ سوال پہ سوال کیئے جا رہے تھے۔

"رہبان شاہ کو مہندی سے، مہندی کی خوشبو سے نفرت ہے۔۔۔" روجی نے اتر کر رہبان کی خصوصیت بتائی جیسے اس سے بڑھ کر رہبان کو کوئی نہیں جانتا ہو۔

"چلو جی! اب مہندی میک اپ اور کچھ دیر بعد بچوں کی باتیں شروع ہو جانی ہیں میں تو چلا اگر آپ میں سے کسی کو لفٹ چاہئے تو میں ڈراپ کر سکتا ہوں۔۔۔" علی نیپکن سے منہ صاف کر کے کھڑا ہوا۔

"کیا آپ مجھے شاہ پیلس ڈراپ کر سکتے ہیں۔۔۔" صبا نے کرسی سے کھڑے ہو کر سوال کر کے سب کو حیران کر دیا تھا رہبان شاہ کے چہرے پر کر خنگی اتر آئی تھی وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور آگے بڑھ کر صبا کا ہاتھ اپنی سخت گرفت میں لے لیا۔ اس کے ہاتھ کی سختی صبا کو اس کے غصے کا

احساس دلار ہی تھی پروہ روحی اور رہبان شاہ کو ایک ساتھ دیکھنا مزید برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

"میری وائف میرے ساتھ تنہا رومینٹک ڈنر کرنا چاہتی تھی اور تم سب نے ٹپک کر اس کا موڈ آف کر دیا ہے۔۔۔" رہبان شاہ نے صبا کے ہاتھ پر دباؤ بڑھاتے ہوئے سب کو مخاطب کیا۔

"اوہو۔۔۔"

"تنہا تنہا۔۔۔"

"رومینٹک ڈنر۔۔۔"

سب شور مچانے لگے تھے اور رہبان صبا کو اپنے ساتھ لے کر واپس بیٹھ گیا تھا۔

صبا کا خفت سے برا حال تھا تو روحی کا حسد سے تیسرے نمبر پر رہبان شاہ نے کس طرح اپنا غصہ برداشت کیا تھا یہ وہی جانتا تھا۔

گاڑی شاہ پیلس کی طرف دوڑ رہی تھی اور صبا خاموشی سے سر جھکائے ابھی تک رہبان شاہ کے روپے کو سمجھنے کی کوشش میں لگی ہوئی تھی کلب میں اس نے صاف کہا تھا کہ یہ شادی اس نے صرف علیینہ کی تربیت اور گھر کی دیکھ بھال کے لئے کی ہے۔ تو پھر یوں سب کے سامنے اس کا ہاتھ تھا مناء، اسے روکنا، یہ سب کیا تھا؟؟ کہیں۔۔۔!! صبا کا دل ایک لمحے کو ڈوب سا گیا تھا

کہیں وہ روحی کے سامنے مجھے اہمیت دے کر اسے جلانا تو نہیں چاہ رہا؟؟ ورنہ مجھ سے کہاں یہ اتنی نرمی سے بات کرتے ہیں۔۔۔

"محترمہ! باقی کا مراقبہ گھر کے اندر جا کر کر لیجیے گا۔۔۔" رہبان شاہ نے گاڑی پورچ میں روک کر اسے مخاطب کیا۔ صبا نے فوراً سر اٹھایا گھر آچکا تھا اسے پتہ ہی نہیں چلا وہ تیزی سے دروازہ

کھول کر باہر نکلی اور دوڑتی ہوئی اندر چلی گئی۔ رہبان شاہ نے تاسف سے سر ہلاتے ہوئے اس کی یہ بھاگ دوڑ دیکھی تھی جو سو فیصد اسی سے بچنے کیلئے لگائی گئی تھی۔

صبا نے جلدی سے اپنے کمرے میں آ کر دروازہ لاک کیا اسے ڈر تھا کہ رہبان شاہ نے اپنا غصہ اس پر نکالنا ہے۔ وہ ابھی رہبان شاہ سے الجھنا نہیں چاہتی تھی۔

صبح آٹھ بجے وہ فریش ہو کر نیچے آئی اور کچن میں آ کر خانساماں کے ساتھ رہبان شاہ کے لئے روزمرہ کے معمولات کے مطابق ناشتے کی تیاری کرنے لگی۔ فریش اپیل جو س، چیز آملیٹ تو س کافی وہ سارے لوازمات میز پر رکھوا ہی رہی تھی جب سوٹ کوٹ میں تیار ہاتھ میں بریف کیس لئے بالوں کو سلیقے سے سیٹ کئے خوشبوئیں بکھیرتا ہوا رہبان شاہ نیچے اتر ایک اچھٹی سی نظر اس نے گھریلو حلیہ میں موجود صبا پر ڈالی اور بنار کے، بنا کچھ کہے باہر نکل گیا۔

"سنئیے۔۔۔۔" صبا نے آگے بڑھ کر اسے ناشتے کے لئے روکنا چاہا پر وہ جاچکا تھا وہ افسردگی سے واپس کچن میں آئی اور خانساماں کو میز سمیٹنے کا کہہ کر خود بھی بنا ناشتہ کئے اوپر اپنے کمرے میں

آگئی۔ اتنے بڑے گھر میں ملازموں کی فوج کے ساتھ اکیلے رہنا آسان کام نہیں تھا علینہ کے ساتھ تو وقت اچھا گزر جاتا تھا لیکن اکیلے۔۔۔

شام کے وقت اس نے بریانی بنانے کا ارادہ کیا اور کچن میں آگئی۔ خانساں نے اسے بہت روکا پر اس نے ان کی چھٹی کی اور خود چکن ٹماٹر پیاز دہی دھنیا سارے لوازمات نکال کر بریانی کی تیاری شروع کر دی وہ مصالحہ بھوننے میں مگن تھی دوپٹہ اتار کر کرسی پر رکھا ہوا تھا اور بالوں کا اونچا جوڑا بنائے وہ مکمل گھریلو لڑکی کے روپ میں کام کر رہی تھی جب رہبان شاہ گھر میں داخل ہوا چونکہ پہلے ہی اسے بی بی جی نے ملازموں کو جلدی چھٹی دے دی ہے کی اطلاع دے کر اپنا فرض نبھا چکا تھا۔ وہ کچن کے دروازے پر آکر رکا کچھ دیر خاموشی سے صبا کو اپنے گھر کے کچن میں کام کرتا دیکھتا رہا۔ آج کتنے عرصے بعد گھر گھر لگ رہا تھا تبھی اس کے فون کی بجتی گھنٹی نے اس کا ارتکاز توڑ دیا اور وہ فون کان سے لگاتا دروازے سے ہٹ گیا۔

"یہ کب آئے۔۔۔" صبا نے اسے جاتے دیکھ کر سوچا اور پھر بریانی دم پر رکھ کر چائے اور پانی کا گلاس ٹرے میں رکھ کر اوپر اس کے کمرے کی طرف آئی۔ تھوڑا اسے اپنی غلطی کا احساس

بھی تھا اور کچھ کچھ رہبان شاہ کی خفگی کی پرواہ بھی ہو رہی تھی اس نے دروازہ ہلکے سے ناک کیا

-

"یس کم ان!!" رہبان شاہ کی گھمبیر آواز ابھری تو صبا اپنا دل مضبوط کرتے ہوئے اندر داخل ہوئی ارادہ رہبان شاہ سے اپنی کل کی حرکت پر معذرت کرنے کا تھا۔

"آپ کی چائے۔۔۔"

"ہمم رکھ دو۔۔۔"

"وہ۔۔۔۔۔"

"کچھ چاہیے کیا؟؟" رہبان شاہ نے اسے گھورا

"نہیں اس اوکے۔۔۔" وہ پلٹ کر باہر نکل گئی۔

"اف کتنا مشکل شخص ہے یہ۔۔۔۔۔" وہ سیدھا کچن میں آگئی۔

بریبانی بہت لذیذ بنی تھی اس کے ہاتھ میں ویسے بھی اللہ نے بہت لذت دی تھی کھانا لگا کر اس نے انٹرکام پر رہبان شاہ کو ڈنر کی اطلاع کی اور خود سلاد اور راستہ میز پر رکھنے لگی کچھ ہی دیر میں رہبان شاہ نیچے اتر اور آکر ڈائننگ ٹیبل پر ایک تفصیلی نگاہ ڈالی۔

"میں باہر جارہا ہوں لیٹ آؤنگا۔۔۔" وہ اطمینان سے کہتا ہوا اپنی گاڑی کی چابی ہاتھ میں لیتے صبا کو ہکا بکا کھڑا چھوڑ کر جا چکا تھا۔

صبا نے بے دلی سے خود تھوڑا بہت کھانا کھا کر سب سمیٹ کر فرج میں رکھا۔ اکیلے پورا دن اپنے کمرے میں گزارنے کے بعد اس کا موڈ ہرگز بھی دوبارہ کمرے میں جانے کا نہیں تھا وہ آکر لیونگ روم میں تھری سیٹر دبیز آرام دہ صوفے پر پیراؤنچے کر کے ہلکی آواز میں ٹی وی کھول کر بیٹھ گئی۔

وہ آدھی جاگی، آدھی سوئی کیفیت میں تھی جب لیونگ روم کا دروازہ کھول کر رہبان شاہ ہاتھ میں بریانی کی پلیٹ اور کوک کی بوتل لے کر اندر داخل ہوا اور آرام سے اسی صوفے پر آکر بیٹھ گیا وہ بریانی کھاتے ہوئے اپنی نظریں ٹی وی اسکرین پر آتے پروگرام پر جمائے بیٹھا تھا۔

"یہ واپس کب آئے؟" صبا نے کن اکھیوں سے اسے دیکھا جو اپنے نائٹ ڈریس میں ملبوس آرام سے بیٹھا بریانی انجوائے کر رہا تھا۔ اس نے اٹھنا چاہا تو اس کے پیر رہبان شاہ سے ٹکرائے اسی وقت رہبان شاہ نے اپنی پلیٹ آگے بڑھ کر میز پر رکھی اور ایک ہاتھ سے صبا کو کھینچ کر سیدھا کیا۔ وہ سیدھا اس سے ٹکرائی تھی۔

"تھینکس! کل پارٹی میں مجھے سب کے سامنے چھوڑ کر جانے کیلئے وہ بھی ایک غیر مرد کے ساتھ۔۔۔۔" وہ اسے اپنے حصار میں لیتے طنز کر رہا تھا۔

"میں گئی تو نہیں تھی، آپ نے جانے کب دیا تھا۔۔۔۔" صبا نے فوراً تصحیح کی۔

"تمہارا ایکشن ہی کافی تھا مسز رہبان شاہ، عقلمندوں کیلئے۔۔۔۔"

"سوری لیکن ساری غلطی میری نہیں تھی پھر بھی میں نے آپ کیلئے کھانا بنایا اور آپ نے ایک نظر دیکھا تک نہیں۔۔۔۔" صبا نے شکوہ کیا۔

"مسز رہبان شاہ مجھے اتنا مت اکساؤ کہ کل کو تمہیں پراہلم ہو۔۔۔۔" وہ اس کا خالص بیویوں والا شکوہ سن کر بے خود ہوا۔

صبا اتنی رات اس کی قربت سے گھبرا گئی تھی۔

"وہ مجھے نیند آرہی ہے۔۔۔۔" اس نے بونگی سی دلیل دی۔

وہ صبا کو لے کر کھڑا ہوا اور اس کا ہاتھ تھام کر ٹی وی آف کر کے لائٹس بند کرتا ہوا اس کے بیڈ روم تک آیا۔

"گڈ نائٹ مسز رہبان شاہ۔۔۔" اس نے صبا کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر اس کے ماتھے کو اپنے لبوں سے ہلکے سے چھوا اور ساکت کھڑی صبا کو چھوڑ کر اپنے برابر والے کمرے میں چلا گیا۔

اگلی صبح وہ ناشتے کی میز پر اپنی چائے کے سپ لیتی ہوئی اخبار کی سرخیاں دیکھ رہی تھی اس کے برابر والی کرسی آج بھی خالی تھی جب سلیٹ گرے کلر کے سوٹ میں رہبان شاہ میز پر آیا۔

"گڈ مارنگ۔۔۔" وہ اپنی پلیٹ سیدھا کرتا ہوا بیٹھ گیا۔

"اسلام علیکم۔۔۔۔" وہ تیزی سے کھڑی ہوئی کہ اس کا ناشتہ لے آئے جب رہبان شاہ نے اس کا ہاتھ پکڑ کر اسے روکا اور کک کو ناشتہ لگانے کا حکم دیا۔

"تم نے علیینہ کے انٹر نیشنل ٹورنامنٹ میں حصہ لینے پر کچھ اعتراضات کیسے تھے؟؟ وہ اکیلی نا جائے ٹائپ؟؟" رہبان نے بات شروع کی۔

"جی وہ بچی ہے اس عمر میں اکیلے بھیجنا مناسب نہیں ہے بہتر ہے آپ یا ڈیڈی اس کے ساتھ جائیں۔۔۔" صبان نے اپنا موقف پیش کیا۔

"اس بچی کے خیال میں اس دنیا میں اگر کوئی اس کا اپنا ہے تو وہ آپ ہیں مسز رہبان شاہ اس لئے تیاری کر لیں آپ علیینہ کے ساتھ بھور بن جا رہی ہیں جہاں ٹرائلرز ہونے ہیں۔۔" رہبان نے اسے اطلاع دی۔

"میں!!" وہ حیران ہوئی۔

"دیکھیں مجھے بھی باہر کی دنیا یا ہوٹلرز وغیرہ میں رہنے کا کوئی تجربہ نہیں ہے۔۔۔" وہ الجھی۔

"ہوٹل کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میرا اپنا کالج ہے بھور بن میں، آپ دونوں ادھر ہی ٹھہریں گئیں۔" وہ بولتے بولتے رکا اور صبا کے چہرے کو دیکھنے لگا جو ہونقوں کی طرح اسے دیکھ رہی تھی۔

"یہ اپارٹمنٹ نما کالج میرے پیرنٹس کے زمانے سے ہے میری ممی کو پہاڑی علاقے بہت پسند تھے وہ اکثر ادھر اپنی چھٹیاں منانے ہم سب کو لے کر جایا کرتی تھیں۔" رہبان نے نرمی سے بات کی۔

"کیا وہاں!! میرا مطلب ادھر تو ٹورسٹ بھی بہت ہوتے ہیں تو کیا میرا اور علیہ کا اکیلے رہنا سیف ہوگا۔۔۔" صبا کو سمجھ نہیں آرہی تھی کہ دولڑکیاں جن میں ایک تو بچی تھی اکیلے کیسے رہ سکتی تھیں۔

"تمہیں اور علیہ کو اکیلے چھوڑنے کا میرا کوئی ارادہ نہیں ہے۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکا۔

"میں اپنا ٹائم میج کر رہا ہوں کہ تم دونوں کو ادھر جوائن کر سکوں۔۔۔" اس نے بات مکمل کی

"اونو آپ کیوں؟" صبا بے اختیار بولتے بولتے رکی۔

"میرا مطلب اپارٹمنٹ تو چھوٹے ہوتے ہیں نا تو آپ ہمارے ساتھ کیسے ایڈجسٹ کریں گے۔۔"

صبا کی بات سن کر رہبان شاہ کے لبوں پر ایک مسکراہٹ سی ابھری تھی۔

"بیفکر رہیں مسز رہبان شاہ وہاں تین لوگ آرام سے رہ سکتے ہیں۔۔۔" اس نے صبا کے

کنسرن کو ہوا میں اڑا دیا تھا۔

"میں علیینہ کو انفارم کرتی ہوں۔۔۔" وہ اٹھی۔

علینہ سے بعد میں بات کر لینا ابھی رکو مجھے تم سے کچھ بات کرنی ہے۔۔۔" اس نے صبا کو ٹوکا تو

وہ دوبارہ کرسی پر بیٹھ گئی۔

"آپ کو آج آفس سے دیر نہیں ہو رہی؟" صبا اس کی نظروں سے جزبز ہو کر بولی۔

"میں تمہیں پرسوں رات ہی پیشگی اطلاع دینا چاہتا تھا پر تمہارے دماغ میں تو علی سے لفٹ لینے کا بھوت سوار تھا پھر کل رات جب بات کرنے کی کوشش کی تو تم پر نیند سوار تھی۔۔۔

رہبان شاہ سردلجے میں بولا۔

"کیسی اطلاع؟ سب ٹھیک تو ہے۔۔۔" صبا پریشان ہو گئی۔

"آج تمہیں میرے ساتھ دوسری سٹی چلنا ہے ہم اپنی گاڑی سے ڈرائیو کر کے چلیں گے اور رات وہی گزاریں گے۔ وہاں ایک سیاسی پارٹی میٹنگ ہے میں جب تک میٹنگ اٹینڈ کرونگا تم اپنے لیئے کچھ شاپنگ کر لینا۔۔۔" وہ بولتے بولتے قدرے ہچکچایا۔

"میرے فرینڈ کی وائف نبیلہ غضنفر تمہیں اچھی شاپنگ کروادینگی اور تمہیں ان کی کمپنی بھی اچھی لگے گئی۔۔۔" اس نے پلان بتایا۔

"آپ کو مجھ پر بھروسہ نہیں ہے کہ کہیں میں کوئی آپ کے اسٹینڈرڈ سے کم خریداری نہ کر لوں۔۔۔" صبانے آہستگی سے کہا اس کا دل دکھاتا تھا۔

"مجھے اس بات کی فکر نہیں کہ تم کیسا اور کیا خریدتی ہو لیکن میرے پیسے تم خرچ کرنا پسند نہیں کرتی اس معاملے میں تمہاری ہچکچاہٹ مجھ پر عیاں ہے۔۔۔۔۔" وہ اطمینان سے اسے جتا رہا تھا کہ وہ اس کی رگ رگ پہچانتا ہے۔

"اوہ! میں تو بھول ہی گئی تھی آج واصف جی کے ساتھ دوپہر میں پریکٹس سیٹ ہے علی بھائی اور ثنا کے ساتھ میچ رکھا ہے اگلے ویک ٹورنامنٹ ہے نا تو۔۔۔" صبانے سر پر ہاتھ مارا رہبان شاہ کا کتابی ہینڈسم چہرہ واصف کا نام سن کر جلن سے تپ اٹھا تھا وہ ایک جھٹکے سے کھڑا ہوا۔

"ٹوبیڈ! تم میرے ساتھ چل رہی ہو اور واصف کو اپنی ٹینس پاورز سے متاثر کرنے کیلئے کوئی اور لڑکی ڈھونڈنی ہوگی۔ میں تمہیں پندرہ منٹ دے رہا ہوں جلدی سے تیار ہو کر آؤں ہمیں ٹھیک پندرہ منٹ میں نکلنا ہے۔۔۔" وہ اطمینان سے اپنا حکم دے کر لاؤنچ میں چلا گیا تھا۔

"پندرہ منٹ؟؟؟" صبا بڑبڑائی

"سنئیے۔۔" وہ تیزی سے چلتی ہوئی لاؤنچ میں آئی۔

"جی مسز رہبان شاہ کہئیے۔۔" وہ اس کے سنئیے پر خاصا محفوظ ہوا تھا۔

"پندرہ منٹ کیا آپ کا اسٹینڈرڈ ٹائم ہے؟ میں کیسے اتنے کم وقت میں پیکنگ بھی کروں اور ریڈی بھی ہوں۔۔۔۔"

وہ چلتا ہوا اس کے پاس آکر رکا اور دھیرے سے اس کے دوپٹے سے جھانکتے بالوں کو چھوا

"شاور آپ نے ابھی صبح لیا ہے اس لیے بال بنانے کا بہانہ ویلڈ نہیں ہو گا۔ پیکنگ کی کوئی ضرورت نہیں ہے آپ کو جس جس چیز کی ضرورت ہو وہ آپ خرید لیجئے گا، دو منٹ آپ برباد کر چکی ہیں جلدی کیجئے۔۔۔" رہبان شاہ نے اپنی کلائی میں بندھی گھڑی اس کی نظروں کے سامنے کی۔

ٹھیک پندرہ منٹ میں صبا اولیو گرین کرتا پا جامہ پہننے اپنے بالوں کو پونی میں جکڑے ہاتھ میں کلچ لیے نیچے موجود تھی۔

"مسز رہبان شاہ! آپ کی وقت کی پابندی مجھے اچھی لگی۔۔۔" رہبان شاہ نے سگار ایش ٹرے میں مسل کر پھینکا اور گاڑی کی چابی اٹھا کر صبا کے پاس آیا۔

"میں نے آپ سے کہا تھا کہ جب آپ میرے ساتھ ہوا کریں تو ان زلفوں کو کھلا چھوڑ دیا کریں۔۔۔" اس نے ایک جھٹکے سے صبا کی پونی کھول دی۔ لائے بال بکھر کر رہبان شاہ کا من پسند منظر پیش کر رہے تھے۔

"آئیے۔۔۔" اس نے صبا کا ہاتھ اپنی مضبوط گرفت میں لیا اور باہر گاڑی کے پاس آگیا دروازہ کھول کر صبا کو بیٹھنے کا اشارہ کیا پھر خود بھی گھوم کر ڈرائیونگ سیٹ پر آگیا۔

"جب تم شاپنگ پر جاؤ تو اپنے لیے ایک اچھا سا ٹریول بیگ بھی خرید لینا جب ہم بھور بن جائیں گے تو کام آئیگا۔۔۔" رہبان شاہ نے خاموشی سے کھڑکی سے باہر جھانکتی صبا کو مخاطب کیا۔

گاڑی صاف شفاف روڈ پر دوڑتی چلی جا رہی تھی وہ آرام سے لیڈر کی سیٹ سے ٹیک لگا کر آنکھیں موندے گاڑی میں دھیمے سروں میں بجتا میوزک سن رہی تھی۔

"مسز رہبان شاہ! فرنٹ سیٹ پر یوں آنکھیں بند کر کے سونایا آرام کرنا انتہائی غلط بات ہے اگر آپ کو اونگھتے دیکھ کر مجھے بھی نیند آگئی تو پھر ہم دونوں ہی اوپر پہنچ جائیں گے۔۔۔" رہبان شاہ نے اسے ٹوکا۔ تو وہ آنکھیں کھول کر سیدھی ہو کر بیٹھ گئی۔

چھوٹے چھوٹے درختوں کے جھنڈ، گائے بھینسوں کے باڑے ہائے وے سے تیزی سے گزرتے ہوئے نظر آرہے تھے وہ دلچسپی سے باہر کے مناظر دیکھ رہی تھی۔

"آپ خود ڈرائیو کیوں کرتے ہیں؟ جبکہ گھر میں دو دو ڈرائیور موجود ہیں۔۔۔" صبانے ذہن میں مچلتا سوال کیا۔

"میم! میں جب آپ کے ساتھ کہیں آتا جاتا ہوں تو خود ڈرائیو کرنا پسند کرتا ہوں ورنہ آفس، جلسے جلوس یا دیگر کاموں کے لیے ڈرائیور ہی ساتھ ہوتا ہے۔۔۔" رہبان شاہ نے اسے آگاہ کیا۔

"آپ اس سال واقعی الیکشن لڑیں گئے؟" صبانے دلچسپی سے پوچھا۔

"ارادہ تو ہے۔۔۔" وہ صبا کی دلچسپی سے محفوظ ہوا۔

"کیوں؟ مطلب آپ تو بزنس کرتے ہیں تو سیاست میں آکر کیوں خود کو پریشانی میں ڈالنا چاہتے ہیں؟" صبانے سنجیدگی اختیار کی۔

"اگر ہمیں ترقی کی راہ پر چلنا ہے تو پڑھ لکھ نوجوان طبقے کو آگے آنا ہوگا سسٹم سے لڑ کر نظام بدلنا ہوگا۔۔۔" رہبان شاہ نے سمجھایا۔

"آپ اکیلے تو اس برسوں پرانے بگڑے سسٹم کو نہیں بدل سکتے۔۔۔" صبانے سوال اٹھایا۔

"یہ سوچ کر کہ ہم اکیلے کچھ نہیں کر سکتے تو پھر تو کوئی بھی آگے نہیں آئیگا۔ پاکستان کے دشمن ممالک کبھی نہیں چاہیں گے کہ پاکستان ترقی پذیر ملکوں کی صف سے نکل کے ایک ترقی یافتہ ملک بن سکے اسی لیے باقاعدہ سازش سے انہوں نے ہمارے معصوم پاکستانیوں کے دلوں میں لسانیت، فرقہ بندی، ذات پات کا زہر پھیلا دیا ہے اب وقت آگیا ہے کہ پڑھا لکھا باشعور طبقہ آگے آئے۔ ہمیں دور خلافت کے نظام کو واپس لانا ہوگا۔۔۔۔" وہ جذب سے بول رہا تھا۔

"آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں مجھے یاد ہے جب میں چھوٹی تھی تو امی کے ساتھ محلے میں کونڈوں میں جاتی تھی، سب محفل میلاد میں بھی شریک ہوتے تھے محلے کے لڑکے چندہ کر کے گلی میں حلیم پکایا کرتے تھے لیکن اب تو ایک دوسرے کا احترام ہی نہیں رہا سب ایک دوسرے کو غلط ثابت کرنے میں لگے ہیں اوپر سے دہشت گردی نے رہی سہی کسر پوری کر دی ہے ہم مسلمان آخر کیوں تعصب کی لگائی آگ میں خود کو جلا رہے ہیں۔۔" وہ تاسف سے پوچھ رہی تھی۔

"جب تک ہم قرآن و سنت کو دل سے اپنا نہیں لیتے اس وقت تک یہ سب چلتا رہیگا۔۔"

وہ آرام سے اس کے سوالوں کے جوابات دے رہا تھا دونوں کے درمیان سرد مہری کی دیوار آہستہ آہستہ گر رہی تھی۔ جب گاڑی ایک تنگ تاریک پل پر سے گزری صبا کا چہرہ زرد پڑ گیا تھا اس نے آنکھیں میچ کر آیت الکرسی کا ورد کرنا شروع کر دیا تھا۔ دو منٹ میں گاڑی پل کر اس کر گئی تھی۔

"اب تم آنکھیں کھول سکتی ہو۔۔۔" رہبان شاہ نے اسے مخاطب کیا۔

"کتنی بار میں ان راستوں سے گزرا ہوں انفیکٹ اس سے خطرناک راستوں سے بھی گزرا ہوں
لیکن آج پہلی بار تمہارے ساتھ نے مجھے ان راستوں کی خوفناکی محسوس ہونے نہیں دی۔۔۔"
وہ مسکرایا۔

"نیکسٹ ٹائم آپ پلینز پلین یا ٹرین سے سفر کیجئے گا ایسے بھلا اتنی دور گاڑی کون چلا کر جاتا ہے
خاص کر جب آپ پلین سے جانا فورڈ بھی کر سکتے ہوں۔۔۔" صبانے مشورہ دیا۔

"مسز رہبان شاہ اپنے ساتھی کے ساتھ لانگ ڈرائیو کا مزہ کچھ اور ہوتا ہے پر تم نہیں سمجھو گئی
۔۔۔"

"ہم کتنے دن اسلام آباد رکیں گے؟" صبا نے بات پلٹی

"بس ایک رات! دن میں وہاں پہنچ جائیں گے، تم شاپنگ کرنا میں میٹنگ اٹینڈ کرونگا پھر شام میں گرینڈ پارٹی ڈنر ہے اس کے بعد ہم اپنی رہائش گاہ پر آرام کریں گے اور نیکسٹ مارنگ واپسی ---" رہبان شاہ نے پورا پروگرام بتایا۔

"تو کیا آپ پورا دن پوری رات ڈرائیو کریں گے..؟" اب کے صبا کو اس کی فکر ہوئی۔

"ہمم ---" رہبان شاہ نے ہنکارہ بھرا

"آپ مجھے راستہ سمجھا دیں ہم مل کر ڈرائیونگ ٹائم بانٹ لینگے۔۔۔" صبا نے پر خلوص مشورہ دیا۔

"آپ نے میری فکر کی، میرے لیے اتنا ہی کافی ہے۔۔۔" رہبان شاہ نے نرمی سے انکار کر دیا۔

کئی گھنٹوں کے سفر کے بعد شام ڈھلے رہبان شاہ نے گاڑی ایک ڈھابے نما ہوٹل پر روکی اور صبا کو ساتھ لے کر نیچے اترا۔

"آئیے۔۔۔" وہ صبا کو اپنی معیت میں لے کر آگے بڑھا۔

"آپ لیڈیز روم میں جا کر منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو جائیں میں تب تک کھانا آرڈر کرتا ہوں

۔۔۔" اس نے ہدایات دی تو صبا سر ہلاتے ہوئے آگے لیڈیز واش روم کی طرف چلی گئی۔ منہ

ہاتھ دھو کر وہ واپس آئی تو سامنے ہی ہاتھ میں سگار سلگائے رہبان شاہ اس کے انتظار میں کھڑا تھا صبا کو آتے دیکھ کر اس نے ایک دوکش لگائے اور پھر سگار کو مسل کر سائیڈ پر پڑے کوڑے کے ڈبے میں پھینک دیا۔

"آئیے۔۔۔" وہ اسے لیکر ایک فیملی کیمین میں داخل ہوا صبا اطمینان سے کرسی گھسیٹ کر بیٹھ گئی تھی اوائل سردیوں کے دن تھے وہ اپنے ہاتھ مسل رہی تھی جب ویٹر رہبان شاہ کی ہدایت پر انگلیٹھی لے آیا جس سے کیمین گرم ہونا شروع ہو گیا تھا ویٹر کو آرڈر لکھوا کر رہبان شاہ نے صبا کو دیکھا۔

"آپ کو کچھ خاص آرڈر کرنا ہے؟"

"نہیں۔۔۔" صبا نے نفی میں سر ہلایا۔

دونوں نے خاموشی سے کھانا کھایا، کھانے کے بعد رہبان شاہ نے چائے آرڈر کی، چائے پی کر وہ
دونوں دوبارہ گاڑی تک آئے۔۔۔

"آپ صبح سے کارڈرائیو کر رہے ہیں تھک گئے ہونگے۔ تھوڑا آرام کر لیجیے اب تو سیدھا ہائے
وے پر گاڑی چلانا ہے وہ میں کر لوں گی۔۔۔" صبا نے آفر کی۔

"مسز رہبان شاہ! اگر آپ ساتھ ہیں تو تھکنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ویسے تھکنے اتارنے
کے اور بھی کئی طریقے ہوتے ہیں اگر آپ غور فرمائیں تو۔۔۔" اس نے مسکرا کر اس کیلئے
گاڑی کا دروازہ کھولا۔۔۔

"ایک شوہر کی ساری تھکنے ایک بیوی ہی اتار سکتی ہے اگر اتارنا چاہے تو۔۔۔" وہ گاڑی
اسٹارٹ کر کے سنجیدگی سے گویا ہوا صبا کا چہرہ خجالت سے سرخ پڑ گیا تھا وہ اس کی طرف سے

تقریباً پشت کیئے اندھیرے میں کھڑکی سے باہر نہ جانے کون سے نظارے دیکھنے میں خود کو مگن
ثابت کر رہی تھی رہبان شاہ کے لبوں پر صبا کے اس گریز کو دیکھ کر ایک جاندار مسکراہٹ
نمودار ہوئی تھی اس نے گاڑی کی اسپید بڑھائی اور تیزی سے گاڑی چلانے لگا۔

نرم نرم ابھرتے سورج کی رو پہلی کرنیں صبا کے چہرے سے ٹکرا رہی تھیں اس نے دائیں ہاتھ
سے اپنی آنکھوں کو مسل کر تکیے میں منہ دیا۔

"صبا۔۔۔" رہبان شاہ کی آواز جیسے اسے اپنے حواسوں میں لے آئی تھی وہ جو پوری رات
رہبان کے چوڑے شانے کو اپنا تکیہ سمجھ کر بڑے آرام سے سوتی رہی تھی اب انتہائی
شرمندگی کا شکار تھی۔

"سوری۔۔۔ مجھے خیال نہیں رہا۔" وہ ندامت سے کہتی ہوئی پیچھے ہٹی۔

"اٹس اوکے!! ہم اسلام آباد کی حدود میں داخل ہو چکے ہیں کچھ دیر بعد ہم ہوٹل پہنچ جائیں گئے وہاں کمرہ بک ہے آپ فریش ہو کر شاپنگ اور میں میٹنگ میں شریک ہونے چلا جاؤنگا پھر شام میں ملینگے۔۔" اس نے پورا پلان بتایا۔ رہبان کی میٹنگ اسی ہوٹل میں ہونی تھی۔

فائیو اسٹار ہوٹل کے اس پر تعیش کمرے میں صبا منہ ہاتھ دھو کر فریش ہو چکی تھی رہبان شاہ نے ناشتہ آرڈر کر دیا تھا۔

"آپ کی میٹنگ کب ہے۔۔۔" صبا نے اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھا۔

"دس بجے تک شروع ہوگی اور شام چار تک ختم کیوں کوئی خاص بات؟؟" رہبان شاہ نے پوچھا

"آپ کل صبح سے جاگ رہے ہیں پلیز تھوڑی سا آرام کر لیں ایسے تو تھکن سے آپ کی طبیعت خراب ہو سکتی ہے۔۔۔" صبا نے تشویش ظاہر کی۔

"مسز رہبان شاہ! تھکن تو اب ایک ساتھ آپ کے ساتھ مارگلہ ہلز ہر موجود میرے کالج میں آرام سے اتاریں گے۔۔۔" وہ نرمی سے اس کے گال چھوتے ہوئے بولا۔

دھنک کے سارے رنگ صبا کے چہرے پر بکھر گئے تھے وہ پر شوق نظروں سے اس کے چہرے پر چھائی شفق کو دیکھ رہا تھا جب دروازہ ناک کر کے مسز نبیلہ غضنفر اندر داخل ہوئیں۔

سلام دعا کے بعد وہ صبا کو لے کر نکل گئی تھیں اور رہبان شاہ بھی اپنی میٹنگ کی تیاری میں لگ گیا تھا۔

ایک بھر پور دن مسز نبیلہ کے ساتھ گزار کر وہ ان کے ہی گھر آگئی تھی بلاشبہ ان کا گھر بہترین آرکیٹیکٹ کا جیتا جاگتا نمونہ تھا مسز نبیلہ نے شاپنگ بھی اسے بہت معیاری کروائی تھی ایک دو جگہ صبا پر انس ٹیگ دیکھ کر آگے بڑھ گئی تھی تو نبیلہ نے اس کی ٹھیک ٹھاک کلاس لی تھی۔

"صبا تم ایک ٹیپیکل مشرقی بیوی ثابت ہونے والی ہو خدا کی پناہ لڑکی تھوڑا عقل سے کام لو تمہارا شوہر ایک بلینسیر ہے جن چیزوں کی قیمت دیکھ کر تم پریشان ہو رہی ہو وہ اس کیلئے پانی کے ایک قطرے جتنی بھی اہمیت نہیں رکھتی ہیں۔ شوہر کا پیسہ خرچ کرنا سیکھو بیچارے بوتیک والوں کا بھی بھلا ہو گا۔۔۔" شاپنگ کے بعد وہ صبا کو پار لے گئی تھیں۔

"ان کا فیشیل آئی بروز بلچ سب کرنا ہے ہاتھوں میں مہندی بہت ضروری ہے ہاں بالوں کو ہاتھ مت لگائے گا۔۔۔" نبیلہ نے پارلروالی کو ہدایات دیں۔

"نبیلہ جی۔۔۔۔" صبا پریشان ہو گئی۔

"یہ سب تو ٹھیک ہے مگر مہندی رہنے دیں انہیں پسند نہیں ہے۔۔۔" اس کے ذہن میں روحی کے الفاظ نقش تھے۔

"صبا! یہ مہندی کی فرمائش آپ کے شوہر موصوف ہی کی ہے دو دن پہلے ہی وہ مجھ سے یہ فرمائش کر چکا تھا اس لئے چپ چاپ انسان کی پچی بن کر اپنا میک اوور کراؤ۔۔۔" انہوں نے اسے گھوری سے نوازا تھا۔

بلیک اور اسکن کلر کے ایوننگ گاؤن میں ملبوس لمبے بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑے کانوں میں نازک سی ڈائمنڈ جیولری پہننے وہ پارٹی ڈنر میں جانے کو تیار تھی جس کا اہتمام مرگلہ ہلز کے پاس غضنفر صاحب کے فارم ہاؤس پر کیا گیا تھا۔

حنائی ہاتھوں میں ہم رنگ چوڑیاں کھنک رہی تھیں وہ مسز نبیلہ غضنفر کے ساتھ وینوپر پہنچ چکی تھی وسیع و عریض لان روشنیوں سے جگمگا رہا تھا باوردی ویٹرز ہاتھوں میں ٹرے لیے مہمانوں کو ڈرنکس سرو کر رہے تھے تقریباً سارے ہی مہمان آچکے تھے رہبان شاہ ایک کونے پر بلیک ٹکسائیڈ سوٹ میں ملبوس صحافیوں میں گھرا ہوا تھا جب اس کی نظر سامنے سے آتی صبا پر پڑی وہ صحافیوں سے ایکسکیز کرتے ہوئے تیزی سے چلتا ہوا صبا تک پہنچا۔ یہ لڑکی بڑی شان سے اس کے دل میں، اس کی سوچوں پر قابض ہو چکی تھی پر ہر بات سے ہر جذبے سے انجان تھی وہ اسے بغور دیکھتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا ایوننگ گاؤن میں اس کا نازک سراپا نمایاں ہو رہا تھا جو رہبان شاہ کو منظور نہیں تھا۔

"ہیلو رہبان شاہ!! بتاؤ کیسی لگ رہی ہے تمہاری مسز۔۔۔" نبیلہ نے شرارت سے اس کی محویت کو نوٹ کرتے ہوئے سوال کیا۔

"مجھے تو یہ ہمیشہ ہی اچھی لگتی ہیں۔۔۔" رہبان شاہ نے اپنا کوٹ اتارا اور صبا کی طرف بڑھایا۔

"اسے پہن لو۔۔۔۔" اس نے ہدایت دی۔

"آریو کریزی رہبان! اتنے اچھے ڈریس پر یہ مردانہ کوٹ۔۔۔۔" نبیلہ کو اس کی دماغی حالت پر شبہ ہوا۔

"اسے میرے علاوہ کوئی اور دیکھے، اس کی خوبصورتی کو میرے علاوہ کوئی اور سراہے یہ مجھے منظور نہیں۔۔۔۔" اس نے صاف صاف جواب دیا اور صبا کو کوٹ پہننے کی تنبیہ کی۔

صبا کے کوٹ پہنتے ہی اس نے صبا کا حنائی ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لیا۔

"آئیے مسز رہبان شاہ آپ کو اپنے سیاسی سرکل میں متعارف کراتا ہوں۔۔۔" وہ بڑے فخر سے اسے اپنے ساتھ لئیے سب سے مل رہا تھا۔ رات بھگتی جا رہی تھی رہبان شاہ ڈنر سے پہلے ہی نکل جانے کے موڈ میں تھا مگر غضنفر صاحب اور نبیلہ بھابی نے اسے زبردستی روک لیا تھا۔ ڈنر کرتے ہی وہ صبا کو ساتھ لئیے وہاں سے نکل گیا تھا۔

رہبان صبا کو لے کر اپنے کالج میں آگیا تھا چار بیڈروم پر مشتمل صاف ستھرا کالج جس کی دیکھ بھال رہبان شاہ کے ملازم کرتے تھے۔ پورا کالج فرنیچر اسٹائل میں بنا ہوا تھا لکڑی کے فلور اونچی چھت اور ہر کمرے میں آبنوسی کھڑکیاں۔۔۔ صبا کی نظروں میں ستائش اتر آئی تھی۔ رہبان

اسے لے کر ایک کمرے میں داخل ہوا اور اپنا بریف کیس اور صبا کا سامان میز پر رکھ کر بالکونی کی کھڑکی بند کرنے آگے بڑھا۔ کھڑکی بند کر کے وہ نروس کھڑکی صبا کے پاس آیا۔
"کیا تمہیں ہمارا یہ کاٹج پسند آیا؟؟؟" اس نے ہلکے پھلکے انداز میں سوال کیا۔

"بہت خوبصورت ہے۔۔۔" صبا نے دل سے تعریف کی۔

"چائے پیو گئی؟؟؟" اس نے سوال کیا۔

"اس وقت چائے کہاں سے آئے گئی؟؟؟"

"کچن میں سب سامان ہے میں بنانے جا رہا ہوں تم بتاؤ پیو گی کہ نہیں؟؟"

"آپ رہنے دیں میں بنا لیتی ہوں۔۔۔" وہ اسے روک گئی کہ اس کے ہوتے ہوئے رہبان کچن میں کام کرے کچھ اچھا نہیں لگتا۔

"کچن دائیں جانب ہے۔" رہبان شاہ نے اسے راستہ بتایا۔

"سنئیے۔۔۔۔" وہ دروازے کے پاس جا کر ہچکچا کر رک گئی۔

"جی محترمہ کہئیے۔۔۔"

"وہ رات ہو رہی ہے۔۔۔۔"

"ظاہر ہے جب سورج غروب ہو جاتا ہے تو رات ہی ہوتی ہے۔۔۔" وہ اس کے نزدیک آیا۔

"اب آپ اگر مناسب سمجھیں تو میرا کوٹ واپس کر سکتی ہیں۔۔۔" اس نے لطیف سی چوٹ

کی۔ صبانے فوراً اس کا کوٹ اتار کر اسے پکڑ لیا۔

"اب کہئے کس لئے مجھے پکارا تھا۔۔۔" وہ اپنی آستینیں فولڈ کرتا ہوا پوچھ رہا تھا۔

"یہ نئی جگہ ہے مجھے اکیلے کچن میں ڈر لگے گا اگر آپ ساتھ۔۔۔۔۔" اس نے شرمندگی سے بات ادھوری چھوڑ دی۔

"چلیئے جناب۔۔۔" وہ خوشدلی سے بولتا ہوا اس کے ساتھ کچن میں چلا آیا صبا نے فرج سے دودھ اور کیبنٹ سے چیک کر کے چائے کا سامان نکالا اور اسٹوو آن کر کے چائے چڑھائی۔

"تمہیں نبیلہ بھابھی کیسی لگیں؟؟؟" رہبان شاہ کاؤنٹر سے ٹیک لگا کر کھڑا ہو گیا۔

"وہ مجھے بہت اچھی اور فرینڈلی لگیں۔۔۔" صبا نے تعریف کی

"میں سوچ رہی تھی کہ کیا انہیں ہمارے بارے میں پتہ ہے؟؟؟" صبا نے ہچکچاتے ہوئے چائے کا مگ اس کی طرف بڑھاتے ہوئے سوال کیا۔

"ہمارے بارے میں کیا؟؟؟" رہبان شاہ نے ابرو اچکا کر پوچھا۔

"آپ جانتے تو ہیں۔۔۔" صبا جزبز ہوئی اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا اپنی اس کانٹریکٹ والی شادی کو کیا نام دے۔

"کھل کر بات کرو۔" رہبان شاہ نے اسے ٹوکا۔

"کیا وہ جانتے ہیں کہ میں آپ کی ریئل مطلب ہمارے رشتے کے بارے میں۔۔۔۔" صبا نے بمشکل کہا۔

"انہیں پتہ ہے کہ تم میری بیوی ہو اور یہی سچائی بھی ہے۔۔۔" وہ درشت لہجے میں اسے آگاہی دے رہا تھا۔

"مسز رہبان شاہ میرے خیال سے اب آپ کو آرام کرنا چاہئے۔۔۔" صبا اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اس کے پاس سے گزر کر کمرے میں آگئی جہاں رہبان شاہ نے اس کا سامان اور اپنا بریف کیس لا کر رکھا تھا۔

صبا کمرے میں آئینے کے سامنے کھڑی اپنی جیولری اتار رہی تھی ذہن ابھی تک رہبان شاہ کے رویے میں الجھا ہوا تھا آخر وہ چاہتا کیا تھا یہ شادی ایک عارضی معاہدہ تھا جو خاندان کی عزت بچانے کے لیے کیا گیا تھا بعد میں تو ان میں علیحدگی ہو ہی جانی تھی۔
علحدگی کا سوچ کر وہ ایک دم پریشان ہو گئی۔۔

"نہیں ایسا نہیں ہونا چاہیے، میں ان سے کہہ دوں گی کہ دوسری شادی اپنی روحی سے کر لیں پر اپنا نام مجھ سے الگ مت کریں۔۔۔" وہ بڑبڑائی۔

تبھی دروازہ کھلا اور رہبان شاہ اندر داخل ہوا۔ وہ بنا کچھ کہے چلتا ہوا سائیڈ پر رکھے اپنے بیگ کے پاس آیا اور اپنا نائٹ ڈریس نکال کر واش روم فریش ہونے چلا گیا۔ صبا نے خاموشی سے اپنے آپ کو جیولری سے آزاد کیا اور اپنے شاپنگ بیگز کی طرف بڑھی نبیلہ نے اسے نائٹ ڈریس پارٹی ویئر ہر طرح کی خوب شاپنگ کروائی تھی ساتھ ساتھ ٹریول بیگ بھی خرید تھا وہ آرام سے اپنی شاپنگ کو بیگ میں رکھ کر رات میں پہننے کیلئے لباس دیکھنے لگی سارے ہی ڈریس پارٹی ویئر تھے اور جو نائٹ نبیلہ نے زبردستی دلوائی تھی اسے پہننے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا وہ پرسوج نگاہوں سے اپنے بیگ میں رکھے سامان کو دیکھ رہی تھی جب اپنے چمکدار نم بالوں کو تولیہ سے خشک کرتے ہوئے رہبان شاہ کمرے میں داخل ہوا ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑے ہو کر اس نے اپنے بال بنائے حسب عادت پرفیوم اٹھا کر خود پر چھڑکاؤ کیا پھر صبا کی طرف بڑھا۔

"کوئی پر اہلم ہے کیا؟ تم چینیج کیوں نہیں کر رہی ہو۔"

"وہ میں رات پہننے کے لئے تو کچھ لائی ہی نہیں اب اتنے ہیوی ڈریس میں کیسے۔۔۔" اس نے اپنا پرابلم سنیر کیا۔

"ہمم! تم سے کہا بھی تھا کہ اپنی تمام ضرورت کی چیزوں کی شاپنگ کر لینا پر وہ صبا بی بی ہی کیا جن کی عقل میں کوئی بات آسانی سے آجائے۔۔۔"

"آپ مجھے بیوقوف کہہ رہے ہیں؟؟؟" صبا نے سنجیدگی سے سوال کیا۔

"ابھی بھی کہنے کی ضرورت ہے کیا؟؟؟" رہبان شاہ مسکرا دیا۔

"آپ۔۔۔" صبا کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا جواب دے۔

"ہٹو میں دیکھتا ہوں شاید کچھ کام کا لباس نکل آئے۔۔۔" اس نے ایک ہاتھ سے صبا کو بازو سے پکڑ کر دور کیا اور بیگ چیک کرنے لگا۔

"آپ میرا سامان نہیں دیکھ سکتے۔۔۔" صبا تیزی سے آگے آئی اور بیگ کا کوڑ بند کیا۔ پر رہبان شاہ ایک گہری نظر سامان پر ڈال چکا تھا۔

"کیوں مسررہبان شاہ؟" اس نے سوال کیا

"اف اللہ!!" وہ زچ ہو گئی

"دیکھیں لڑکیوں کی اپنی پرسنل بہت ساری چیزیں ہوتی ہیں جو آپ کو دیکھنے سے گناہ ملے گا
---" اس نے اپنے تئیں اسے سمجھایا۔ صبا کی بات سن کر ایک فلک شگاف قہقہہ رہبان شاہ
کے حلق سے ابھرا۔ وہ اپنی معصومیت سے اس کا بگڑا موڈ ٹھیک کر چکی تھی جس کا اسے خود
بھی علم نہیں تھا۔

"صبا۔۔۔" رہبان شاہ نے گھمبیر لہجے میں اسے پکارا۔

"کیا تم نے کبھی خواب دیکھے ہیں؟۔۔۔" وہ اس کا ہاتھ تھام کر اس میں رچی مہندی کو بغور دیکھ
رہا تھا۔

"جی نہیں۔۔۔" وہ تیزی سے اپنا ہاتھ پیچھے کرتے ہوئے گویا ہوئی اس کا دل اس تنہائی میں
رہبان شاہ کی توجہ پا کر زور زور سے دھڑک رہا تھا۔

"میں چاہتا ہوں تم اپنی آنکھوں میں میرے خواب سجاؤ بولو سجاؤ گی نا؟؟؟" وہ اسے اپنی بانہوں میں لیے بہت نرمی سے اپنی خواہش بیان کر رہا تھا۔

"لیکن۔۔۔ ہماری شادی تو۔۔۔۔" صبا ہچکچا کر چپ ہو گئی

"ہماری شادی کیا؟؟؟" رہبان شاہ نے اپنی گرفت سخت کی۔

"میرا مطلب ہماری شادی کوئی اصلی شادی تو نہیں ہے یہ تو ایک عارضی اقدام ہے تو پھر آپ ایسا کیوں کر رہے ہیں۔۔۔۔" وہ گھبرائے ہوئے لہجے میں شکوہ کر رہی تھی۔

"مسز رہبان شاہ! ہمارا نکاح گواہوں کے ساتھ ہزاروں افراد کی موجودگی میں مکمل اسلامی طریقے سے ہوا ہے جو آج تم میرے گھر میں میرے نام کے ساتھ موجود ہو۔۔۔۔۔" رہبان شاہ کا دل اس کے چہرے پر چھائے دلکش شرم و حیا کے رنگوں کو دیکھ کر بے ایمان ہوا جا رہا تھا وہ اب صبا سے زیادہ دور نہیں رہنا چاہتا تھا۔ رہبان شاہ صبا کو اپنے مضبوط حصار میں لے چکا تھا

"پلیز۔۔۔ مجھے چھوڑ دیں آپ نے۔۔۔ آپ نے وعدہ کیا تھا۔۔۔" وہ اس کی قربت سے جل اٹھی تھی۔

"مسز رہبان شاہ! میری ایک بات اپنے دماغ میں اچھے سے بٹھالو تم میری بیوی ہو، بیوی رہو گی اور ظاہر ہے میں چاہوں بھی تو اپنی بیوی سے دور نہیں رہ سکتا۔۔۔" وہ اسے حقیقت سے باور کرا رہا تھا۔ صبا اس کی نگاہوں کی تپش سے نروس سی ہو کر پلکیں جھکائی تھی وہ اس کے اس قدر قریب تھی کہ دونوں کے دل ایک ساتھ دھڑک رہے تھے۔ ماحول میں ایک فسوں سا طاری تھا۔

"مسز رہبان شاہ! تم میری بیوی کی حیثیت سے میری زندگی میں شامل ہوئی ہو تو تمہیں بیوی بن کر ہی رہنا ہو گا یہ بات اپنے دماغ میں جتنی جلدی بٹھالو گی اتنا ہی تمہارے حق میں بہتر ہو گا۔۔۔" رہبان شاہ نے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا۔

"میرے بیگ سے کوئی ٹراؤزر شرٹ نکال لو اور ایزی ہو جاؤ۔۔۔" وہ اسے حکم دیتا ہوا بستر پر لیٹ گیا تھا دو راتوں کا جاگا ہوا تھا اس کی آنکھیں نرم بستر پاتے ہی بند ہو گئی تھیں۔

صبح کچھ دیر وہی کھڑی اپنے ہاتھ مسلتی رہی پھر رہبان شاہ کے سونے کا یقین کر کے اس کے بیگ تک آئی اور ایک شرٹ ٹراؤزر اٹھا کر لباس تبدیل کرنے چلی گئی منہ ہاتھ دھو کر فریش ہونے کے بعد وہ رہبان شاہ کے ٹراؤزر کو موڑ توڑ کر بمشکل اپنے سائز کا بنا چکی تھی رہبان کی شرٹ اس کے گھٹنوں تک آرہی تھی۔ وہ دبے پاؤں چلتی ہوئی کمرے میں آئی اپنا ڈریس سلیپے سے تہہ کر کے بیگ میں رکھ کر فارغ ہوئی تھی کہ کمرے سے باہر اسے کسی کے چلنے پھرنے کی آواز سنائی دی جیسے ایک سے زائد افراد باہر چل پھر رہے ہوں۔ خوف سے اس کا برا حال ہو گیا تھا وہ تیزی سے دروازہ لاک کر کے سوئے ہوئے رہبان شاہ کے پاس آئی۔

"سنئیے۔۔۔۔۔" اس نے رہبان شاہ کو آواز لگائی۔

"رہبان اٹھئے پلیز۔۔۔"

"رہبان اٹھیں نادیکھیں گھر میں شاید چور گھس آئے ہیں۔۔۔" اب کے اس نے روہانسی آواز میں اسے پکارتے ہوئے اس کے بازو کو ہلایا۔

"کیا ہے کیوں رو رہی ہو؟؟؟" رہبان شاہ نے بمشکل اپنی نیند سے بھری سرخ آنکھیں وا کیں۔۔۔ نیلی آنکھوں میں گہرے سرخ ڈورے اس کی تھکن واضح کر رہے تھے۔

"باہر کوئی ہے۔۔۔۔۔" صبانے اسے آگاہ کیا۔

"واٹ؟؟؟" وہ اٹھ کر بیٹھ گیا

"غور سے سنئے۔۔۔۔۔" صبانے اسے ٹوکا باہر سے ہنسے بولنے چلنے پھرنے کی آوازیں آرہی تھیں

"تم پریشان مت ہو میں چیک کرتا ہوں۔۔۔" وہ اسے تسلی دیتا ہوا دروازے کی سمت بڑھتا تو دروازے پر لاک دیکھ کر ٹھٹک گیا۔

"وہ مجھے ڈر لگ رہا تھا تو میں نے لاک لگا دیا کہ کہیں چور اندر نہ گھس آئیں۔۔۔" صبا نے وضاحت دی۔

رہبان نے دروازہ کھولا تو سامنے ہی کوریڈور میں روحی کھڑی ہوئی تھی جس کی نیلی آنکھیں تیر سے رہبان شاہ اور اس کے پیچھے رہبان کی شرٹ میں ملبوس صبا کو دیکھ رہی تھیں۔ صبا اور رہبان ایک ساتھ ایک بیڈروم میں۔۔۔ روحی کارواں رواں سلگ گیا تھا۔

"کل رات ڈنر پر تو تم نے اسلام آباد آنے کا کوئی پلان نہیں بتایا تھا۔۔۔" روحی نے شکایت آمیز لہجے میں شکوہ کیا۔

"میرے کالج میں بنا پر میشن آنے کا پروگرام تم نے کس سے پوچھ کر بنایا؟" وہ سخت لہجے میں بولا۔

"ہیلورہبان۔۔۔۔" علی واصف نداشتا احمد پورا گینگ موجود تھا۔

"ون منٹ۔۔۔" رہبان نے درشت لہجے میں کہہ کر دروازہ بند کیا اور صبا کی طرف پلٹا جو ابھی تک روحی کو دیکھ کر شاکڈ تھی یعنی رہبان ایک دن بھی اس سے الگ نہیں رہ سکتا تھا صبا کا سر غم و غصے سے پھٹا جا رہا تھا۔

"دوپٹہ اوڑھ لو باہر علی، واصف بھی آئے ہوئے ہیں۔۔۔" اس نے صبا کو ہدایت دی۔ صبانے بیگ سے اپنا دوپٹہ نکال کر اس طرح سے خود پر لپیٹا تھا کہ اس کا وجود تقریباً چھپ سا گیا تھا رہبان کا اس کو یوں دوپٹے میں خود کو سمیٹنا بہت اچھا لگا تھا۔

"آؤ۔۔۔" وہ اسے ساتھ آنے کا اشارہ کر کے کمرے سے نکلا۔ باہر لیونگ روم میں دوستوں کی محفل جمی ہوئی تھی۔

"تم سب اندر کیسے داخل ہوئے؟" رہبان شاہ نے سوال کیا۔ واصف صوفے پر بیٹھا ہوا تھا اور علی ندا کے ساتھ قالین پر بیٹھا ہوا تھا۔ ثنا اور احمد بھی رہبان کا سوال سن کر شر مندہ ہو گئے تھے کمرے کا ماحول سخت ٹینشن زدہ ہو گیا تھا جب روحی بڑے ناز سے چلتی ہوئی رہبان شاہ کے پاس آئی اور اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر نادیدہ گرد جھاڑتے ہوئے گویا ہوئی۔

"ڈارلنگ! اس کالج کی چابی تم نے ہی تو مجھے دی تھی، کیا تمہیں یاد نہیں؟؟ تم نے کہا تھا میں جب چاہوں جس وقت چاہوں یہاں آ جا سکتی ہوں۔۔" وہ ترچھی نظروں سے صبا کے فق پڑتے چہرے کو دیکھ رہی تھی۔

رہبان شاہ کا غصے سے برا حال تھا پر وہ اپنے غصے کو دباتا ہوا نرمی سے روحی کے ہاتھ جھٹک گیا تھا

"یہ پہلے کی بات تھی جب تم اور تمہاری مدرشادی کی شاپنگ کیلئے ادھر آرہی تھی اور رہائش کیلئے جگہ چاہئے تھی لیکن اب حالات کچھ اور ہیں میں شادی شدہ ہوں اور اپنی پرائیویسی میں مداخلت پسند نہیں کرتا۔۔۔" وہ بلا کے ٹھنڈے سر دلہے میں بولا تھا۔

صبا اس کے دلہے کی سرد مہری اچھی طرح بھانپ چکی تھی واقعی رہبان شاہ کے ساتھ زیادتی ہی تو ہوئی تھی جب چند ماہ پہلے روحی اسے چھوڑ گئی تھی اس کے سارے فیوچر پلان سب کچھ ختم کر گئی تھی رہبان شاہ نے بھی تو روحی کو لے کر کچھ خواب دیکھے ہونگے اور اسے مل گئی صبا ایک عام سی لڑکی۔۔۔

"اب اتنی رات کو کیا تم ہم سب کو باہر نکال دو گئے؟ سارے ہوٹلز بھی کسی کانفرنس کے وجہ سے بک ہیں ورنہ ہم ادھر کیوں آتے۔۔۔"

روحی کی آواز نے صبا کو سوچوں سے نکالا۔

"یہ تو تم لوگوں کو یہاں آنے سے پہلے ہو ٹلنر کال کر کے پری بکنگ کروانی چاہئے تھی کسی کے گھر میں بنا اجازت ایسے گھسنا تم لوگوں کو زیب نہیں دیتا۔۔۔" وہ بنا کسی لچک کے سختی سے بولا۔

"اوہ کم آن! ایک رات ہی کی تو بات ہے اور ویسے بھی یہاں چار بیڈ روم ہیں جو ہم سب کے لیے کافی ہیں ویسے بھی تم اور صبا تو الگ الگ کمروں میں رہتے ہو تو پرائیویسی کیسی؟ میرے خیال سے صبا ہم لڑکیوں کے ساتھ روم شیئر کر لیگی۔ کیوں صبا؟؟" اس نے صبا کو گھسیٹا جس کا چہرہ الگ الگ کمروں والی بات سن کر خفت سے سرخ پڑ گیا تھا یعنی اس کی اور رہبان شاہ کی پرسنل لائف اب اتنی بھی پرسنل نہیں تھی یہ تو ان کا راز تھا جو یقیناً روحی کو رہبان شاہ نے ہی بتایا ہو گا۔ وہ بدگمانی کی انتہا پر پہنچ چکی تھی۔

"نہیں مجھے کسی کے ساتھ بھی روم شئیر کرنے کی ضرورت نہیں ہے میں واپس جا رہی ہوں
۔۔۔" صبا درشت لہجے میں بولتے ہوئے اپنا بیگ لینے کمرے میں چلی گئی اس کا ارادہ کریم کیب
کال کر کے ایئر پورٹ جانے کا تھا۔

"یار! آئی ایم ویری سوری ہماری وجہ سے تم میاں بیوی ڈسٹرب ہوئے میری تو صبح ویسے بھی
ایک اہم میٹنگ ہے یہ تو روجی پیچھے پڑ گئی تھی تو آنا پڑا میں نکلتا ہوں۔۔۔" علی نے کھڑے ہو
کر سنجیدگی سے اجازت چاہی۔

"یار علی دوستوں میں یہ سب چلتا رہتا ہے چل یار۔۔۔" احمد، واصف سب اسے سمجھانے میں
لگ گئے جب اپنا بیگ گھسیٹتے ہوئے صبا داخلی دروازے سے باہر جاتی نظر آئی۔
"رہبان یار صبا بھابھی ناراض ہو گئی ہیں میں چلتا ہوں بھابھی کو بھی گھر ڈراپ کر دوں گا۔۔۔" علی
کھڑا ہوا۔

"میری وائف کو میرے سوا کوئی بھی کہیں بھی لے کر نہیں جاسکتا۔۔۔ انڈر اسٹینڈ۔۔۔" وہ
کرخٹ لہجے میں بولتا ہوا تیزی سے اپنے بیڈ روم میں گیا اور اپنا والٹ، گاڑی کی چابی اور بیگ اٹھا
کر تیز قدموں سے چلتا ہوا باہر آیا جہاں صبا کیب کا ویٹ کر رہی تھی اس کے گاڑی اسٹارٹ کی
اور صبا کے نزدیک لایا۔

"بیٹھو۔۔۔" وہ سرد لہجے میں بولا۔ صبا خاموشی سے کچھ بھی کہے بغیر دروازہ کھول کر اندر بیٹھ
گئی ایک طویل سفر واپسی کا شروع ہو چکا تھا گاڑی میں موت کا سناٹا چھایا ہوا تھا۔ صبا نے کن
اکھیوں سے لب بھینچے ڈرائیو کرتے ہوئے رہبان شاہ کو دیکھا جو انتہائی تیز رفتاری سے گاڑی
دوڑا رہا تھا جس کے ماتھے کے بل صبا کے دل میں خوف پیدا کر رہے تھے۔ صبا کی وجہ سے وہ
یقیناً اپنے دوستوں خاص کر روحی کا دل دکھا چکا تھا۔ کئی گھنٹے گزر چکے جب صبا نے اپنی ہمت جمع
کر کے اسے مخاطب کیا۔

"میری وجہ سے آپ کو اپنے دوستوں کو اس طرح چھوڑ کر نہیں آنا چاہئے تھا میں تو خود اپنا بیخ کر لیتی یا علی بھائی چھوڑ دیتے۔۔"

"آئی ایم شیور تمہیں تمہارا علی بھائی لفٹ دے سکتا تھا مجھے جتانے کی ضرورت نہیں ہے۔۔" وہ اس کی بات کاٹتے ہوئے تلخی و تندہی سے بولا اس کے لہجے کی تلخی صبا کی آنکھوں میں آنسو لے آئی تھی اسے رہبان شاہ کے لہجے میں اپنے لیے طنز اور نفرت سی محسوس ہو رہی تھی وہ گاڑی کے دروازے سے چپک کر بیٹھ گئی تھی اس کی سوچوں کا محور صرف اور صرف رہبان شاہ تھا اور روحی جسے وہ رہبان کے ساتھ سوچنا بھی نہیں چاہتی تھی لیکن بہر حال روحی ایک اٹل حقیقت تھی ویسے بھی صبا ہی ان دونوں کے بیچ آئی تھی روحی تو صرف کچھ ماہ کیلئے شادی ٹالنے کا کہہ کر غائب ہوئی تھی اس بیچاری کو کیا پتہ تھا کہ پیچھے رہبان کی زندگی میں صبا جائے گی۔۔۔ صبا کا ذہن مسلسل ایک ہی نہج پر سوچے چلا جا رہا تھا۔ اسے اپنا آپ اس معاملے میں قصور وار لگنے لگا تھا رہبان شاہ اور روحی سے ہمدردی عروج پر پہنچ چکی تھی وہ یہ بھول گئی تھی کہ شادی کیلئے اسے پرپوز رہبان شاہ نے خود کیا تھا۔ سوچتے سوچتے وہ کب نیند کی وادی میں اتر گئی

اسے پتہ ہی نہیں چلا تھا جب نہ جانے کتنی دیر بعد سامنے سے آتے ٹرک کی ہیڈ لائٹس اس کے چہرے پر پڑیں تو اس نے اپنا چہرہ حسب عادت تکیہ میں چھپانا چاہا جس کے نتیجے میں وہ رہبان شاہ کی جیکٹ کی آستین سے اپنا چہرہ رگڑنے لگی۔ ایک عجیب سا احساس ہوا اور اس نے اپنی مندی مندی آنکھیں کھولیں تو خود کو رہبان شاہ کے نزدیک پایا وہ بوکھلا کر سیدھی ہوئی۔ شاید صبح ہونے والی تھی۔ وہ پتہ نہیں کب سے اس کے شانوں پہ سر رکھے سوتی رہی تھی۔

"آپ میری بات کبھی نہیں مانتے دو دن سے جاگ رہے ہیں جبکہ گاڑی میں بھی ڈرائیو کر سکتی ہوں آخر آپ تھوڑی دیر آرام کیوں نہیں کر لیتے؟؟" وہ رہبان شاہ کے سر دروپیے اور اس کی سرخ آنکھوں کو دیکھ کر چیخ گئی۔ آنکھوں سے آنسو تو اتر بہنے لگے تھے۔

رہبان شاہ نے آگے جا کر ایک سائنڈ روڈ پر گاڑی جھٹکے سے روک دی اور اپنا رخ روتی ہوئی صبا کی طرف کیا اور بنا کچھ کہے اس کی کلائی پکڑ کر اسے اپنی طرف کھینچا اور سینے سے لگا کر بچوں کی

طرح تھکنے لگا۔ رہبان شاہ کے حصار میں آتے ہی صبا کو اپنا آپ پر سکون ہوتا محسوس ہوا تھا
ہچکیاں تھمنے لگی تھیں۔ اس نے سکون سے اپنا سر رہبان شاہ کے وسیع سینے پر رکھ کر آنکھیں
موند لیں تھیں۔۔۔

سورج کی روشنی پردوں سے چھن چھن کر اندر آرہی تھی وہ انگڑائی لیتی ہوئی اپنی آنکھیں مسلتے
ہوئے اٹھ بیٹھی تھی دیوار پر نصب گھڑی میں نظر ڈالی دن کے تین بج رہے تھے وہ کمفرٹر
ہٹاتے ہوئے بستر سے اتری اور چونک گئی۔۔

وہ تور بہان شاہ کے ساتھ گاڑی میں تھی تو پھر یہاں اپنے گھر شاہ پیلس میں، اپنے بیڈ روم میں
کیسے پہنچی؟؟ کیا رہبان اسے کمرے تک لایا تھا۔۔۔ وہ سوچتی ہوئی الماری سے اپنا قمیض شلوار
نکال کر شاور لینے چلی گئی فریش ہو کر وہ نیچے آئی تو سامنے ہی ڈائننگ ٹیبل پر علیحدہ کو بیٹھے دیکھ
کر حیرت کا ایک اور جھٹکا لگا۔

"ہیلو بھابھی! کیسی ہیں؟؟؟"

"جلدی سے آئیں آپ کے ساتھ لنچ کرنے کے چکر میں میں صبح سے بھوکے ہوں۔۔۔" اس نے شور مچایا اور ساتھ ساتھ ہی کک کو آواز دے کر لنچ لگانے کا حکم دیا۔

"علینہ تم کب آئیں؟؟؟" صبا حیرانگی سے پوچھ رہی تھی۔

"بھابھی! میری پیاری بھابھی میرا ٹرانسفر ادھر ہی کے اسکول میں ہو گیا ہے اور یہ سب صرف آپ کی وجہ سے ہوا ہے اب میں بھی گھر میں رہا کرونگی آپ کے ساتھ۔۔۔۔" وہ خوشی خوشی بتا رہی تھی اس کا چہرہ اندرونی خوشی سے دمک رہا تھا۔

"اچھا آپ کا اسلام آباد کا ٹرپ کیسار ہا؟ مزہ آیا کہاں کہاں گئیں آپ۔۔۔" علینہ کے نہ ختم ہونے والے سوالات کا سلسلہ شروع ہو چکا تھا وہ اطمینان سے آرام سے اس کے ایک ایک سوال کا جواب دے رہی تھی رہبان شاہ کہیں بھی نہیں تھا شاید وہ آفس گیا ہوا تھا۔

"بھابی!۔۔۔" علینہ نے بریانی کی پلیٹ ختم کر کے پانی کا گلاس اٹھالیا۔

"آج آپ نے گیم کی پریکٹس کرنی ہے پتہ ہے آپ تو اچانک سے واصف بھائی کے ساتھ پریکٹس کینسل کر کے مجھے بتا کر رہبان بھائی کے ساتھ اسلام آباد چلی گئی تھی تو جب میں نے واصف بھائی کو کال کر کے کینسل کا بتایا تو وہ بہت ناراض ہو رہے تھے کہ آپ ٹورنامنٹ کو سیریس نہیں لے رہی ہیں ایسے تو آپ ہار جائیں گئی۔۔۔" علیہ نے نیپکن سے منہ صاف کیا۔

"علیہ! چندا مجھے نہیں لگتا کہ میں ٹورنامنٹ میں کھیل پاؤنگی پلیز کسی طرح مجھے اس جھنجھٹ سے نکال لو۔۔۔" صبانے پریشانی سے اسے دیکھا۔

"بھابھی! آپ کر سکتی ہیں یار۔۔۔ پتہ ہے وہ روحی اسے جب آپ کے بھائی جان کے ساتھ اسلام آباد جانے کا پتہ چلا تھا تو وہ کتنا جلی تھی۔۔۔"

"اسے کیسے پتہ چلا؟؟" صبانے کھوکھلی آواز میں سوال کیا۔

"ظاہر ہے میں نے اسے بتایا تھا اتنی مشکل سے تو اسے چڑانے کا موقع ملا تھا۔ پھر اس نے شاید بھائی جان کو کال کی پر رہبان بھائی نے اسے کوئی لفٹ نہیں کرائی انفیٹ اس کا فون تک نہیں اٹھایا تو اس نے مجھے دوبارہ کال کی اتنا پتی ہوئی تھی کہ مزا آگیا اور اب آپ نے اس وچ کو گیم میں ہرانا ہے۔۔۔" علیہ نے دو ٹوک لہجے میں بولی۔

صبا جو یہ سوچے بیٹھی تھی کہ روحی کو رہبان شاہ نے بتایا ہو گا وہ یہ سب سن کر شرمندہ سی ہو گئی تھی۔

"روحی ایک پرانی کھلاڑی ہے اور میں ابھی سیکھ رہی ہوں اس لئے کیا فائدہ ٹورنامنٹ میں حصہ لے کر اس کے ہاتھوں ہار کھانے کا۔۔۔" صبا نے پھر انکار کیا۔

"بھابھی یار! اس روحی وچ نے کافی عرصہ سے پریکٹس نہیں کی ہے اور اب تو اسے اپنے گیم پارٹنر کے ساتھ پریکٹس کرنے کا کوئی چانس بھی نہیں ملنے والا انفیٹ پارٹنر ہی نہیں ملنے والا ہے۔۔۔۔" علیہ نے طمانیت سے کہا۔

"کیا مطلب؟؟" صبا حیران ہوئی۔

"کیا واقعی آپ کو نہیں پتہ؟؟" علینہ نے حیرانگی سے اپنی بیوقوف بھابھی کو دیکھا۔

"رہبان بھائی آج صبح ہی اپنی بزنس میٹنگ کے لئے نیویارک چلے گئے ہیں کیا انہوں نے آپ کو نہیں بتایا؟؟" علینہ کے چہرے پر حیرانگی چھائی ہوئی تھی۔

"آف کورس بتایا تھا۔۔۔" صبا نے بمشکل جھوٹ بولا وہ کیسے بتاتی کہ علینہ کا بھائی اسے بنا بتائے بنا کچھ کہے بنا ملے چلا گیا تھا رہبان شاہ کے نزدیک صبا کی اتنی بھی اہمیت نہیں تھی کہ وہ کیوں کہاں اور کتنے عرصے کیلئے جا رہا ہے بتا دیتا وہ تلخی سے سوچ رہی تھی۔

"اللہ اللہ بھابھی مجھے نہیں پتہ تھا آپ بھائی کیلئے اتنی پوزیسو ہیں فکر مت کریں وہ جلدی واپس آجائیں گے۔۔۔" علیہ اس کے چہرے کے اتار چڑھاؤ اچھی طرح سمجھ رہی تھی وہ نیکی ضرور تھی پر نا سمجھ نہیں تھی۔

علیہ کی بات سن کر صبا کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا واقعی یہ سچ تھا کہ رہبان شاہ اس کی رگوں میں اترنے لگا تھا پر یہ راز وہ کسی کو بھی بتانا نہیں چاہتی تھی۔

"علیہ تم پلیز واصل کو منع کر دو اور کسی طرح اس ٹورنامنٹ سے میرا پیچھا چھڑا دو۔" وہ التجاء کر رہی تھی۔

"اوکے بھابھی آپ فکر مت کریں میں پریکٹس پر جا رہی ہوں آپ ری لیکس کریں۔۔۔"

علیہ اس کے سرخ گالوں کو چومتے ہوئے باہر نکل گئی۔

رہبان شاہ کو گئے دس دن گزر چکے تھے صبا سے مس کر رہی تھی اتنا بڑا شاہ پیلس سے رہبان کے بغیر خالی خالی کھوکھلا سا لگنے لگا تھا پہلے بھی کون سا رہبان شاہ پورے دن گھر میں ہوتا تھا لیکن اس کی موجودگی کا احساس ہی گھر کی رونق تھا۔ صبا روز نیچے اپنے مقرر وقت پر ناشتے کیلئے آتی تھی اسے پتہ تھا کہ ابھی رہبان شاہ نہیں ہے جو اسے اپنی گہری نیلی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے اپنا ناشتہ کرتا تھا پھر بھی بار بار صبا کی نظر اس کی خالی کرسی پر بھٹکتی رہتی تھی۔ علینہ اس کی اداسی اچھی طرح بھانپ رہی تھی اور اسے پورا ٹائم بھی دے رہی تھی پر رہبان شاہ کی کمی تو وہ دور نہیں کر سکتی تھی اور نہ ہی کرنا چاہتی تھی۔ ابھی بھی علینہ ٹورنامنٹ میں شرکت کیلئے گئی ہوئی تھی اور صبا آرام کرسی پر بیٹھی اپنی سوچوں میں گم تھی۔

آخر اس نے اپنے آپ کو اس قدر الجھی پیچیدہ سچویشن میں الجھنے ہی کیوں دیا تھا؟ رہبان شاہ سے اس کی شادی ایک طرح سے خانگی زندگی کے ہر اصول کی خلاف ورزی تھی۔ ایسے آدمی سے شادی کرنا جو ایک ایسی لڑکی جو اسے دھوکا دے چکی ہو اس کی محبت میں گرفتار ہو ایک حماقت نہیں تو اور کیا تھا؟؟ دس دن ہو گئے تھے اس کٹھور انسان نے ایک فون تک نہیں کیا تھا۔ اس پر ستم اسے رہبان شاہ سے محبت ہو گئی تھی جو شاید نکاح کے پاکیزہ بندھن کا اثر تھا وہ جانتی تھی کہ رہبان شاہ اسے کبھی بھی وہ عزت وہ پیار نہیں دیگا جو روحی کیلئے مختص تھا تو پھر وہ کیوں اس کی پیش قدمی قبول کر کے خود کو مزید ارزاں کرتی؟؟

"بھا بھئی!! بھا بھئی۔۔۔۔" پر جوش سی علیینہ بھاگتے ہوئے اندر داخل ہوئی اس نے جلدی سے اپنی آنکھوں میں آئی نمی کو صاف کیا اور چہرے پر مسکراہٹ سجائی۔

"بھابھی ہم ٹورنامنٹ جیت گئے ہیں۔" وہ پر جوش لہجے میں بول رہی تھی کہ صبا کی جگہ علینہ نے واصف کے ساتھ پارٹنر گیم کھیلا تھا۔

"بہت مبارک ہو۔۔" صبا خوشدلی سے مسکرائی۔

"آپ کلب چلتیں اور اس وچ کا چہرہ دیکھتیں میں بہت بہت خوش ہوں۔۔۔" علینہ جھوم رہی تھی۔

"اب آپ جلدی سے اچھا ساریڈی ہو جائیں جیت کی خوشی میں واصف بھائی ہمیں ڈنر پر لے جا رہے ہیں۔۔۔" وہ خوشگواہی سے بولی۔

"رہنے دو علینہ! تمہارے بھائی واپس آ جائیں پھر چلیں گے۔۔۔" صبا نے سمجھانا چاہا۔

"نہیں ہم آج ہی چلیں گے میں آپ ند آپنی اور علی بھائی بس آپ جلدی سے ریڈی ہو کر
آئیں میری بھابھی کو ڈنر پر سب سے اچھا نظر آنا ہے۔۔۔" وہ حکمیہ انداز میں بول کر اوپر اپنے
کمرے میں تیار ہونے بھاگ گئی۔

وہ اپنی الماری کا دروازے کھولے کھڑی تھی رنگ برنگے بہت سے قیمتی ڈیزائنر لباس سامنے
لٹکے ہوئے تھے۔ اسے بنارہبان شاہ کے اس طرح کسی اور کے ساتھ تیار ہو کر جانا عجیب سا لگ
رہا تھا بے دلی سے اس نے سامنے لٹکتا ہوا لباس ہینگر سے اتار اور تیار ہونے لگی۔

مہندی رنگ کے لباس میں اس کی سنہری رنگت جگمگا رہی تھی چہرے پر ایک یاسیت اداسی سی
چھائی ہوئی تھی وہ ہتیر برش اٹھا کر اپنے بال بنانے لگی۔

"مسز رہبان شاہ! جب میرے ساتھ ہو تو اپنے بال کھلے رکھا کرو۔۔۔" رہبان شاہ کی سرگوشی سنائی دی اس نے چونک کر دیکھا پر وہ کہیں نہیں تھا صبا نے بے دلی سے اپنے بالوں کو جوڑے میں لپیٹا اور دوپٹہ اوڑھ کر باہر نکلی۔۔

"علینہ۔۔۔۔" صبا نے اسے آواز دی

"وہ علی کے ساتھ جا چکی ہے تم تیار ہو تو چلتے ہیں۔۔۔" صوفی پر بیٹھا واصل صبا کو دیکھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھیں صبا کو دیکھ کر چمک اٹھی تھیں۔ وہ اسے کسی کلاسیکل ہیروئن کی طرح لگ رہی تھی جو اس کے دل کے تار چھیڑ رہی تھی۔

"بیوٹی فل۔۔۔" وہ بڑبڑایا

"آپ جائیں میرا ویسے بھی موڈ نہیں تھا سر الگ درد کر رہا ہے۔۔" صبا دو قدم پیچھے ہٹی۔

"صبا! ایسا کب تک چلے گا۔۔۔" واصف کی آواز نے اس کے قدم روکے۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟؟؟" صبا نے اچھنبے سے سوال کیا۔

"تم کیوں اپنی زندگی برباد کر رہی ہو؟ جب اس شادی کی کوئی اہمیت ہی نہیں ہے تو اسے ختم کیوں نہیں کر دیتی ہو؟ میں تمہیں نظر کیوں نہیں آتا؟۔۔۔" واصف نے سنجیدگی سے سوال کیا

"مسٹر واصف پلیز! میرے اور رہبان شاہ کے معاملے میں آپ کو یا کسی کو کچھ بھی بولنے یا مشورہ دینے کی ضرورت نہیں ہے ہمارا رشتہ اتنا کمزور نہیں ہے اسے توڑنے کی خواہش رکھنا بیکار ہے۔۔۔" صبا نے ناگواری سے اسے ٹوکا۔

واصف نے سامنے کھڑی صبا کو بغور دیکھا۔

"دیکھو صبا تم بیوقوفی مت کرو ہم سب جانتے ہیں کہ تمہارے اور رہبان کے بیچ کچھ بھی نہیں ہے تم باسانی رہبان شاہ سے خلع لے کر اپنی نئی زندگی شروع کر سکتی ہو۔" واصف اسے سمجھانے کی کوشش کر رہا تھا۔

"مجھے یقین ہے اس شادی میں سیپریشن کی کوئی گنجائش نہ تھی اور نہ ہوگی بہتر ہے یہ بات تم اپنے دماغ میں بٹھالو اور آئندہ میری بیوی کے آس پاس بھی نظر آئے تو زندہ نہیں بچو گے۔ گیٹ آؤٹ۔" دروازے کے پاس سے رہبان شاہ کی سرد آواز ابھری جسے سن کر صبانے سر اٹھا کر اس کو دیکھا اس کی جامد غصے سے بھری نظروں سے جب صبا کی نظریں ٹکرائیں تو وہ کپکپا کر رہ گئی۔ وہ شاید ابھی ایئر پورٹ سے سیدھا چلا آ رہا تھا۔

"آؤٹ۔۔۔" رہبان شاہ نے دروازے پر سے ہٹتے ہوئے واصف کو باہر کا رستہ دکھایا۔
- واصف کے جاتے ہی اس نے ایک خشمکیں نظر سکت کھڑی صباہر ڈالی اور اپنا بیگ نیچے رکھا۔

"کیا آپ ناراض ہیں؟" واصف کے جانے کے بعد صبا نے جھجکتے ہوئے سوال کیا کہ وہ اسے
گھورے چلا جا رہا تھا۔

"ناراض؟ یہ لفظ میرے جذبات تم پر واضح نہیں کر سکتا۔۔۔" وہ سختی سے کہتا ہوا اس کے پاس
آیا اور اس کے بازو کو اپنی گرفت میں جکڑ کر اسے اپنے ساتھ گھسیٹتے ہوئے اوپر لے جانے لگا۔
"یہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ چھوڑیں مجھے۔۔۔" صبا نے مزاحمت کی۔

"وہی جو مجھے بہت پہلے کر لینا چاہئے تھا۔۔۔" رہبان کی آہنی گرفت صبا پر مزید تنگ ہو گئی تھی وہ اسے لیتے ہوئے اس کے بیڈ روم کے پاس سے گزرتا ہوا اپنے بیڈ روم میں داخل ہوا۔

"پلیز اس طرح نہیں۔۔۔" صبا نے التجا کی۔

رہبان شاہ نے اسے اپنے کمرے میں لا کر اپنی گرفت سے آزاد کیا اور پلٹ کر دروازہ لاک کر کے صبا کی طرف متوجہ ہوا۔

"مسز رہبان شاہ! ویلکم ٹو مائی لائف۔۔۔" وہ گھمبیر لہجے میں بولتا ہوا اس کے نزدیک آیا۔

"آپ نے وعدہ کیا تھا۔۔۔" صبا کی آنکھوں میں نمی ابھر آئی۔

"ہر وعدہ نبھانے کے لیے نہیں ہوتا مسز رہبان شاہ۔۔۔" وہ

اسے اپنی دسترس میں لے چکا تھا۔

وہ رہبان شاہ کی دسترس میں تھی جو اسے کسی کانچ کی گڑیا کی طرح انتہائی نرمی اور احتیاط سے اپنا احساس دلارہا تھا۔ صبا کا ذہن شک سے سکت ہو گیا تھا رہبان شاہ کی پیش قدمی وہ چاہ کر بھی نہیں روک پارہی تھی بڑی مشکل سے اس نے اپنا دماغ روحی پرسیت کیا کہ وہ رہبان شاہ کے ٹرانس سے نکل سکے۔

"روحی جو رہبان شاہ کی اصل محبت تھی، روحی جس کے ساتھ اس کی منگنی تقریباً دو سال رہی تھی۔۔۔۔" صبا نے پوری قوت لگا کر خود کو رہبان شاہ کی مضبوط گرفت سے آزاد کرانا چاہا پر ناکام رہی تھی۔

رہبان شاہ کی بھرپور توجہ صبا کو اپنی طرف کھینچ رہی تھی۔ اس کی ایک ایک رگ پکار پکار کر اسے احساس دلارہی تھی کہ وہ رہبان شاہ سے پیار کرتی ہے، بہت زیادہ پیار، بے شمار پیار کرتی ہے۔۔ اس نے تھک کر اپنا آپ رہبان شاہ کے سپرد کر دیا تھا۔

رہبان شاہ کے سونے کے بعد اس نے آہستگی سے اس کا ہاتھ ہٹا کر بستر سے اترنا چاہا ارادہ اپنے بیڈ روم میں جانے کا تھا۔

"نو بے بی! ڈونٹ موو۔۔۔" رہبان نے نیند میں اپنی گرفت اس پر مضبوط کی تھی۔

وہ کافی دیر تک اپنی الجھنوں میں الجھی رہی تھی ایک سوال اس کے دماغ میں اٹک کر رہ گیا تھا۔ رہبان شاہ نے واصف سے کہا تھا کہ کوئی خلع یا طلاق نہیں ہوگی تو اگر وہ روحی سے پیار کرتا ہے تو پھر بنا علیحدگی کے روحی سے کیسے شادی کریگا؟۔۔۔

یارو جی اس کی من پسند، من چاہی دوسری بیوی ہوگی اور صبا کو وہ شاہ پیلس میں رکھ کر بھول جائیگا؟؟" صبا کی آنکھوں سے آنسو گرنے لگے تھے۔

"مجھے نہیں پتہ کل کیا ہو گا پر آپ نے میرے ساتھ جو یہ وقت گزارا ہے یہ ایک اچھی یاد بن کر ہمیشہ میرے ساتھ رہے گا، روجی کبھی بھی مجھے آپ کی پہلی بیوی کی حیثیت سے قبول نہیں کریگی میں واپس اپنے گھر چلی جاؤنگی۔" وہ بنا آواز روتے ہوئے کب سوئی اسے خود بھی پتہ نہیں چلا تھا۔

صبح کا اجالا ہلکا ہلکا دبیز پردوں سے جھلک کر کمرے میں آ رہا تھا وہ آنکھیں مسلتی ہوئی اٹھی تبھی اسے احساس ہوا کہ وہ اپنے بیڈ روم میں نہیں ہے رات رہبان شاہ کی بے اختیاری اور اپنی مجبوری کے مناظر اس کے ذہن میں اجاگر ہوئے اس کے چہرے کا رنگ بدلنے لگا تھا شرم و حیا کے دلکش دھنک رنگ اس کے چہرے پر اتر آئے تھے۔ تبھی اسے اپنے اوپر کسی کی گہری

پر تپش نظروں کا احساس ہوا اس نے تکیہ سے اوپر ہوتے ہوئے سر اٹھایا تو سامنے ہی نائٹ گاؤن میں ملبوس ہاتھ میں اخبار لیئے رہبان شاہ صوفے پر بیٹھا اسے اپنی گہری نیلی ڈسٹرب کر دینے والی آنکھوں سے دلچسپی سے دیکھ رہا تھا۔ اسے دیکھتے ہی صبا کی لمبی گھنی سیاہ پلکوں کی جھالر شفق رنگ رخساروں پر سایہ فگن ہو گئی تھیں۔ وہ بڑے ہی اطمینان سے صبا کا جائزہ لے رہا تھا جیسے اسے ورق ورق پڑھ رہا ہو۔

صبا نے اپنی ہمت مجتمع کی اور احتیاط سے کیکپاتے ہوئے ہاتھوں سے اپنا دوپٹہ اٹھاتے ہوئے بستر سے اتری اس کا ارادہ اپنے کمرے میں بھاگ جانے کا تھا۔

"اتنی جلدی کیا ہے؟؟" رہبان شاہ نے قریب آکر اس کی نازک کلانی اپنی گرفت میں لے کر اسے روکا۔ صبا کے لمبے گھنے بال اس کے چہرے اور کی پوری کمر کو ڈھانپے ہوئے تھے رہبان نے بڑی محبت سے ایک ہاتھ سے اس کے بالوں کو چہرے پر سے ہٹایا وہ اس کے چہرے پر پھیلے رنگوں سے محفوظ ہو رہا تھا۔

"پلیز جانے دیں! دیر ہو رہی ہے۔۔۔" وہ حیا سے سر جھکائے منمنائی کہ اب رہبان شاہ کا سامنا کرنا اس کے بس میں نہیں تھا۔

"کس بات کی دیر مسز رہبان شاہ۔۔۔" وہ جان کر ان لمحات کو طویل کر رہا تھا۔

"علینہ کے اسکول جانے کا وقت ہونے والا ہے اسے ناشتہ کروانا ہے لنچ دینا ہے۔۔۔" صبانے بمشکل وضاحت کی۔

"وہ اپنا کام خود کرنے کی عادی ہے تم فکر مت کرو اور اپنے شوہر پر توجہ دو ویسے بھی اب میں کسی کو بھی اپنے اور تمہارے درمیان برداشت نہیں کرونگا۔" وہ نرمی سے کہہ رہا تھا اس کے ایک ایک انداز سے سرشاری جھلک رہی تھی۔

صبا کا دماغ اس کی بات سن کر جھلس اٹھا تھا یعنی یہ سب اس نے کسی محبت میں آ کر نہیں کیا تھا بلکہ واصف پر واضح کیا تھا کہ وہ اس کی پر اپرٹی ہے جسے وہ جب چاہے جیسے چاہے استعمال کر سکتا تھا۔۔۔

"سنو! خوش ہونا؟؟" اس نے ایک انگلی سے صبا کا چہرہ اوپر اٹھایا۔

"آپ کو میرے ساتھ ایسا نہیں کرنا چاہئے تھا۔۔۔" وہ ایک جھٹکے پیچھے ہوئی۔

"آپ نے اپنا وعدہ توڑا، کانٹریکٹ توڑا میں اب کیسے آپ پر بھروسہ کروں؟؟" وہ رو پڑی۔

"آخر چاہتی کیا ہو تم؟؟" رہبان شاہ نے زچ آ کر سوال کیا۔

"آپ وعدہ کریں ایسا اب دوبارہ کچھ نہیں کریں گے۔۔۔" اس کی آواز سے غصہ جھلک رہا تھا۔

"ایسا کیا؟ کاسنڈلی ایکسپلین کرو مسز رہبان شاہ، تم کہنا کیا چاہ رہی ہو۔۔۔" وہ سنجیدگی سے اپنی مسکراہٹ چھپاتے ہوئے بولا کہ سامنے کھڑی نازک سی لڑکی اسے بہت اپنی اپنی سی لگنے لگی تھی۔

"آپ۔۔۔" صالب بھیج کر رہ گئی تھی۔

"لسن! مسز رہبان شاہ کل رات کے بعد اب میں تم سے ہمارے بارے میں کوئی وعدہ نہیں کرونگا۔۔" وہ دو ٹوک لہجے میں بولتا ہوا اس کے نزدیک ہوا۔

"تم سے دور رہنے کے وعدے نبھانا میرے لیے ناممکن ہے۔۔۔" وہ اس کے کان کے بالکل پاس سرگوشی کر رہا تھا صبا کے جسم کا سارا خون سمٹ کر اس کے چہرے پر آگیا تھا۔

"بھابھی! بھابھی یار کدھر ہیں آپ؟؟" باہر سے علینہ کے چلانے کی آوازیں آرہی تھیں۔ وہ شاید برابر والے ملحقہ کمرے میں صبا کو ڈھونڈ رہی تھی۔

"علینہ بلار ہی ہے۔۔" وہ لرزتی ہوئی آواز میں بولی۔

اس کی شرم سے لرزتی آواز سن کر رہبان شاہ بھرپور سرشاری سے ہنسا۔

"اسے بتادو ہنی! کہ تم اپنے ہسبنڈ کے روم میں پھنسی ہوئی ہو ویسے بھی یہی

اب پر فیٹکلی اور لیگلی تمہارے جگہ ہے مائی ڈارلنگ وائف۔۔۔" رہبان شاہ نے اسے چھیڑا

-

"مجھے ایسے فضول القابات سے پکارنے کی ضرورت نہیں ہے۔" وہ تڑپ کر پیچھے ہوئی رہبان شاہ نے مسکراتے ہوئے اسے اپنی گرفت سے آزاد کیا تو وہ بھاگتی ہوئی کمرے سے نکل گئی اب اس کا رخ اپنے کمرے کی طرف تھا جلدی سے الماری کھول کر سامنے لٹکتا ڈریس نکالا اور واش روم چلی گئی۔

کچھ ہی دیر میں وہ فریش ہو کر جلدی جلدی اپنے گیلے بالوں کو سلجھا رہی تھی۔۔۔

"بعد میں کر لوں گی ابھی صرف علیٰ نے ہی تو ہے جو اسکول سے میری وجہ سے لیٹ ہو رہی ہے
۔۔۔" وہ اپنے بالوں کو پشت پر کھلا چھوڑ کر دوپٹہ اٹھاتے ہوئے تیزی سے کمرے سے نکلی اور
ڈائننگ روم کی طرف بڑھی۔

علی، ندا، ثنا، روحی، احمد اور واصف سب ڈائننگ ہال میں بیٹھے سیڑھیوں سے اترتی صبا کو دیکھ
رہے تھے وہ ان سب کو دیکھ کر گھبرا گئی اور کھینچ کر دوپٹہ اپنے سر پر لیا۔
"آپ کدھر تھی بھابھی میں آپ کے کمرے میں بھی آئی تھی دروازہ بھی کھٹکھٹایا اور پھر اندر
بھی جھانکا پر آپ ادھر نہیں تھیں۔۔۔" علیٰ نے سوال کیا۔ جبکہ روحی کینہ توڑ نظروں سے صبا
کے نکھرے نکھرے سراپے کو دیکھ رہی تھی۔

"تم سب ادھر کیا کر رہے ہو؟؟؟" صبا کے عین پیچھے سے رہبان شاہ کی بھاری آواز ابھری۔

"تم سے ملنے آئے ہیں اور شاید تمہیں واصف کو لے کر کوئی مس انڈر سٹینڈنگ ہو گئی ہے اسی لیے سب سارٹ آؤٹ کرنے آئے ہیں۔۔" علی نے تحمل سے بات کی۔

"بیٹھے۔۔۔" رہبان شاہ نے سب کو نظر انداز کر کے صبا کیلئے کرسی گھسیٹی اور خود بھی صبا کے ساتھ والی کرسی پر ایسے بیٹھا تھا کہ اس کا بازو صبا سے ٹچ ہو رہا تھا۔

"صباحے صرف چائے دینا۔۔۔" اس نے صبا کو ہدایت دی اور پھر علی کی طرف متوجہ ہوا۔

"میری کسی سے بھی ذاتی کوئی دشمنی نہیں ہے لیکن اگر کوئی میرے اور میری بیوی کے بیچ میں آنے کی کوشش کریگا تو میں اسے زندہ گاڑ دوں گا۔۔۔" وہ سرد لہجے میں وارن کر رہا تھا جب

واصف کھڑا ہوا اور بنا ایک بھی لفظ کہے کمرے سے نکل گیا۔ پورے کمرے میں سناٹا سا چھا گیا تھا جب علی اور احمد نے ناشتے کی تعریف میں قلابے ملانے شروع کر کے ماحول کو نارمل کرنا چاہا

۔ ند اور ثنا بھی مسکرا مسکرا کر علی اور احمد کی باتوں پر سر ہلارہی تھی ماحول نارمل ہونا شروع ہو گیا تھا۔

سرخ جمپر سوٹ میں روحی کی سفید رنگت مزید نکھری ہوئی تھی چہرہ پر جلن اور حسد صاف نظر آرہی تھی وہ بنا پلکیں جھپکے رہبان شاہ کو دیکھے چلی جا رہی تھی جب علینہ کی آواز نے اس کا ارتکاز توڑا۔

"کل آپ دونوں ڈنر پر بھی نہیں آئے میں رات دس بجے گھر آگئی تھی اور آپ دونوں غائب تھے آخر آپ دونوں ایک ساتھ کدھر غائب تھے؟؟" علینہ رہبان شاہ اور صبا دونوں کو شرارت سے دیکھ کر سوال پوچھ رہی تھی۔

"رہبان!" خاموش بیٹھی روحی نے انتہائی تکلیف دہ آواز میں اسے مخاطب کیا۔

"اٹ ہرٹس رہبان! اٹ ہرٹس۔۔۔" وہ آنکھوں میں نمی لئیے اسے دیکھے جارہی تھی۔

"روحی تم۔۔۔" رہبان شاہ نے اسے ٹوکنا چاہا پر روحی نے تیزی سے میز پر رکھی چھری اٹھائی

اور اپنی کلانی پر پھیر دی بھل بھل کرتا خون کا ایک فوارہ سا پھوٹ پڑا تھا۔۔۔

"واٹ نائسیسن۔۔۔!" رہبان تیزی سے اپنا ہاتھ صبا کے بازو پر سے ہٹاتے ہوئے اٹھا۔

"علی احمد گاڑی نکالو۔۔۔" وہ چلایا۔

ندانے تیزی سے اپنا دوپٹہ اتار کر روحی کے ہاتھوں پر باندھنا چاہا۔

"نوڈونٹ ٹیج می۔۔۔" روحی اس کا ہاتھ جھٹکتے ہوئے پھنکاری۔

"اونلی رہبان! بس رہبان ہی مجھے چھو سکتا ہے۔۔۔" وہ رہبان کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بولی جس نے آگے بڑھ کر اسے اپنی بانہوں میں اٹھایا اور باہر نکل گیا جہاں علی اور احمد اس کا انتظار کر رہے تھے۔

صبا ساکت کھڑی روحی کو رہبان شاہ کی بانہوں میں باہر جاتا دیکھ رہی تھی اس کے سارے خدشات درست ثابت ہو رہے تھے۔۔

صبا ساکت کھڑی ہوئی تھی جب علینہ نے اس کے پاس آکر اس کا ہاتھ تھاما۔
"بھابھی۔۔۔"

"بھابھی! آپ فکر مت کریں یہ حادثہ ہمارے گھر میں ہوا تھا وہ ہماری ایک طرح سے مہمان تھی اس لئے مجبوراً بھائی جان کو اسے خود ہاسپٹل لے جانا پڑا اور نہ وہ اسے دیکھنا بھی پسند نہیں کرتے ہیں۔۔۔" علینہ نے رہبان شاہ کے عمل کی وضاحت دینا چاہی۔

"تم اسکول سے لیٹ نہیں ہو رہی؟؟" صبا نے سر جھٹک کر اپنی توجہ اس کی طرف مبذول کی۔

"جی بھابھی بس جارہی ہوں! لیکن اگر آپ کمفرٹیبل فیل نہیں کر رہی تو میں چھٹی کر لیتی ہوں۔۔۔" علینہ کے لہجے میں اپنے لیے فکر دیکھ کر صبا کو اس بارہ سال کی لڑکی پر ٹوٹ کر پیار آیا ایک وہی تو تھی جس نے ہر وقت پر لمحے صبا کو عزت دی تھی مان دیا تھا۔

"نہیں علینہ گڑیا! تم اسکول جاؤ میں ٹھیک ہوں۔۔۔" وہ نرمی سے اس کے گال چھوتے ہوئے بولی۔

"پکا ٹھیک ہیں؟؟؟" علینہ نے اپنا داہنا ہاتھ اس کی سمت بڑھایا۔

"ہاں بابا! میں پکا ٹھیک ہوں۔۔۔" صبا نے اس کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر یقین دلایا۔

"او کے بھابھی پھر میں چلوں۔۔۔" وہ تیزی سے اوپر گئی اور اپنا اسکول بیگ لے کر نیچے آئی تو صبح عادت اسے لہجہ باکس تھماتی ہوئی باہر ڈرائیو سے تک آئی علینہ کو بھیج کر وہ پلٹی ہی تھی کہ واصف اس کے سامنے آگیا۔

"یہ رہبان شاہ تمہارے ساتھ کس قسم کا کھیل کھیل رہا ہے؟؟" وہ صبا کی آنکھوں میں جھانک کر سوال کر رہا تھا۔

"آپ!!" وہ اسے دیکھ کر حیران ہوئی کہ وہ تو کافی دیر پہلے ہی جا چکا تھا تو اب ادھر کیا کر رہا تھا۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ بہتر ہے ابھی تشریف لے جائیں اور جب رہبان گھر پر ہوں تب آئیے گا۔۔" وہ سنجیدگی سے کہتی ہوئی آگے بڑھی۔

"کیا تم جانتی ہو کہ رہبان شاہ تمہارے ساتھ کیا گیم کھیل رہا ہے؟۔۔" وہ تیزی سے صبا کے آگے آیا۔

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟" صبا نے ناگواری سے اسے دیکھا۔

"شادی کے اتنے عرصے بعد اب اس طرح اپنی شوہر انہ محبت سب کے سامنے جتا کر وہ کیا ثابت کرنا چاہتا ہے؟؟ پہلے کیوں نہیں اس نے تمہیں اپنا یا؟؟۔۔۔" وہ سختی سے پوچھ رہا تھا۔

"مسٹر واصف! یہ آپ کا پر اہلم نہیں ہے بہتر یہ ہے کہ آپ ہم میاں بیوی کے معاملے سے دور رہیں۔۔۔" صبا نے اسے ٹوکا۔

"صبا کوئی بھی عقلمند شخص تمہیں پا کر پھولے نہیں سمائے گا تم ایک خوبصورت اور سب سے بڑھ کر خوب سیرت لڑکی ہو۔۔۔۔" وہ گھمبیر آواز میں بولا

"آپ کہنا کیا چاہتے ہیں؟؟" صبا نے سوال کیا۔

"رہبان شاہ تمہیں پا کر خوش نہیں تھا اور نہ کون اپنی نئی نویلی دلہن کو چھوڑ کر دو ماہ کے لیے غائب ہو جاتا ہے؟؟" واصف نے اسے آئینہ دکھانا چاہا۔

"ہم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت خوش ہیں اور اب آپ یہاں سے تشریف لے جا رہے ہیں کہ میں چوکیدار کو بلاؤں؟؟" صبا نے اپنا بھرم رکھنے کی کوشش کی۔

"سیریلی! تم دونوں ایک دوسرے کے ساتھ بہت خوش ہو؟ واٹ آجوک۔۔۔" واصف
طنز یہ انداز میں ہنسا۔

"تو پھر وہ ابھی تک اس زہریلی ناگن کے ساتھ کیوں ہے جو اسے عین شادی کے وقت چھوڑ کر
بھاگ گئی تھی؟ کیوں اس کا پیچھا نہیں چھوڑ رہا تمہارا سو کالڈ شوہر؟؟" واصف غرایا۔
واصف کی بات سن کر صبا کا دل ڈوب سا گیا تھا اس کے پاس اس سوال کا کوئی جواب نہیں تھا وہ
پلٹی۔۔۔

"گارڈز۔۔۔" اس نے زور سے آواز لگائی۔

"جار ہا ہوں میں گارڈز کو بلانے کی ضرورت نہیں ہے میری باتوں پر سوچنا ضرور۔۔۔" واصف
اسے سوچ میں ڈال کر بڑے بڑے قدم اٹھاتے ہوئے وہاں سے چلا گیا تھا۔
صبا پڑمردگی سے چلتی ہوئی اندر آئی اس کے دل میں کئی وسوسے اپنی جگہ بنا رہے تھے۔

رہبان شاہ اور روحی اس وقت کہاں ہونگے؟ کیا کر رہے ہونگے؟ کیا رہبان اس کا ہاتھ تھام کر اسے تسلیاں دے رہا ہوگا؟ کیا وہ ابھی تک رہبان شاہ کے بازوؤں میں ہوگی؟؟۔۔۔" صبا کا سر درد سے پھٹنے لگا تھا۔ اب سے رہبان شاہ کا انتظار تھا وہ اس سے پوچھنا چاہتی تھی کہ اگر اس کے دل میں صبا کیلئے جگہ نہیں تھی تو پھر اس نے اس رشتے کو آگے کیوں بڑھایا تھا۔ وہ رات دیر تک رہبان شاہ کا انتظار کرتی رہی تھی۔

رہبان شاہ نے راستے میں ہی روحی کے والد و قار صاحب کو فون کر کے تفصیل سے ساری بات بتا کر انہیں ہاسپٹل کا پتہ بتا دیا تھا جہاں کچھ ہی دیر میں وہ پہنچنے والا تھا۔

"رہبان یار! روحی کو تو میں یا احمد بھی ہاسپٹل لاسکتے تھے تمہیں بھابھی کے پاس رکنا چاہیے تھا ویسے بھی ہاسپٹل میں کئی طرح کے لوگ ہوتے ہیں اگر میڈیا میں یہ خبر چلی گئی تو خواہ مخواہ کا اسکینڈل بن جائیگا۔۔۔" علی نے ڈرائیو کرتے ہوئے رہبان شاہ کو مخاطب کیا۔ احمد نندا اور ثنا کو

ڈراپ کرنے چلا گیا تھا اور علی اس وقت رہبان شاہ کے ساتھ تھا۔ رہبان شاہ خاموشی سے علی کی بات سن رہا تھا اب کی دفعہ روحی کی یہ حرکت اسے ہمیشہ سے زیادہ بری لگی تھی دوسری طرف روحی زیادہ خون بہہ جانے کہ وجہ سے بیہوش ہو گئی تھی۔ کچھ ہی دیر بعد وہ ٹرن کاٹ کر ہاسپٹل پہنچ گئے تھے روحی کو فوراً ایمر جنسی میں لے جایا گیا تھا۔ کہنے کو تو یہ خود کشی کا پولیس کیس کا تھا پر رہبان شاہ کے اثر و رسوخ کی وجہ سے بات دب گئی تھی۔ وہ ہاسپٹل کے کارڈور میں کھڑا سگار سلگار ہا تھا جب علی چلتا ہوا اس کے نزدیک آیا۔

"روحی اب ٹھیک ہے ہوش میں بھی آگئی ہے اس کی فیملی بھی اندر کمرے میں آچکی ہے۔۔۔" علی نے اسے اطلاع دی۔

"ہمم۔۔۔" رہبان شاہ نے سگار منہ میں دباتے ہوئے ہنکارہ بھرا۔

"رہبان تم گھر جاؤ! بھابھی اکیلی پریشان ہو رہی ہو گی، میں یہاں سب سنبھال لوں گا۔۔۔" علی نے اس کے شانے پر ہاتھ رکھا۔

"نہیں علی! میں آج اس معاملے کو ہمیشہ کے لیے ختم کر کے ہی ادھر سے جاؤں گا۔۔۔۔" رہبان شاہ نے سختی سے کہا اور لمبے لمبے قدم اٹھاتے ہوئے روحی کے کمرے کی طرف بڑھا۔ جہاں وقار صاحب اور منور بیگم پریشان حال روحی سے اس حرکت کا سبب پوچھ رہے تھے۔ رہبان ان دونوں سے سرد انداز میں ملتے ہوئے روحی کی سمت بڑھا۔

"تم ثابت کیا کرنا چاہتی ہو؟ کیا مجھے کاٹھ کا الو سمجھا ہوا ہے؟ مس روحی میری زندگی کی سب سے بڑی غلطی اپنے والد کی بات مان کر تم سے منگنی کرنے کی تھی جو میں تمہیں بتا چکا تھا بجائے

خود کو سدھارنے کے تم نے سوچا منظر عام سے غائب ہو کر مجھے سبق سکھاؤ گئی۔۔۔ "وہ زہر خند لہجے میں بول رہا تھا۔

"رہبان! میں مر جاؤنگی، تم سمجھتے کیوں نہیں میں تمہارے بغیر مر جاؤنگی۔۔۔" "روحی جذباتیت کی انتہا پر تھی۔

"تمہیں مر ہی جانا چاہیے کیسی لڑکی ہو تم؟ اسد سے دل لگی کر رہی تھیں نا؟ اور جب دیکھا کہ تمہاری کزن کا گھر بس گیا ہے تو تم سے برداشت نہیں ہوا اور واپس چلی آئی۔۔۔" "رہبان شاہ نے اسے آئینہ دکھایا۔

"تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو؟ اتنا بڑا الزام" "روحی نے حیران نظروں سے اسے دیکھا۔

"اسد ملک سے میری اچھی دوستی ہے اس نے مجھے پہلے ہی تمہارے بارے میں وارن کر دیا تھا اور میں نے ہی اسے کہا تھا کہ میرا تم میں کوئی انٹرسٹ نہیں ہے۔۔۔" "رہبان شاہ نے طنزیہ انداز میں اسے بتایا۔

"میں نے ہمیشہ تمہاری بد تمیزیوں کو نظر انداز کیا، تمہاری بولڈ نیس مجھے سخت ناپسند تھی اور ہے۔ تمہاری ہر بکو اس کو میں نے اگنور کیا تمہارے لڑکی ہونے کا خیال کیا لیکن اب مزید نہیں ! تم میری بیوی کا دل دکھاؤں یہ میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔" وہ پہلی بار روجی پر اپنے غصے کا اظہار کر رہا تھا اور وقار صاحب شرمندگی سے یہ سب سن رہے تھے ان کی اکلوتی بیٹی نے ان کا سر جھکا دیا تھا۔

"رہبان تم! تم اس دو ٹکے کی معمولی لڑکی کیلئے مجھ سے! روجی وقار عالم سے الجھ رہے ہو وہ ذلیل لڑکی۔۔۔۔"

"چٹاخ۔۔۔۔" اس سے پہلے روجی اپنی بات مکمل کرتی رہبان شاہ نے ایک زوردار تھپڑ اس کے منہ پر مارا۔

"وقار صاحب! آپ صبا کے چچا ہیں اس رشتے سے میں آپ کی عزت کرتا ہوں بہتر ہو گا آپ اپنی صاحبزادی کو سنبھالیں اور کوئی اچھا رشتہ دیکھ کر اس کی شادی کر دیں۔۔۔۔۔" وہ انہیں مخلصانہ مشورہ دیتا ہوا بنار کے کمرے سے نکل گیا۔

"بیگم آپ آج ہی رشتے والوں کو کال کر کے روحی کار رشتہ پکا کریں اور جلد از جلد اس کی رخصتی کی تاریخ طے کریں میں اب مزید اسے اپنے گھر میں برداشت نہیں کر سکتا۔۔۔" وقار صاحب نے سرد لہجے میں منور بیگم کو مخاطب کیا۔

"ڈیڈی! میری بات تو سنیں۔۔۔ ایسے کیسے آپ یہ سب کر سکتے ہیں۔۔۔۔۔" روحی چلائی۔

"پرانے دور جہالت میں لوگ اسی لیے اپنی بیٹیوں کو زندہ گاڑ دیتے تھے کہ کہیں وہ ان کا سر نہ جھکا دیں! بس بہت کر لی تم نے اپنی من مانی اب مزید نہیں۔۔۔۔۔" وہ کچھ سننے کو تیار نہیں تھے۔

"وقار! اتنی جلدی مت کریں ابھی روحی کو تھوڑا وقت دیں بچی ہے سنبھل جائے گی۔۔۔"

منور بیگم کا روحی کو تڑپ تڑپ کر روتے دیکھ کر دل پسچ گیا تھا۔

"آپ کی یہ بچی ہماری عزت کو بٹہ لگا چکی ہے اور اب میں مزید بدنامی نہیں سہہ سکتا۔۔۔" وقار صاحب اپنا فیصلہ سنا کر بنار کے کمرے کا دروازہ زور سے بند کرتے ہوئے باہر نکل گئے تھے۔

ہاسپٹل سے واپسی پر علی رہبان شاہ سے باتیں کرتا ہوا ڈرائیو کر رہا تھا جب رہبان شاہ کا سیل فون بجنا شروع ہوا وزیر اعلیٰ کا فون تھا ایک اہم پارٹی میٹنگ رہبان شاہ کے انتظار میں صبح سے رکی ہوئی تھی اور اب شام ہونے والی تھی رہبان نے فون رکھ کر کینیٹی دباتے ہوئے علی کو وزیر اعلیٰ ہاؤس چلنے کا کہا۔

میٹنگ کے بعد ڈنر پر اسے پارٹی رہنماؤں نے زبردستی روک لیا تھا رات گئے جب وہ فارغ ہوا تو گھڑی دو بج رہی تھی علی اسے شاہ پیلس ڈراپ کر کے چلا گیا تھا وہ علینہ کو چیک کرتے ہوئے ایک لمحے کو صبا کے بیڈ روم کے پاس رکا اسے پورا یقین تھا صبا یہی ہوگی اس نے آہستگی سے دروازے کی ناب پر ہاتھ رکھا پر دروازہ لاک تھا وہ خاموشی سے آگے بڑھ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔ اس نے سوچ لیا تھا کہ اب اسے کیا کرنا ہے۔

رات دیر سے سونے اور ٹینشن کی وجہ سے صبا کے سر میں شدید درد تھا وہ بمشکل سر کو تھامتے ہوئے اٹھی اسے علینہ کو اسکول بھیجنا تھا رہبان شاہ سے بات کرنی تھی وہ فریش ہو کر نیچے آئی تو علینہ اکیلی ناشتے کی میز پر اس کا انتظار کر رہی تھی۔

"گڈ مارننگ بھابھی۔۔۔" وہ خوشدلی سے بولی۔

"گڈ مارنگ۔۔۔" صبا کرسی پر بیٹھ کر چائے نکالنے لگی اس کی نظریں رہبان شاہ کو ڈھونڈ رہی تھیں۔ کیا وہ رات گھر نہیں آیا؟ کیا وہ روحی کے پاس۔۔۔۔ اس سے آگے وہ سوچنا نہیں چاہتی تھی۔

"بھابھی کیا سوچ رہی ہیں؟؟" علیہ جو اسے اپنے اسکول کی کوئی بات بتا رہی تھی اس کی غائب دماغی دیکھ کر چونکی۔

"ہاں! نہیں کچھ نہیں تم کہو کیا کہہ رہی تھیں۔۔۔" صبا نے خود کو ماحول میں حاضر کیا۔

"آپ بھائی جان کو مس کر رہی ہیں؟؟" علیہ نے شرارت سے پوچھا

"ابھی تو انہیں گئے دو گھنٹے بھی نہیں ہوئے ہیں اور آپ مس کرنے لگ گئیں ہیں۔۔۔" علیہ نے مسکراتے ہوئے بات مکمل کی۔

"رہبان! کدھر گئے ہیں؟؟" صبا نے بمشکل پوچھا۔

"سوری بھا بھی! بھائی نے آپ کو ایک سر پرانز دینا ہے اور میں ان کا سر پرانز ہر گز بھی خراب نہیں کرنے والی۔۔۔۔" وہ صاف انکار کر گئی۔

رہبان شاہ کو گئے ایک ہفتہ سے اوپر ہو چکا تھا صبا کے دن یو نہی بے زار سے گزر رہے تھے علینہ اسے بھرپور توجہ دے رہی تھی وہ زبردستی اسے شاپنگ پر بھی لے گئی تھی، ایسے ہی گزرتے ہوئے دنوں میں وہ دوپہر کو لان کی سیڑھیوں پر بیٹھی ہوئی تھی جب علینہ اسکول سے واپس آئی اور سیدھا اداس بیٹھی صبا کے پاس آئی۔

"بھا بھی جلدی سے تیار ہو جائیں ہمیں شام کی فلائٹ سے نکلنا ہے۔۔" اس نے صبا کے سر پر دھماکہ کیا۔

"آرام سے علینہ! اور ہمیں کہاں جانا ہے۔۔" صبا نے حیرت سے پوچھا۔

"آپ بھول گئی کیا؟ ہمیں بھور بن جانا تھا میرے ٹرائلز کیلئے۔" علیہ نے اسے یاد کرایا۔

"مگر وہ تو اگلے ویک ہیں نا؟ اور ابھی تو تمہارے بھائی بھی نہیں آئے؟" صبا نے ذہن پر زور ڈالا

-

"جلدی سے اٹھیں اپنی پیکنگ کریں اچھا سا ڈریس پہنیں اور پھر ہم ایک ساتھ فلائٹ میں
انجوائے کریں گے بہت مزا آئیگا۔۔" علیہ کی جوش سے آنکھیں جگمگا رہی تھیں۔

"علیہ کیا ہم دونوں اکیلے سفر کریں گے؟؟" صبا کو اب دوسری فکر نے ستایا۔

"بھابھی یار! میں ہوں نا!! بس آپ جلدی سے ریڈی ہوں۔۔۔۔" علینہ حکمیہ انداز میں کہتے ہوئے اندر بھاگ گئی۔

شام چھ بجے علی صبا اور ندا کو پک کر کے ایئر پورٹ تک پہنچانے کیلئے آچکا تھا۔

"صبا بھابھی جلدی کریں۔۔۔۔" اس نے ہانک لگائی۔

صبا اپنا چھوٹا سا ٹریول بیگ لیتے نیچے اتری جس میں چار پانچ جوڑے اور کچھ ضرورت کی اشیاء پیک تھیں علینہ پہلے ہی نیچے آچکی تھی ملازمین کو ہدایات دے کر صبا علینہ کے ہمراہ ایئر پورٹ روانہ ہو گئی تھی۔

اسلام آباد انٹرنیوٹ پر ایک باوردی بزرگ ڈرائیور مسز رہبان شاہ اور علینہ شاہ کے نام کا تختہ اٹھائے کھڑا ہوا تھا وہ دونوں اس کی سمت بڑھی تو اس نے ادب سے انہیں سلام کیا اور گاڑی تک لے کر آیا جہاں سے اب پینتالیس منٹ کی ڈرائیو کے بعد انہیں اپنی منزل بھور بن پہنچنا تھا۔ بھور بن ہل کے علاقے میں رہبان شاہ کا کالج تھا صبا پہلی بار پہاڑی علاقے میں آئی تھی مری کی فلک بوس پہاڑیاں اور ان پہاڑیوں کے سینے سے بہتے جھرنوں کی آوازوں نے صبا کو مہبوت کر دیا تھا ہر سو سبزہ ہی سبزہ پھیلا ہوا تھا کافی دیر بعد جیپ ایک دو منزلہ شاندار عمارت کے سامنے آکر رکی۔۔۔

"آئیں بھابھی ہمارا گھر آگیا۔۔۔" علینہ پر جوش ہو کر گاڑی کا دروازہ کھولتے ہوئے اتری۔
"اللہ اللہ میں تو پہلے پلین پھر گاڑی میں بیٹھے بیٹھے ہی تھک گئی ہوں پتہ نہیں لوگ اتنی دیر تک کیسے ایک جگہ ٹک کر بیٹھ جاتے ہیں۔۔۔" علینہ نے اپنے دونوں ہاتھوں سے سیدھے کھڑے ہو کر اپنے پیر چھوئے۔

"بیٹا آپ لوگ اندر چلیں موسم بگڑ رہا ہے کسی بھی وقت بارش ہو سکتی ہے۔۔۔" ڈرائیور نے ان کا سامان نکال کر آگے بڑھتے ہوئے انہیں مشورہ دیا علینہ تو فوراً ہی اندر بھاگ گئی اور صبا اپنا دوپٹہ درست کرتے ہوئے دھیرے دھیرے قدم بڑھاتی آگے بڑھی یہاں کے نم موسم نے، ٹھنڈی ہواؤں نے اس کی ساری پڑمردگی اور اداسی غائب کر دی تھی نیوی بلیو اور پنک کمینشن کے سادہ قمیض شلوار میں لمبے بالوں کی موٹی چٹیا ایک کندھے پر ڈالے وہ بہت حسین لگ رہی تھی اس کا ایک ایک اٹھتا قدم کسی کے دل میں اپنے نشان چھوڑے جا رہا تھا۔ اندر داخل ہوئی تو ایک بوڑھی ملازمہ نے اس کا استقبال کیا۔ وہ بڑے اشتیاق سے اس خوبصورت کانچ کو دیکھ رہی تھی۔

"بیگم صاحبہ آپ کا کمرہ داہنی طرف والا ہے آپ منہ ہاتھ دھو کر تازہ دم ہو جائیں میں تب تک کھانا لگواتی ہوں۔۔۔" سکینہ بی نے ادب سے کہا۔

"علینہ کدھر ہے؟؟" صبا نے سوال کیا۔

"چھوٹی بی بی تو اپنے کمرے میں چلی گئی ہیں فریش ہونے۔۔۔" سکینہ بیگم نے اسے آگاہ کیا۔ وہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے لابی کی طرف بڑھی اور سکینہ بی کے بتائے ہوئے کمرے کی ناب پر ہاتھ رکھ کر اسے کھولا پورا کمرہ اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا صبا نے ہاتھ سے دیوار پر ٹٹول ٹٹول کر لائٹ کے سوئچ پر ہاتھ مارا پورا کمرہ تیز دودھیا روشنی سے جگمگا اٹھا تھا صبا کی آنکھیں چندھیا گئیں تھیں چند لمحے بعد اس نے سامنے دیکھا تو چونک گئی۔۔۔

"تم!!! وہ تیزی سے آگے بڑھی۔

"تم یہاں؟ تم۔۔۔" اس کی سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ کیا کہے سارے الفاظ کہیں کھوسے گئے تھے

"اسامہ میرے بھائی تم۔۔۔" صبا خوشی سے دکتے چہرے کے ساتھ اسے دیکھ کر آگے بڑھی وہ نم آنکھوں سے کتنے مہینوں کے بعد آج اپنے ماں جائے کو دیکھ رہی تھی دل میں ایک سکون سا اترتا محسوس ہو رہا تھا اس کی نگاہیں انیس سالہ اسامہ پر مرکوز تھیں جو باہر جا کر تمام تفکرات سے آزاد ہو کر اور بھی زیادہ ہینڈ سم ہو گیا تھا وہ اس بات سے قطعی بے خبر تھی کہ دو گہری نیلی آنکھیں کب سے اس کا جائزہ لے رہی ہیں۔۔۔

"میں ٹھیک ہوں آپ۔۔۔" اسامہ نے پیار سے اس کے سر پر بڑے بھائیوں کی طرح ہاتھ رکھا کہ اس کی یہ بہن ہمیشہ سے ہی بہت حساس رہی تھی ویسے بھی بھائی بڑا ہویا چھوٹا بہنوں کے لیے ایک گھنے شجر کی طرح ہی ہوتا ہے۔۔

"تم نے مجھے بتایا بھی نہیں کہ تم پاکستان آرہے ہو۔۔۔" صبا نے شکوہ کیا۔

"آپ کو سر پر اتر جو دینا تھا۔۔۔" اسامہ مسکرا

"میں میں بہت خوش ہوں۔۔۔" صبا مسکرائی تبھی دروازے پر ہلکا سا کھٹکا ہوا اور سکینہ بی اندر داخل ہوئیں۔

"رہبان بیٹے! کھانا لگ گیا ہے۔۔۔"

"ہم ابھی آتے ہیں۔۔۔" سائیڈ صوفے پر سے اٹھتے رہبان شاہ کو دیکھ کر صبا کنگ سی رہ گئی تھی

"اسامہ تم نیچے چلو میں صبا کو لے کر آتا ہوں۔۔۔" وہ دلکشی سے صبا کو دیکھتا ہوا بولا۔

"جی رہبان بھائی۔۔۔" اسامہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"مجھے افسوس ہے تمہیں اس طرح بغیر بتائے اچانک جانا پڑا تھا۔۔۔" وہ صبا کے نزدیک آیا۔

"کوئی بات نہیں مجھے عادت ہے آپ کا انتظار کرنے کی۔۔۔" وہ سنجیدگی سے بولی۔

"اچھی بات ہے! اچھی بیویاں ہی اپنے شوہروں کا انتظار کرتی ہیں۔۔۔" وہ سر ہلاتے ہوئے گویا ہوا جیسے کوئی بات ہی ناہو۔

"چلو نیچے اسامہ اور علینہ ہمارا کھانے پر انتظار کر رہے ہیں۔۔۔" وہ آگے بڑھا۔

"شکریہ۔۔۔" صبا کی دھیمی آواز سن کر وہ پلٹا۔

"کس بات کیلئے؟؟" وہ اس کے نزدیک آیا اور صبا کا جھکا ہوا سر اپنی شہادت کی انگلی سے اونچا کیا۔

"اسامہ کو لانے کے لیے۔۔۔" صبا نے بمشکل کہتے ہوئے اس کا ہاتھ ہٹایا۔

"ظاہر ہے بہن کے ولیمے میں اکلوتے بھائی کی شرکت تو لازمی ہے دو دن تک ڈیڑی بھی اپنا ٹرپ وائنڈ اپ کر کے آرہے ہیں ہمارے ولیمے کی وجہ سے۔۔۔" اس نے اطمینان سے کہا۔

"آئیں کھانا کھا لیجئے پھر باتیں تو ہوتی رہیں گی۔۔۔" وہ صبا کو ساتھ آنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

"مجھے بھوک نہیں ہے آپ جائیں پلیز۔۔۔" وہ گلوگیر لہجے میں بولی کہ رہبان شاہ کو دیکھ کر سارے زخم ہرے ہو گئے تھے۔

"مسز رہبان شاہ! آپ کو یقیناً بھوک نہیں ہوگی مگر پھر بھی نیچے چلیے اسامہ اور علیہ دونوں بچے اس وقت بہت ایکسائٹڈ ہیں ان کی خاطر تھوڑا بہت کھالیں۔۔۔" وہ اس کی حالت اچھی طرح سمجھ رہا تھا اسی لئے نرمی سے بولا تھا۔

وہ رہبان شاہ کی معیت میں چلتی ہوئی ڈائننگ روم تک آئی جہاں علیہ پلیٹ میں چمچ بجاتے ہوئے ہنس ہنس کر اسامہ سے باتیں کر رہی تھی۔ رہبان شاہ سے تو پہلے ہی مل چکی تھی اسی لئے تو صبا کو چھوڑ کر بھاگ کر اندر گھسی تھی۔

"اسلام علیکم بھائی اینڈ بھابھی جان۔۔۔" اس نے شرارت سے ان دونوں کو دیکھا کو ایک ساتھ بالکل پرفیکٹ لگ رہے تھے۔

"وعلیکم السلام!" رہبان شاہ اس کی شرارتی نظروں سے محضوظ ہوتے ہوئے کرسی گھسیٹ کر صبا کو بیٹھنے کا اشارہ کرتے ہوئے خود بھی دوسری کرسی پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔

"شکر اللہ کا آپ کو دیکھ کر میری پیاری بھابھی کے چہرے پر رونق تو آئی۔۔۔" اس نے باقاعدہ ہاتھ اٹھا کر اللہ کا شکر ادا کیا۔

"پتہ ہے اسامہ بھائی! بھابھی جب بھی رہبان بھائی کہیں جاتے ہیں تو اداس ہو جاتی ہیں میز پر بیٹھ کر کھانا کم کھاتی ہیں اور بھائی کی خالی کرسی کو زیادہ دیکھتی ہیں، سوتی بھی نہیں بس بھائی کی سوچوں میں گم۔" علینہ کی باتوں سے صبا کا چہرہ سرخ پڑ گیا تھا جیسے جسم کا سارا خون سمٹ کر اس کے سنہرے چہرے پر آ گیا ہو، رہبان شاہ بھی بڑی دلچسپی سے اسے دیکھ رہا تھا۔

"اندازہ ہو رہا ہے مجھے۔۔۔" رہبان اس کی سرخ آنکھوں اور کمزور وجود کو دیکھتے ہوئے گھمبیر لہجے میں صبا کے کان میں سرگوشی کر گیا تھا۔

"رہبان بھائی۔۔۔" اسامہ نے نیپکن سے منہ صاف کر کے رہبان کو مخاطب کیا۔

"میں نے وقار چچا کو فون کر کے اپنی آمد کی اطلاع کر دی ہے وہ ملنے انا چاہ رہے تھے تو انہیں بتا دیا تھا کہ میں کراچی میں نہیں ہوں روحی کی بھی کال آئی تھی وہ ادھر کا ایڈرس پوچھ رہی تھیں تو۔۔"

"اسامہ برو!!" علینہ نے اس کی بات کاٹی۔

"آپ میری نازک سی بھابھی کو آپی کہتے ہیں تو اس روحی وچ کو باجی کیوں نہیں کہتے وہ بھی تو آپ سے بڑی ہی ہونگی۔۔۔" علینہ اسے گھور رہی تھی۔

"مائی لٹل ڈول! وہ مجھ سے پورے پانچ سال بڑی ہیں لیکن انہیں آپی باجی پسند نہیں ہے کئی بار مجھ سے لڑچکی ہیں بس اسی لئے میں انہیں اب مخاطب ہی نہیں کرتا ہوں۔۔۔" اسامہ نے صفائی دی۔

"چلیں بھی اب سب آرام کریں کل ہم دریا پر بوٹنگ کیلئے جائیں گئے۔۔۔" علینہ چیخ کر کھڑی ہوئی۔

"گڈ نائٹ بھابھی اینڈ بھائی اینڈ گڈ نائٹ بھیا۔۔۔" وہ سب کوش کرتی ہوئی اپنے لئے مخصوص کمرے میں چلی گئی۔

"میں بھی اب آرام کرونگا صبح ملتے ہیں۔۔۔" اسامہ بھی ان دونوں کو تنہائی فراہم کرنے کی وجہ سے اٹھ گیا کہ وہ رہبان شاہ کی بار بار صبا پر اٹھتی نظریں محسوس کر گیا تھا۔

بھور بن وادی میں اتری صبح بہت خوبصورت اور نکھری نکھری سی تھی سورج کی نرم نرم دھوپ ٹھنڈی فضا میں بھلی لگ رہی تھی صبا خاموشی سے کمرے کی بالکنی میں کھڑی باہر جھانک رہی تھی وہ جب اٹھی تو رہبان شاہ کمرے میں نہیں تھا شاید جاگنگ کیلئے گیا ہو وہ اٹھ کر

فریش ہو کر باہر نکلی تو پورا کانٹا سناٹے میں ڈوبا ہوا تھا سکینہ بوا بھی کہیں نہیں تھیں ایک کمرے میں اسامہ گہری نیند سو رہا تھا وہ چلتی ہوئی دوسرے کمرے میں آئی جہاں علیہ بڑا سا بھالو ہاتھ میں پکڑے سو رہی تھی وہ خاموشی سے بنا آواز کیے واپس اپنے کمرے میں آگئی تھی اور اب بالکنی میں کھڑی غائب دماغی سے باہر دیکھ رہی تھی۔ رہبان شاہ اس کے جان سے عزیز بھائی کو اس سے ملوانے کیلئے خود جا کر لے آیا تھا یعنی اسے صبا کا احساس تھا، اس کے ذہن میں کئی سوالات تھے جو وہ رات ہی اس سے پوچھنا چاہتی تھی لیکن رہبان شاہ کی پر تپش قربت میں وہ چاہ کر بھی کچھ نہیں پوچھ پائی تھی رہبان شاہ کی آنکھوں میں صبا کیلئے اپنائیت کے جذبے ان کہی داستان سنار ہے تھے وہ بارش کی نرم پھوار کی طرح ٹوٹ کر صبا پر برسا تھا۔ رہبان شاہ کی پر جوش محبت کے بہتے سمندر میں وہ خاموشی سے ڈوب گئی تھی، وہ ڈوبنا نہیں چاہتی تھی پر ڈوب گئی تھی۔

وہ اپنی سوچوں میں اس قدر گم تھی کہ اسے رہبان شاہ کی آمد کا بھی پتہ نہیں چلا جو اسے سیدھا کھڑا بڑے سکون سے دیکھ رہا تھا جیسے اس سے اہم دنیا میں اور کوئی کام نہ ہو۔

ہلکے گلابی کرتا پا جامہ میں ملبوس سرخ رنگ کا سوئیٹر پہنے، لمبے بال نازک کمر پر پھیلائے ہوئے
ایک کندھے پر گلابی دوپٹہ اپنی چھب دکھلا رہا تھا، وہ رہبان شاہ کو کسی دلکش مجسمے کی مانند لگی
تھی، اس کی سنہری رنگت سورج کی روشنی میں چمک رہی تھی وہ بے اختیاری کے عالم میں اس
کی جانب بڑھا۔

"گڈ مارنگ مسز رہبان شاہ۔۔۔۔" اس نے ہلکے سے جھک کر صبا کے ماتھے پر پھول کھلائے۔

"آپ۔۔۔" وہ چونک کر پیچھے ہٹی۔

"کیا سوچا جا رہا تھا؟؟" وہ بھرپور توجہ سے اسے دیکھ رہا تھا صبا نے اپنے ذہن میں امنڈتے سوالات پوچھنے کی ہمت جمع کر کے اپنی گھنیری پلکوں کی جھالراٹھائی تو اس کی پر شوق نگاہوں میں اپنا عکس دیکھ کر اس نے گڑبڑا کر اپنی نظریں جھکالی چہرہ الگ سرخ پڑنے لگ گیا تھا۔

"بہت دنوں سے آپ کے ہاتھ کی چائے نہیں پی۔۔۔" رہبان شاہ کی آواز نے ماحول پر چھایا سکوت توڑا۔

"میں لاتی ہوں۔۔۔" صبا کو تو جیسے موقع مل گیا تھا اس کی نظروں کے حصار سے غائب ہونے کا۔ وہ کچن میں آئی تو سکینہ بوا کو آٹا گوندھتے دیکھ کر رک گئی۔

"اسلام علیکم! بوا آپ کب آئیں؟"

"بہو بیگم میں تو ادھر پیچھے ہی رہتی ہوں صاحب نے صبح نوبے آنے کا کہا تھا آپ بیٹھیں میں چائے دیتی ہوں آپ کو۔۔۔" وہ نرمی سے اسے بیٹھنے کا اشارہ کر کے اپنے ہاتھ صاف کرنے لگیں۔

"نہیں بوا آپ رہنے دیں چائے میں خود بناؤ گئی۔۔۔" صبانے خوشدلی سے انہیں منع کیا اور

آگے بڑھ کر فرج سے دودھ نکالنے لگی۔ بوا آرام سے اٹا گوندھنے کے ساتھ ساتھ اسے پتی

چینی کے بارے میں بتا رہی تھیں چائے بنا کر ایک کپ صبانے بوا کے پاس رکھا اور ٹرے میں

اپنی اور رہبان کی چائے لے کر کمرے میں آگئی۔ جہاں آستینیں فولڈ کیے آرام دہ حلیہ میں

رہبان شاہ اپنے سامنے لیب ٹاپ کھولے شاید آفس کا کوئی کام کر رہا تھا۔

"آپ کی چائے۔۔۔۔" صبانے ٹرے اس کے سامنے رکھی۔

"شکریہ۔۔۔۔" رہبان شاہ نے لیب ٹاپ سے نظریں ہٹائے بنا چائے کا کپ پکڑا اور ایک چسکی

لی۔

"آپ چائے بہت اچھی بناتی ہیں۔۔۔" اس نے بے ساختہ تعریف کی۔

"کیا بات ہے مسز رہبان! کل سے نوٹ کر رہا ہوں تم اتنی خاموش اور ملول سی کیوں لگ رہی ہو؟ کیا میرا آنا پسند نہیں آیا؟؟؟" رہبان شاہ نے اپنی ذہانت سے بھرپور آنکھیں اس کے چہرے پر جمادی تھیں وہ اس کے دل و دماغ میں اٹھتے سولات سے اچھی طرح واقف تھا پر صفائی دینا اس کی سرشت میں نہیں تھا۔

"مجھے آپ سے کچھ بات کرنی تھی۔۔۔" صبانے بھی صاف صاف بات کرنے کا سوچ لیا تھا وہ اپنے اور رہبان شاہ کے رشتے کی حقیقت جاننا چاہتی اور سب کچھ جاننے کا حق بھی رکھتی تھی۔

"شیور۔۔۔" وہ ہمہ تن گوش ہوا

تھی باہر دروازے کی گھنٹی تو اتر بجنے لگی۔

"اتنی صبح کون آگیا۔۔۔" رہبان نے کلائی پر بندھی گھڑی میں وقت دیکھا جہاں صبح کے ساڑھے نو بج رہے تھے۔

"سارے سولات سوچ کر رکھ لو میں ذرا دروازہ دیکھ کر آتا ہوں۔۔۔" وہ نرمی سے صبا کے بالوں کو چھیڑتا ہوا اس کے پاس سے گزرتا ہوا نیچے مین ڈور تک آیا۔

نیچے سے آتی جانی پہچانی آوازوں کو سن کر صبا کو ایک زوردار جھٹکا لگا تھا وہ تیزی سے دوپٹہ سر پر اوڑھتی ہوئی نیچے آئی جہاں وقار چچا، منور چچی اور روجی لیونگ روم میں بیٹھے ہوئے تھے۔

"اسلام علیکم۔۔۔" وہ دھیمے لہجے میں سلام کرتے ہوئے ایک شکایتی نظر رہبان شاہ پر ڈال کر اندر داخل ہو گئی اس کے خوبصورت چہرے پر دکھ کی پرچھائیاں صاف نظر آرہی تھیں۔

"صبا بیٹی! ادھر آؤں۔۔۔" وقار چچا نے پیار سے اسے اپنے پاس بلایا۔

"خدا گواہ ہے میں نے کبھی تمہارا برا نہیں چاہا اور تم تو ویسے بھی مجھے بہت عزیز ہو تم نے اس وقت میری عزت رکھی جب میری اپنی اولاد میرے سر پر خاک ڈال کر بھاگ گئی تھی۔۔"

منور چچی اس کا ہاتھ تھام کر نم لہجے میں بولیں۔

"صبا بیٹی تم صرف میری بھتیجی ہی نہیں بیٹی بھی ہو بس ایک گزارش ہے کہ ہو سکے تو اپنی اس بہن روجی کو معاف کر دینا۔۔" وہ بات کر ہی رہے تھے کہ اسامہ مسکراتا ہوا کمرے میں داخل ہوا۔

"اسلام علیکم چچا! چچی ارے روجی بھی آئی ہیں۔۔۔" وہ فریش سار ہبان شاہ کے ساتھ بیٹھ گیا تھا۔

"آپی چائے پلیز۔۔۔" اس نے ساکت بیٹھی صبا کو مخاطب کیا تو وہ سر ہلاتے ہوئے کچن میں چلی گئی۔

"اسامہ بیٹے بس پرسوں جب تم نے اپنے پاکستان آنے کا بتایا تو میں نے اسی وقت سوچ لیا تھا کہ تم سے ملونگا اور یہ جو دلوں میں دوریاں آگئی ہیں انہیں ختم کرنا بھی ضروری ہے۔۔۔" وقار چچا متانت سے بولے۔

"دلوں میں دوریاں گر ختم بھی ہو جائیں تو کیا سب واپس پہلے جیسا ہونا ممکن ہے؟ نہیں چچا ایک بار رشتوں میں فاصلے آجائیں تو وقت کی گرد بھی انہیں مٹا نہیں سکتی۔۔۔" اسامہ سنجیدگی سے بول رہا تھا جبکہ روحی کی پرسوں سوچ نظریں اسامہ پر جمی ہوئی تھیں۔

"ہماری محبت کا مذاق اڑا رہے ہو؟؟" منور چچی تیز لہجے میں بولیں۔

"ارے میری ایسی مجال کہاں؟ میں تو بس وقت کی بات بتا رہا ہوں خیر اسے چھوڑیں کیسے آنا ہوا۔۔۔" اسامہ سنجیدہ ہوا۔

"رات پہنچے تھے ادھر پاس ہی ہوٹل میں رکے ہیں صبح ہوتے ہی تم دونوں بھائی بہن سے ملنے چلے آئے۔۔۔۔" وقار چچا نے خوشدلی سے کہا۔

"بھائی! بھابھی یار جلدی کریں دریا پر چلنا ہے بوٹ بک ہے دیر ہو رہی ہے۔۔۔" علینہ مکمل تیاری کے ساتھ لیونگ روم میں بولتی ہوئی داخل ہوئی پھر سب کو خاص کر روجی کو دیکھ کر منہ بناتے ہوئے وہاں سے واک آؤٹ کر گئی۔

چائے پینے کے بعد وہ دونوں میاں بیوی اٹھ گئے تھے۔

"رہبان بیٹا! روجی نادان ہے تم اسے معاف کر دینا اب آگے سے یہ تمہیں یا صبا کو بالکل بھی تنگ نہیں کریگی۔۔۔" وہ رہبان شاہ سے ہاتھ ملاتے ہوئے بولے۔

"لیٹس گوروجی۔۔۔۔" منور چچی نے آرام سے صوفے سے ٹیک لگائے ریڈ شرٹ اور بلیو جینز میں ملبوس ببل گم چباتی ہوئی روجی کو گھورا۔

"ممی! آپ لوگ جائیں ہوٹل میں ادھر ہی رک کو گئی وہاں جا کر مجھے بور نہیں ہونا۔۔۔" وہ کھڑی ہوئی اور سیدھا رہبان شاہ کے سامنے آکر رکی۔

"کیا میں یہاں رک سکتی ہوں؟ جیجو۔۔۔" اس نے آخری لفظ کسی کڑوے بادام کی طرح چبایا تھا پھر پلٹ کر اسامہ کو دیکھا۔

"ڈیر کزن تم ہی میری سفارش کر دو پلیز! مجھے ہوٹل میں جا کر اکیلے دیواروں کو دیکھتے ہوئے بور نہیں ہونا بلکہ تمہارے ساتھ دریا کی سیر کو جانا ہے۔۔۔" وہ اٹھلا کر اپنی نیلی آنکھیں پٹپٹاتے ہوئے اسامہ سے سفارش کروانے کی کوشش کر رہی تھی۔

"روحی! بیٹا ان کی اپنی پرائیویسی ہے آپ چلیں۔۔۔۔" وقار صاحب نے شرمندگی سے اسے ٹوکا۔

"کوئی بات نہیں چچا روحی کو ادھر رہنے دیں۔۔۔" صبا اپنے چچا کے چہرے پر چھائی شرمندگی محسوس کر کے بے ساختہ بول اٹھی تھی۔ جس ہر رہبان شاہ اور اسامہ دونوں نے ہی اسے شدید قسم کی گھوری سے نوازا تھا۔

وقار صاحب اور منور بیگم نہ چاہتے ہوئے بھی روحی کو ادھر چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ روحی فریش ہونے علینہ کے روم میں گئی تھی۔

"آپی! میں نے سوچا تھا شادی کے بعد تم میں عقل آگئی ہو گی پر تم تو ویسی کی ویسی ہی ہو۔۔۔" اسامہ تاسف سے سر ہلاتے ہوئے کمرے سے نکلا

"آپ کو مجھے روکنا چاہئے تھا۔۔۔" صبا نے پلٹ کر رہبان شاہ سے شکوہ کیا۔

صبا کی بات سن کر بس سر پیٹنے کی کسر ہی رہ گئی تھی۔

سکینہ بوانے ناشتہ لگا دیا وہ پانچوں رہبان شاہ، صبا، اسامہ علینہ اور روحی ناشتے کی میز پر موجود تھے۔ صبانے روحی کو روک تو لیا تھا پر شاید دل کے نہاں کونے میں یہ بات تھی کہ رہبان شاہ اسے دریا پر ان سب کے ساتھ لے کر نہیں جائیگا وہ یہ بھول گئی تھی کہ جب گھر پر ہی روک لیا تھا تو دریا پر لے جانے سے کیسے روکا جاسکتا تھا۔ ناشتے کے دوران علینہ پتا نہیں کیا کیا پلان بناتی رہی تھی وہ بس غائب دماغی سے ہوں ہاں کر رہی تھی۔

"سکینہ بی آپ نے راستے کیلئے گاڑی میں سامان رکھوا دیا ہے؟؟" رہبان شاہ نے چائے ختم کر کے غائب دماغ بیٹھی صبا پر نظر ڈال کر برتن سمیٹتی ہوئی سکینہ بوا کو مخاطب کیا۔

"جی بیٹا! شرافت کے ہاتھوں سب رکھوا دیا تھا بس اب وہ باہر انتظار کر رہا ہے۔۔۔" انہوں نے اطلاع دی۔

"بھائی! جیپ میں تو ڈرائیور انکل کو چھوڑ کر صرف چار لوگ ہی آسکتے ہیں اب آپ یہ زبردستی کی مہمان کو کدھر فٹ کریں گے؟" علینہ نے روحی کو گھورتے ہوئے رہبان کو مخاطب کیا۔

"اپنی بھابھی سے پوچھو وہی مینج کریں گی۔۔۔" رہبان شاہ نے سنجیدگی سے جواب دے کر نیپکن سے منہ صاف کیا اور کھڑا ہو گیا۔

"آدھے گھنٹے میں سب مجھے تیار باہر ملیں۔۔۔" وہ حکمیہ انداز میں بولتے ہوئے ریڈی ہونے اوپر چلا گیا۔

"میں تو ریڈی ہوں۔۔۔" علینہ نے فخر سے خود کو دیکھا بلیو جینز پر ہائی نیک پہنے شولڈر کٹ بالوں کی پونی بنائے گلے میں صبا کی پیروی کرتے ہوئے اسٹالر پہنے وہ صبح اٹھتے ہی تیار ہو گئی تھی

--

"لٹل ڈول تمہاری کیا بات ہے!!" اسامہ نے اسے سراہا پھر صبا کی طرف متوجہ ہوا۔

"آپی میں ریڈی ہو کر آتا ہوں آپ بھی جائیں جلدی سے تیار ہو جائیں۔۔۔۔" اسامہ کھڑا ہوا

۔

"اسامہ سنو گرم جیکٹ ضرور رکھنا تمہیں ہمیشہ ٹھنڈ سے نزلہ ہو جاتا ہے۔۔۔" صبا کے لہجے میں ماؤں والی فکر تھی یہ بہنیں بھی خدا کی بڑی نعمت ہوتی ہیں ذرا ذرا سی بات کی فکر لگی رہتی ہے۔۔۔ اسامہ اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنے کمرے کی طرف چلا گیا جبکہ روحی اطمینان سے اپنے پرس سے نیل پالش نکال کر اپنے ہاتھوں کو سنوارنے میں لگی ہوئی تھی۔ صبا کو اس نے تنفر سے اوپر جاتے ہوئے دیکھا۔

"صبا! تم نے میرا قرار لوٹا ہے میں صرف کچھ ماہ کیلئے گئی تھی شادی نہیں توڑی تھی بس بریک لیا تھا اور تم میری جگہ پر قابض ہو گئیں اب تمہارا قرار، تمہارا سکون میں سب برباد کر دوں گی۔۔۔۔" وہ نفرت سے سوچ رہی تھی۔

صبا تیزی سے اوپر آئی تو سامنے ہی جینز پر ہالف سلیو آسمانی رنگ کی شرٹ پہننے رہبان شاہ آئینہ کے سامنے کھڑا اپنے بال بنا رہا تھا وہ پہلی بار اسے سوٹ بوٹ ٹائپ سے ہٹ کر نارمل ڈریسنگ میں دیکھ رہی تھی۔

"صرف بیس منٹ ہیں آپ کے پاس مسز رہبان! جلدی کریں مجھے لیٹ ہونا پسند نہیں ہے۔۔۔" رہبان شاہ نے اس کی محویت توڑی، صبا اثبات میں سر ہلاتے ہوئے اپنے بیگ کی طرف بڑھی ہی تھی کہ رہبان شاہ نے اسے روکا۔ اور اپنے بیگ سے ایک تھیلا نکالا جس پر رالف لورین لکھا ہوا تھا۔

"اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہ ڈریس میں نے آپ کیلئے لیا تھا اسے پہن لیں ہم بوٹنگ پر جا رہے ہیں قمیض شلوار کمر ٹیبل نہیں رہے گا۔"

صبا نے اس کے ہاتھ سے تھیلا لے کر کھولا فان کلر کی ڈریس پینٹ کے ساتھ ڈارک براؤن کلر کی ٹرٹل نیک فل سلیو شرٹ اور فان کلر کا ہی لمبا گھٹنوں تک آتا کوٹ، صبا کپڑوں کو دیکھ ہی رہی تھی کہ رہبان شاہ نے اسے مخاطب کیا۔

"مجھے پتہ ہے آپ ایسے لباس نہیں پہنتی ہیں لیکن شاپنگ مال میں یہ فان کلر کا لباس ڈسپلے پر دیکھ کر مجھے آپ کا ہی خیال آیا تھا۔۔۔" وہ شرٹ صبا کے ہاتھ سے لیتے ہوئے اس کے کندھے سے لگا کر دیکھنے لگا۔

"تمہاری سنہری رنگت پر یہ فان کلر بہت سوٹ کریگا اور بیٹھکر رہو اس لباس میں کوئی بے پردگی نہیں ہوگی..." وہ صبا کی جھجک بھانپ گیا تھا۔ صبا کا چہرہ اس کی بات سن کر بلش کرنے لگا تھا۔

"تم لڑکیاں بھی کتنی عجیب ہوتی ہو ذرا اسی بات پر بلش کر کے دل چراتی ہو خوش قسمت ہوتے ہیں وہ مرد جنہیں شرمیلی، باحیا شریک حیات نصیب ہوتی ہیں۔۔۔۔" رہبان اسے سراہ رہا تھا۔

صبا نے اس کے ہاتھ سے شرٹ لی اور بیگ اٹھا کر ڈریس چینج کرنے چلی گئی۔

لباس بدل کر وہ باہر نکلی تو علینہ کمرے میں موجود تھی۔

"بھابھی!" اس نے صبا کے لمبے بالوں کو دیکھتے ہوئے لاڈ سے پکارا

"ہمم۔۔۔" صبا بالوں کو جوڑے میں لپیٹنے کی کوشش کر رہی تھی۔

"کیا میں آج آپ کے بال بناؤں؟؟" وہ اتنے پیار سے پوچھ رہی تھی کہ صبا انکار نہیں کر سکی اور علینہ بی بی اچھلتی ہوئی اس کے پاس آکر اسے کرسی پر بیٹھنے کا حکم دے کر اپنے کام میں لگ گئیں۔ کچھ ہی دیر میں وہ صبا کے بالوں کی دو چٹیاں بنا چکی تھی۔

"آپ یہ جیولری بھی پہنیں آپ پر بہت سوٹ کریگی۔۔۔" صبا کو غور سے دیکھتے ہوئے علینہ نے اپنے کانوں سے گول لمبی بالیاں اتار کر صبا کو زبردستی پہنائیں دو چٹیاں آگے ڈالے کانوں میں بڑی بڑی گول بالیاں پہنے صبا کو اپنے اسکول کا وقت یاد آ گیا تھا۔

رہبان شاہ ڈرائیو کر رہا تھا اسامہ اس کے ساتھ پسینگر سیٹ پر بیٹھا ہوا تھا پیچھے روحی اور صبا کے بیچ بڑے آرام سے کانوں میں ہیڈ فون لگائے علینہ بیٹھی ہوئی تھی۔ روحی کیلئے جگہ بنانے کی وجہ سے رہبان شاہ نے ڈرائیو کو چھٹی دے دی تھی۔

بھور بن کی اونچی نیچی سڑکوں سے گزر کر کافی آگے جا کر تقریباً دو گھنٹے کی ڈرائیو کے بعد وہ نیلم وادی پہنچ گئے تھے۔

وادی نیلم کا شمار آزاد کشمیر کی خوبصورت ترین وادیوں میں ہوتا ہے جہاں دریا، صاف اور ٹھنڈے پانی کے بڑے بڑے نالے، چشمے، جنگلات اور سرسبز پہاڑ ہیں۔ جابجا بہتے پانی اور بلند پہاڑوں سے گرتی آبشاریں ہیں جن کے تیز دھار دو دھیا پانی سڑک کے اوپر سے بہہ چلے جاتے ہیں اور بڑے بڑے پتھروں سے سر پٹختے آخر دریاے نیلم کے مٹیالے پانیوں میں شامل ہو جاتے ہیں۔ جابجا ٹھنڈے میٹھے چشموں، جھاگ اڑاتے شوریدہ پانیوں، اور بلندی سے گرتی آبشاروں کو صبا بہت مہویت سے دیکھتی ہوئی آئی تھی۔

دریاے نیلم پہنچ چکے تھے اسامہ نے ڈگی سے کولر نکال لیا تھا اور علینہ نے کھانے پینے کا بیگ پکڑ لیا تھا۔

"یہ جگہ بہت بہت خوبصورت ہے۔۔۔" صبانے چاروں اطراف نگاہیں دوڑائیں۔

"آپ سب احتیاط سے قدم اٹھائیں راستے بہت چکنے ہیں ہمیں آگے کھڑی کشتی تک جانا ہے
۔۔" رہبان نے دور کھڑی موٹر بوٹ نما جدید کشتی کی طرف اشارہ کیا جسے اس نے ہی دریا کی
سیر کیلئے اسپیشل آرینج کرایا تھا۔ رہبان شاہ نے آگے بڑھ کر ایک ہاتھ سے علینہ کا ہاتھ پکڑا اور
دوسرے سے صبا کو تھام لیا۔

"اوہ کم آن بھائی میں ایک کھلاڑی ہوں بیچ کر لوں گی۔۔۔" علینہ نے منہ بسورتے ہوئے اپنے
ہاتھ کی طرف دیکھا تو رہبان شاہ نے اسے ہدایات دیتے ہوئے ہاتھ چھوڑ دیا تھا اب وہ صبا کو
ساتھ لیئے آگے بڑھ رہا تھا۔

"یو آر کلنگ ویری کیوٹ۔۔۔" رہبان شاہ نے صبا کو بغور دیکھا۔
"اسامہ!!" روحی نے آگے جاتے اسامہ کو زور سے آواز دی جس پر صبانے مڑ کر دیکھا۔

"اسامہ پلیر میرا ہاتھ پکڑ لو مجھے ڈر لگ رہا ہے۔۔۔" وہ اسامہ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر رہبان شاہ کی طرف دیکھتے ہوئے بول رہی تھی۔

"رکیں میں علیینہ کو بلاتا ہوں وہ آپ کی مدد کر دیگی۔۔۔" اسامہ لا پرواہی سے بولا۔

"علینہ۔۔۔۔" اس نے آگے چلتی علیینہ کو متوجہ کیا۔

"میرے کزن تم ہو وہ نہیں! مدد نہیں کرنا چاہتے تو مردوں کی طرح صاف انکار کرو۔۔۔"

روحی نے اسامہ کے نزدیک ہو کر اس کی آنکھوں میں جھانک کر ٹھنڈے سر دلچے میں کہا۔

"ایک نئی مصیبت! آج کے دن کا آغاز ہی اس وحی کی شکل دیکھ کر اچھا نہیں ہوا۔" علیینہ اونچی

آواز میں بڑبڑاتے ہوئے آگے بڑھ گئی جبکہ اسامہ نے خاموشی سے روحی کا ہاتھ پکڑا اور آگے

چلنے لگا۔

"بڑے خوش قسمت ہو تم اسامہ ڈیر! میرا ہاتھ ہر کوئی نہیں تھام سکتا۔۔۔" روحی اٹھلا کر بولی وہ اس کے ساتھ لگ کر چل رہی تھی اس کے شانوں سے تھوڑا نیچے آتے شہد رنگ بال ہوا کے زور پر اسامہ کے کندھوں کو چھو رہے تھے۔

رہبان شاہ کی وائف اور اسامہ کی بہن ہونے کے ناطے صبا پر اس وقت بڑا کڑا وقت تھا وہ نہ تو روحی کو رہبان شاہ کے ساتھ دیکھ سکتی اور نہ ہی اسامہ کے ساتھ۔

"صبا! وہ بچہ نہیں ہے فکر مت کرو۔۔۔" ہمیشہ کی طرح رہبان اس کی کشمکش بھانپ چکا تھا۔ اس کی بات کے جواب میں صبا نے اسے دیکھا جو سن گلاسز آنکھوں پر لگائے فریش نظر آ رہا تھا۔۔۔

"جب انسان کا دل خوش نہ ہو تو اسے کچھ بھی اچھا نہیں لگتا ہے لیکن آپ یہ دیکھیں کہ میں اور علینہ کس خلوص سے، چاہت سے آپ کو یہاں گھمانے لائے ہیں میرا نہیں تو علینہ کا ہی خیال کر لیں!۔۔۔" رہبان نے اسے سمجھایا

"کچھ لوگ کتنے خوش نصیب ہوتے ہیں ناکہ کسی بھی محرومی کا ان کی زندگی میں کوئی دخل نہیں ہوتا جو چاہتے ہیں اسے پالیتے ہیں اور کچھ پر صرف خزاں کا موسم چھایا رہتا ہے۔۔۔" وہ نم لہجے میں روحی کو دیکھتے ہوئے بولی۔

"اگر یہ بات ہے تو میں بھی بہت خوش قسمت ہوں کہ جو چاہا وہ پالیا۔۔۔" رہبان شاہ نے گہری نظر سے صبا کو دیکھا جس کی سنہری رنگت میں دھوپ کی تمازت سے سرخیاں گھل گئی تھیں۔ جذبات کے ہاتھوں مغلوب ہو کر رہبان شاہ نے صبا کے شانوں پر ہاتھ پھیلا کر اسے اپنے حصار میں لیا۔

"اپنے سارے موسموں کا اختیار مجھے سو نپ دو پھر دیکھا کوئی موسم سوائے بہار کے موسم کے تمہیں چھو بھی نہیں سکے گا۔۔۔"

کشتی کے پاس پہنچ کر رہبان شاہ جمپ لگا کر اوپر چڑھا پھر ہاتھ بڑھا کر پہلے علیہ کو اوپر کھینچا پھر صبا کو اب روحی کی باری تھی۔

"جیجو! آپ رہنے دیں مجھے اسامہ لے آئیگا۔" وہ کہہ کر اسامہ کی طرف پلٹی۔

"سنو میں نے ہیلز پہنی ہوئی ہیں کیا تم مجھے اپنے ان مضبوط بازوؤں میں اٹھا کر کشتی میں لے جاسکتے ہو؟؟؟" وہ اس کے بے حد نزدیک آکر اس کے کان میں سرگوشی کر رہی تھی روحی کے لب اسامہ کے کان کی لو سے ٹکرا رہے تھے۔

"رہبان بھائی آپ اندر چلیں میں اور روحی آرہے ہیں۔۔۔۔" اسامہ نے سنجیدگی سے رہبان شاہ کو ڈیک پر جانے کا کہا پھر جھک کر روحی کو آرام سے اٹھا کر شپ نما کشتی کی طرف بڑھا ایک ہی جمپ وہ لکڑی کے تختے کو کراس کر کے اندر تھا۔

"یہ کرنا کیا چاہ رہی ہے۔۔۔۔" ڈیک سے مڑ کر دیکھتی صبا کے چہرے پر تفکرات کے بادل منڈلا رہے تھے۔

"تم یہ وقت انجوائے کرو اسٹاپ ایکٹنگ لائک اسامہ مدر!! افسوس میری صحبت میں رہ کر بھی تم کچھ نہیں سیکھ سکیں۔۔۔۔" رہبان شاہ نے سختی سے ٹوکا۔

کشتی چل پڑی تھی فشنگ کا سامان بھی موجود تھا علینہ فل انجوائے کر رہی تھی صبا نے سب کو بیگ سے سینڈوچ نکال کر دیئے تھے جب روحی ڈگمگاتے ہوئے اسامہ کے پاس آئی۔

"اسامہ۔۔۔"

"یس روحی۔۔۔۔" وہ سینڈوچ کا ٹکڑا توڑتے ہوئے بولا

"چلو ادھر انجن روم کے پاس چل کر بیٹھے ہیں ادھر تو سب ہیں نا۔۔۔" وہ بڑے ناز سے، بے تکلفی سے اسامہ کا ہاتھ کھینچ کر کھڑا کرنے کی کوشش کرنے لگی

دریا کی خوبصورتی ماحول کی دلکشی اس پر روجی جیسی خوبصورت لڑکی کی بھرپور توجہ۔۔۔ اسامہ ہنستے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

"تم کیا باتیں کرنا چاہتی ہو کزن؟" اسامہ نے دلچسپی سے سوال کیا۔

"تمہیں فشننگ آتی ہے؟؟" روجی چمکتی ہوئی آنکھوں سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"ہاں آتی ہے کیوں؟۔۔۔"

"بس پھر مجھے بھی مچھلی پکڑنا سکھاؤ۔۔۔" وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے ایک کونے تک پہنچ چکے

تھے اب اسامہ اسے راڈ پکڑنا سکھا رہا تھا۔

صبا کا غصے سے برا حال تھا۔ اس کا دل پھوٹ پھوٹ کر رونے کو چاہ رہا تھا۔

"یہ آخر کرنا کیا چاہ رہی ہے؟؟ کیا یہ اسامہ کے جذبات سے کھیلنا چاہتی ہے؟ وہ تو ابھی انیس

سال کا بچہ ہے کیا یہ اسے استعمال کرنے مجھے رہبان شاہ کا ساتھ پانے کی سزا دینا چاہتی ہے

؟؟" وہ سوچوں میں گم تھی جب رہبان شاہ نے اسے متوجہ کیا۔

"اسے ادھر تم نے ہی انوائیٹ کیا تھا اب برداشت کرو۔۔۔۔" رہبان شاہ نے سنجیدگی سے کہا

-

"ہر بار میں ہی کیوں برداشت کروں؟؟ پہلے آپ کو برداشت کیا اب آپ کی وجہ سے اس
روحی کو برداشت کروں؟ آخر کیوں۔۔۔" صبا کے ضبط کا بندھن ٹوٹ گیا تھا وہ ہذیانی انداز
میں بولتی ہوئی پیچھے ہٹی۔

"برداشت؟؟؟" رہبان شاہ نے حیرت سے اسے دیکھا۔ دل تو چاہ رہا تھا کہ صبا کا دماغ ٹھکانے لگا
دے بمشکل ضبط کرتے ہوئے اس نے ایک گہری سانس لی۔

"تم مجھے برداشت کر رہی ہو؟؟؟" وہ سرد لہجے میں پوچھ رہا تھا جب کشتی ڈمگائی اور صبا اپنا توازن
برقرار نہ رکھ سکی وہ ایک جھٹکے سے نیچے بہتے ہوئے دریا کی تند و تیز لہروں میں گر چکی تھی۔

وہ جذبات میں بولتی ہوئی پیچھے ہٹی تھی اور توازن کھو کر بہتے ہوئے پانی میں گر گئی تھی ایک لمحے کو تو اسے سمجھ ہی نہیں آیا تھا کہ اس کے ساتھ ہوا کیا ہے۔ ٹھنڈا بخ بہتا ہوا پانی اسے اپنی آنکھوں میں کانوں میں گھستا ہوا محسوس ہو رہا تھا وہ ہاتھ پیر مارنا چاہ رہی تھی مگر پانی کے بہاؤ کا مقابلہ کرنا اس کے بس کی بات نہیں تھی شاید زندگی کا سفر بس اتنا سا ہی تھا جس کو وہ سمجھ ہی نہیں سکی تھی اس نے ہمت چھوڑ کر اپنے ہاتھ پاؤں ڈھیلے چھوڑ دیئے تھے اور بہت جلد منٹوں میں وہ اپنے حواس کھونے لگی تھی جب اس اپنے گرد ایک آہنی گرفت محسوس ہوئی اور وہ بیہوش ہو گئی۔

"ابو!" تیرہ سال کی بچی بالوں کی دو چٹیاں بنائے کچن میں اپنے والد کی مدد کروا رہی تھی وہ روٹیاں بیل کر توے پر ڈال رہی تھی اور اس کے ابو سینک رہے تھے۔

"کیا بات ہے صبا بیٹی آج اتنا چپ چپ کیوں ہو؟؟؟" کمال صاحب نے شفقت سے اپنی بیٹی کو دیکھا جو اپنی ماں کی کینسر جیسی جان لیوا بیماری کی وجہ سے وقت سے پہلے ہی بڑی اور حساس ہو گئی تھی۔

"ابو چچا جان نے نیا گھر لیا ہے ادھر روحی کیلئے ایک بڑا سا جھولا لگایا ہے اور وہ اسامہ۔۔۔۔" وہ بولتے بولتے ہچکچا گئی۔

"کیا ہوا اسامہ کو؟" کمال صاحب نے روٹی توڑے سے اتاری۔

"ابو اسامہ تو بچہ ہے نا اسے جھولے پر بیٹھنا تھا پر روحی نے اسے گرا دیا وہ بہت رویا تھا ابو۔۔۔" صبا کی آنکھوں میں نمی آگئی اس کی آنکھوں میں وہ بڑا سا گھر اور اس کے آنگن میں بڑا سا سرسبز و شاداب لان جس میں وہ آرام دہ جھولا لگا ہوا تھا گھوم گیا۔

"کوئی بات نہیں ہو جاتا ہے ایسا اتنی چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان نہیں ہوتے ہیں۔۔۔"

انہوں نے سمجھایا۔

"ابو! روحی کے پاس اللہ نے سب دیا اتنا پیارا جھولا بھی اور ہم سے ہماری امی بھی چھین رہا ہے اللہ ایسا کیوں کرتا ہے۔۔۔" وہ بھگے لہجے میں شکوہ کر رہی تھی۔

"صبا بیٹی۔۔۔" انہوں نے چولہا بند کر کے اس کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر کرسی پر بیٹھ گئے۔
"آپ سے کس نے کہاں کہ اللہ آپ کی امی کو ہم سے چھین رہا ہے؟؟" کمال صاحب نے ضبط کرتے ہوئے پوچھا۔

"وہ وقار چچی ایک آنٹی کو بتا رہی تھیں۔۔۔" وہ شرمندگی سے بولی۔

"بیٹی اگر ہر انسان اپنے سے اوپر دیکھے گا تو وہ کبھی بھی خوش نہیں رہ سکے گا اور نہ ہی اللہ کا شکر گزار بنے گا اگر اللہ نے آپ کی امی کو بیمار کیا ہے، تو ٹھیک بھی کریگا اور آپ کے پاس ابو تو ہیں نا چھوٹا بھائی بھی ہے ان بچوں کو دیکھیں جو فٹ پاتھ پر رہتے ہیں سگنل پر گاڑیاں صاف کرتے ہیں پھول بیچتے ہیں آپ ان سے تو بہت بہتر ہیں۔۔۔" انہوں نے سمجھایا۔

"جی ابو۔۔۔۔" صبا نے سر ہلایا۔

"صبا میں چاہتا ہوں میرے دونوں بچے شکر گزار بنیں ہر دکھ ہر سکھ میں اللہ کا شکر ادا کرتے رہیں کیونکہ اللہ ان بندوں کو بہت نوازتا ہے جو اس کی رضا میں راضی رہتے ہیں۔۔" وہ پیار سے صبا کو دیکھ رہے تھے۔

"جی ابو میں شکر گزار بنو گئی۔۔۔۔" وہ وعدہ کر رہی تھی۔۔

"کس کے پاس کیا ہے یہ اہم نہیں ہوتا، ہمارے پاس کیا ہے وہ اہم ہوتا ہے۔۔۔۔" انہوں نے صبا کے سر پر ہاتھ پھیرا۔

"ابو!!" وہ کراہی۔

"ابو۔۔۔۔"

"آپی۔۔۔۔" اسامہ کی آواز اسے دور سے آتی سنائی دی۔

"آنکھیں کھولو آپی۔۔۔" وہ اسے پکار رہا تھا۔

"آپی۔۔۔" اسے اسامہ کالمس اپنی پیشانی پر محسوس ہوا اسامہ نے اس کا ہاتھ چوم کر اپنی آنکھوں سے لگایا تھا وہ اس وقت حد درجہ سنجیدہ و فکر مند تھا جب ڈاکٹر نے اسے باہر بھیج دیا

صبا کی آنکھ کھلی تو اس کا دماغ بالکل خالی تھا اسے بھوک لگ رہی تھی شاید بھوک کی وجہ سے ہی اس کی آنکھ کھلی تھی اس نے چادر ہٹا کر اٹھنا چاہا تو اسے اپنے ہاتھ پر لگی سوئی کا احساس ہوا اب اس کے حواس کام کرنے لگے تھے اس نے چاروں جانب دیکھا وہ ہاسپٹل میں تھی یعنی وہ ڈوبی نہیں تھی اسے کسی طرح سے بچالیا گیا تھا پر کیسے اسے کچھ بھی یاد نہیں آ رہا تھا سوائے اپنے گرد ایک آہنی گرفت کے۔۔۔ پورا سین اس کی آنکھوں میں فلیش لائٹ کی طرح چمکا تھا خوف کی

ایک لہر اس کی رگ رگ میں پھیلی تھی جب دروازہ کھلا اور ایک ادھیڑ عمر پارسی نرس ٹرائی گھسیٹتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"کم آن گرل یہ ناشتہ کر لو پھر ڈاکٹر صاحب راؤنڈ پر آنے والے ہیں۔۔۔" اس نے صبا کا بیڈ اوپر اٹھا کر ٹرے ایسے سیٹ کی کہ صبا کو جھکنا نہ پڑے۔

دوا بلے انڈے دوڈبل روٹی کے سکے ٹوسٹ اور ساتھ دلیہ تھا صبا نے غور سے ناشتہ کو دیکھا اور آہستگی سے کھانا شروع کیا۔ صبا کے ناشتہ ختم کرنے تک نرس اس کا چارٹ بھر کر کمرے کی بلاسٹنڈز ہٹا چکی تھی۔ اس نے گرم تولیہ صبا کی طرف بڑھایا تا کہ وہ چہرہ صاف کر سکے۔

"تم بیٹھو ہم تمہارا یہ الجھا ہوا بال بنا دیتا ہے۔۔۔" وہ خوشدلی سے صبا کے بالوں کو دیکھتے ہوئے بولی جس پر صبا کو احساس ہوا کہ اس کے بال کھلے ہوئے تھے۔

"میں جب پانی میں گری تھی تو میرے بال دو چٹیاں میں بنے ہوئے تھے۔۔۔" وہ اونچی آواز میں بڑبڑائی۔

"جب تمہیں ادھر لایا گیا تھا تو تمہارے بال بری طرح الجھے ہوئے تھے ڈاکٹر تو کانٹے کا کہہ رہا تھا پروہ تمہارا گڈ لکنگ ہسبنڈ غصہ ہو گیا پھر اس نے خود دو گھنٹہ بیٹھ کر بڑے پیار سے تمہارا ایک ایک بال بڑے احتیاط سے سلجھایا تھا۔۔۔۔۔" نرس رہبان شاہ کی پریشانی یاد کر کے مسکرا رہی تھی۔

"رہبان ادھر تھے میرے پاس۔۔۔۔۔ صبا کو یہ خبر سن کر حیرت ہوئی تبھی اسے اپنے بالوں میں سرسراتا ہوا لمس یاد آیا وہ رہبان ہی تھا۔۔۔ صبا کا چہرہ اسے یاد کر کے گلرنگ ہو گیا تھا۔

"وزیٹرز کا ٹائم ہو گیا ہے صبح سے ایک لڑکا لڑکی باہر بیٹھے ہیں میں انہیں اندر بھیجتی ہوں۔۔۔۔۔" نرس برتن ٹرالی میں رکھ کر صبا کا ٹمپر پچر چیک کر کے باہر نکل گئی۔

کچھ ہی دیر میں دروازہ کھول کر علیینہ اور اسامہ اندر داخل ہوئے دونوں کے چہرے پر صبا کیلئے پریشانی چھائی ہوئی تھی۔ اندر داخل ہوتے ہی وہ دونوں صبا کے بیڈ کے اطراف میں

کھڑے ہو گئے صبا کا دایاں ہاتھ علیہ نے تھام لیا تھا اور بایاں اسامہ نے۔ ان دونوں کا دیکھ کر صبا کی آنکھیں نم ہونے لگیں یہ تو اللہ کا کرم تھا کہ وہ زندہ بچ گئی تھی اور اپنے ان دونوں پیارے پیارے بھائی اور بہن سے بڑھ کر نند کو دیکھ رہی تھی۔۔

"بھابھی پلیر و نامت۔۔۔۔" علیہ نے فوراً اسے ٹوکا۔

"میں رو تو نہیں رہی۔۔۔" صبا نے چہرے پر بمشکل مسکراہٹ سجائی۔

"آپی تم ٹھیک تو ہونا؟ کہیں درد تو نہیں ہو رہا؟؟؟" اسامہ نے سوال کیا۔

"میں ٹھیک ہوں اب تم دونوں وہ کرسیاں گھسیٹو اور آرام سے بیٹھ کر مجھے بتاؤ تفصیل سے بتاؤ کہ مجھے کیسے بچایا میں ہاسپٹل کیسے آئی اور گھر کب جاؤ گی؟؟؟ مجھے ایک ایک بات جانی ہے۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکی۔

"میں بہت شرمندہ ہوں میری وجہ سے تم دونوں کا دریا کی سیر کا پروگرام غارت ہو گیا۔۔۔"

"آپی پلیز فضول باتیں مت کروں۔۔۔" اسامہ کرسی اس کے بیڈ کے نزدیک لا کر بیٹھتا ہوا بولا اس نے صبا کا ہاتھ پکڑ لیا تھا۔

"بھابھی وہ ایک حادثہ تھا آپ نے جان کر تو نہیں کیا تھا نا ہونے والی بات تھی، سب سے اچھی بات یہ ہے کہ آپ ٹھیک ہیں ہمارے ساتھ ہیں۔۔۔" علینہ نے سنجیدگی سے کہا۔

"رہبان بھائی نے تمہارے پانی میں گرتے ہی خود بھی دریا میں چھلانگ لگا دی تھی علینہ نے شور مچا کر ہم سب کو متوجہ کر لیا تھا بوٹ کا انجن میں نے بند کر دیا تھا پانی کا بہاؤ بہت تیز تھا رہبان بھائی نے بڑی مشکل سے تیرتے ہوئے تمہیں پکڑا تھا ان کا بازو بھی پتھر لگنے سے زخمی ہو گیا تھا مگر انہوں نے ہمت نہیں ہاری اور تمہیں ریسکیو کر کے بوٹ تک لے آئے تھے۔۔۔" اسامہ نے تفصیل سے بتایا۔

"بھابھی میں بہت ڈر گئی تھی مجھے لگا آپ ڈوب گئی ہیں۔۔۔" علینہ کے چہرے پر خوف تھا بچھڑنے کا خوف ماں جیسی بھابھی کو کھودینے کا خوف۔۔۔

"علینہ لٹل گرل! میں نے سمجھایا تھا نا کہ برے وقت کو یاد نہیں رکھنا چاہیے۔۔۔۔" اسامہ نے اسے ٹوکا۔

"سوری بھائی۔۔۔" علینہ نے فوراً معذرت کی۔

"وہ کدھر ہیں؟؟" صبا نے جھجکتے ہوئے رہبان شاہ کے بارے میں پوچھا۔

"رہبان بھائی رات بھر ادھر ہی تھے ہمیں بھی انہوں نے زبردستی گھر بھیج دیا تھا ابھی صبح ہی گھر گئے ہیں ان کی کوئی اہم میٹنگ اور پھر بزنس ٹرپ تھا میں نے ان سے پوچھا بھی تھا کہ کب واپس آئینگے تو انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا۔۔۔" اسامہ صبا کو بغور دیکھتے ہوئے بولا وہ اچھی طرح جانتا تھا کہ رہبان پورا دن پوری رات ایک پل کیلئے بھی صبا سے الگ نہیں ہوا تھا اور اس کے ہوش میں آنے پر ڈاکٹر سے مل کر نکل گیا تھا۔

"ہفتے کے دن کون سی بزنس میٹنگ؟؟ وہ ایک بار پھر مجھے چھوڑ کر چلے گئے ہیں اس وقت انہیں میرے پاس میرے ساتھ ہونا چاہیے تھا اور وہ۔۔۔۔" صبا کے دماغ میں دوبارہ منفی سوچیں آنا شروع ہو گئی تھیں۔

"وزیٹر ٹائم ختم ہو گیا ہے۔۔۔۔" نرس نے اندر جھانکا۔

"بھابھی۔۔۔" علینہ نے کھڑے ہو کر آگے کی طرف جھک کر صبا کے ماتھے پر پیار کیا۔

"آپ اب آرام کریں اور جلدی سے ٹھیک ہو جائیں ڈاکٹرز آپ کو کل تک شاید ڈسچارج کر دیں گے پھر ہم گھر چلیں گے۔۔۔۔"

ان دونوں کے جاتے ہی صبا کی آنکھوں سے خاموش آنسو نکلنا شروع ہو گئے تھے وہ اللہ کی شکر گزار تھی کہ اس کی جان بچ گئی تھی پر۔۔ جب رہبان شاہ کو اس کی پرواہ ہی نہیں تھی تو اس نے اس کی جان کیوں بچائی؟ کیوں رات بھر ہاسپٹل میں اس کے ساتھ رہا؟ کیوں اس کے

بری طرح الجھے بالوں کو سنوار کر بچایا؟؟ اسے دوبارہ سے چھوڑ کر جانے کیلئے؟ اسے احساس دلانے کے لیے کہ وہ جب چاہے اسے اپنا سکتا ہے اور جب چاہے چھوڑ سکتا ہے۔۔۔۔۔"

ایک ہفتے بعد وہ لوگ واپس شاہ پیلس آچکے تھے گھر آکر صبا نے اپنے اندر ایک سکون سا اترتا محسوس کیا تھا۔ رہبان شاہ ابھی تک پلٹ کر واپس نہیں آیا تھا۔ وقار چچا اور منور چچی اس سے ملنے آئے تھے پر روحی نے ایک بار بھی اس کا حال نہیں پوچھا تھا۔ سلطان صاحب اپنے بیرون ملک ٹرپ سے واپس آچکے تھے۔ صبا آہستہ آہستہ شاہ پیلس کی ساری ذمہ داری اٹھا چکی تھی اپنے آپ کو اس نے شاہ پیلس کے کئیر ٹیکر، دیکھ بھال کیلئے لائی گئی ملازمہ کا رتبہ دے دیا تھا۔ علینہ کا اسکول شروع ہو چکا تھا اور اسامہ کی دو ماہ کی چھٹیاں اپنے اختتام کو تھیں پورے دو ماہ سے رہبان شاہ کا کوئی اتہ پتہ نہیں تھا۔ اداسیاں بن بلائے مہمان کی طرح صبا کے دل میں ڈیرا ڈال چکی تھی بظاہر وہ روزمرہ کے معمولات میں خود کو مصروف رکھے ہوئے تھی پر دھیان کے

سارے سرے اس ستمگر سے جڑے ہوئے تھے جو بڑی شان سے اس کے دل میں بر آجمن ہو چکا تھا۔

"آپی میں اس ویک اینڈ کو واپس جا رہا ہوں۔۔۔" وہ سیڑھیوں پر بیٹھی ہوئی تھی جب اسامہ اس کے پاس آکر بیٹھا۔

"وقت کتنی جلدی گزر گیا ابھی تو تم آئے تھے اور اب جانے کی بات کر رہے ہو۔۔۔" صبانے پیار سے اپنے بھائی کو دیکھا۔

"آپی!!" اسامہ نے سنجیدگی سے اسے دیکھا اس کا لہجہ حد درجہ سنجیدہ تھا صبا اس کی طرف متوجہ ہوئی۔

"آپ نے کیا فیصلہ کیا ہے؟؟" اسامہ کے سوال پر صبانے نا سمجھی سے اسے دیکھا۔

"آپی! ابو کہتے تھے کہ بیٹی اللہ کی رحمت ہوتی ہے اور یہی بیٹی بہن کے روپ میں ایک بھائی کے لئے نعمت ہوتی ہے ایک خزانہ ہوتی ہے جس کی حفاظت بھائی پر فرض ہوتی ہے۔ تمہاری

رہبان بھائی سے شادی ایک اچھا فیصلہ تھا لیکن اگر تم خوش نہیں ہو تو۔۔۔۔۔ "وہ بولتے بولتے
رکا۔

"بات میری خوشی کی نہیں ہے میں ان پر زبردستی مسلط کی گئی ہوں وہ آج بھی روحی کو چاہتے
ہیں میں ان کی زندگی میں آنے والی دوسری عورت ہوں۔۔۔۔۔" صبا نے اس کی بات کاٹی۔

"استغفرُ اللہ آپ! تم ایسے کیسے کہہ سکتی ہو؟ کیا کبھی رہبان بھائی نے تمہیں بتایا کہ تم زبردستی
ان کی زندگی میں شامل ہوئی ہو؟ یا کبھی تم نے انہیں روحی سے فرینک ہوتے دیکھا؟ آپ

رہبان بھائی کو میں برسوں سے جانتا ہوں وہ ہینڈ سم ہیں اسمارٹ ڈبنگ پر سنیلٹی کے مالک ہیں
میں جب جب ان سے ملتا تھا مجھے تمہارا ہی خیال آتا تھا کہ اتنے اچھے اسٹرائنگ کیریئر کے

مالک انسان کو میرا بہنوئی ہونا چاہیے اور نکاح پر وہ بہت خوش تھے انفیکٹ میں نے ہمیشہ ان کی
آنکھوں میں تمہارے لیے عزت پیار و احترام دیکھا ہے۔ مگر افسوس تمہیں یہ سب نظر نہیں

آیا، آتا بھی کیسے تم تو پہلے دن سے ہی روحی نام کا کانٹا دل میں دبائے ہوئے ہو، کیا کبھی تم نے شک کے دائرے سے نکل کر اس رشتے کو دیکھا؟۔۔۔" اسامہ نے تاسف سے اسے دیکھا۔
"ایسا نہیں ہے۔۔۔۔۔" صبا کمزور لہجے میں بولی۔

"آپی یاد رکھو کوئی بھی بھائی اپنی بہن کا گھر خراب ہوتا نہیں دیکھ سکتا لیکن اگر تم خوش نہیں ہو اس رشتے سے تو میں یہ کڑوا گھونٹ پینے کو تیار ہوں میں رہبان بھائی سے سپریشن کی بات کر لو نگا تم اچھی طرح سوچ لو اور جو تمہارا دل کہے وہ فیصلہ کر کے مجھے بتا دینا۔۔۔" اسامہ اس کے سر پر ہاتھ رکھ کر کھڑا ہو گیا۔

اسامہ جا چکا تھا پر وہ صبا کیلئے سوچوں کا دروا کر گیا تھا

رہبان شاہ اس کی زندگی میں اس رشتے سے آنے والا پہلا مرد تھا اور آخری بھی اسے ہی ہونا تھا وہ زبردستی اس کی زندگی میں شامل ہوا تھا شاید اسی لئے صبا کے دل میں اس کیلئے محبت کا پھول نہیں کھلا تھا مگر وہ ایک مشرقی لڑکی تھی جو اپنا گھر بنانا چاہتی تھی ایک مشرقی باحیالڑکی کی

زندگی میں بس ایک مرد ہی آتا ہے جس کے ساتھ وہ ساری زندگی گزارتی ہے۔ رہبان شاہ
نے ہر بار، ہر قدم پر اسے اپنا احساس دلایا تھا فخر سے اسے اپنے حلقہ احباب میں متعارف کروایا
تھا کئی بار صبا کو شک ہوا تھا کہ وہ اس کی محبت میں گرفتار ہے پر اس نے کبھی بھی اپنی محبت کا
اقرار ہی نہیں کیا تھا۔ اقرار کے موسم ان دونوں کے بیچ آئے ہی نہیں تھے تو وہ کیسے اعتبار
کرتی؟ محبت کا پودا اقرار کے موسم میں پنبتا ہے اور لڑکیاں تو وہ ویسے ہی بہت حساس ہوتی ہیں
چھوٹی چھوٹی باتوں کو دل سے لگا کر رکھنے والی، گھر بنانے کے خمیر سے گندھی بچپن میں گڑیوں
سے کھیلنے والی لڑکیاں بڑی ہو کر خود گڑیا بن جاتی ہیں اور اپنے ہمسفر کا انتظار کرنے لگتی ہیں جو
آئے اور چھا جائے۔۔۔

ایسے ہی گزرتے دنوں میں وہ رات کے کھانے کے بعد سب کیلئے چائے بنا کر ٹرے اٹھائے ہال کمرے میں داخل ہوئی تو چونک گئی۔

آتشدان کے پاس طویل قامت، لانگ کوٹ پہننے رہبان شاہ کھڑا ہوا تھا اس کی پشت صبا کی جانب تھی وہ سلطان صاحب سے کوئی بات کر رہا تھا۔

"یہ کب آئے؟؟" اس کے ہاتھ میں تھامی ٹرے لرزا اٹھی۔

صبا کا دل اسے اچانک سے اس طرح دیکھ کر زور زور سے دھڑکنے لگا تھا وہ رہبان شاہ کا ابھی سامنا کرنا نہیں چاہتی تھی اس نے خاموشی سے چائے کی ٹرے درمیان میز پر رکھی اور علیحدہ کو چائے سرو کرنے کا اشارہ کر کے باہر نکل گئی جب کہ دو گہری نیلی آنکھیں سنجیدگی سے اسے باہر جاتے دیکھ رہی تھیں۔ وہ اس کی آمد سے ہر گز انجان نہیں تھا وہ تو اس کی آہٹ تک پہچان جاتا تھا اس کے جانے کے بعد وہ ایک گہرا سانس لے کر میز پر رکھی چائے کی طرح

متوجہ ہوا اور ایک گھونٹ لے کر آنکھیں بند کیں ، آج کتنے عرصے بعد وہ اس کے ہاتھ کی بنی چائے پی رہا تھا ایک سکون سا اسے محسوس ہوا تھا جسے سلطان صاحب نے بخوبی نوٹ کیا تھا۔

پورے چار گھنٹے سے صبا اپنے کمرے میں بند تھی رہبان شاہ کی اچانک واپسی سے وہ الجھ گئی تھی حالانکہ رہبان کا انتظار تو اسے بھی تھا وہ اس نے اس طرح غائب ہو جانے پر ناراض بھی تھی اور کہیں نہ کہیں اس کو اپنے رہبان سے کہے آخری الفاظ بھی یاد تھے ۔

"برداشت۔۔۔۔۔" کس قدر بے یقینی سے رہبان شاہ نے اسے دیکھا تھا۔ انسان کے الفاظ ہی سب کچھ ہوتے ہیں اسی لیے تو سیانے کہتے ہیں پہلے تو لو پھر بولو اور وہ ایسے کیسے بنا سوچے سمجھے بول گئی تھی۔

ایک نہ ایک دن تو رہبان کو واپس آنا ہی تھا پر وہ شاید ابھی اس کا سامنا کرنے کے لیے ذہنی طور پر تیار نہیں تھی پتہ نہیں رہبان شاہ نے اس کے بارے میں کیا سوچا ہو گا! اپنی سوچوں سے تنگ آکر وہ شاور لینے چلی گئی اچھا خاصا وقت باتھ ٹب میں گزار کر وہ واپس آئی اور اپنا نائٹ ڈریس پہن کر آئینے کے سامنے کھڑی ہو کر اپنے گیلے بال سلجھانے لگی۔ دیوار پر نصب گھڑی رات کا ایک بجارہی تھی۔

"علینہ اس وقت سوچکی ہوگی اور اسامہ بھی سو گیا ہو گا، پتہ نہیں ڈیڈی نے اس طرح سب چھوڑ کر میرے کمرے میں آکر بند ہونے ہر کیا سوچا ہو گا۔۔۔" وہ اب سب گھر والوں کے بارے میں سوچ رہی تھی تنگ آکر اس نے کمرے کی ساری لائٹس آف کر کے ریڈنگ لائٹ آن کی اور سائیڈ ٹیبل سے ایک کتاب نکال کر ورق گردانی کرنے لگی۔

وہ بہت دیر سے اپنے کمرے کی بالکنی میں کھڑا سگار پیتے ہوئے چاند کو دیکھے جا رہا تھا پورے دو ماہ
دس دن تک وہ صبا سے دور رہا تھا اور آج جب واپس آیا تھا تو صبا نے خود کو کمرے میں بند کر لیا
تھا اپنی ایک جھلک بھی نہیں دکھائی تھی۔ وہ ایک اکھڑ مزاج اپنے کام سے کام رکھنے والا شخص
اس محبت کے چکر میں پڑ کر ٹھیک ٹھاک خوار ہو چکا تھا۔ اس کے نزدیک اپنی عورت کی
حفاظت کرنا اسے ہر اچھی بری نظر سے بچا کر اپنے حصار میں رکھنا، اس کی تمام ضروریات کا
خیال رکھنا عزت و احترام دینا اہم تھا جو اس نے صبا کو دیا پھر بھی صبا اسے "برداشت" کر رہی
تھی! اس کے ساتھ کو ایک بوجھ سمجھ رہی تھی۔ وہ بہت غصے میں تھا اسی لیے صبا کے ہوش میں
آتے ہی وہاں سے چلا گیا تھا لیکن اس کے پل پل کی خبر اسے اسامہ سے ملتی رہی تھی اور آج
بھی وہ سلطان صاحب کے ڈانٹ ڈپٹ کرنے پر پلٹ کر آیا تھا۔

رہبان شاہ کے دل میں اس سنگدل حسینہ کو دیکھنے کی تمنا جاگ اٹھی تھی وہ بالکونی سے نکل کر
ایش ٹرے کے پاس آیا سگار بجھا کر اپنے نائٹ گاؤن کی ڈوری باندھتا ہوا صبا کے دروازے پر
آیا اور آہستگی سے دروازہ کھولا۔

دروازہ کھلنے کی آواز سن کر صبا کا دل اچھل کر حلق میں آ گیا تھا کمرے میں اندھیرا تھا دروازے پر رہبان کا لمبا ہیولہ اسے نظر آ رہا تھا وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ پارہی تھی جب وہ چلتا ہوا بیڈ کے نزدیک آیا۔ صبا کے ہاتھ سے میگزین چھوٹ کر نیچے گر گیا تھا۔

"کیسی ہو صبا؟" رہبان شاہ کے لہجے میں تھکن تھی وہ چاہ کر بھی اسے جواب نہ دے سکی بس نم آنکھوں سے اسے دیکھے جارہی تھی۔

"ڈونٹ وری! میں یہاں پر خود کو زبردستی تم پر مسلط کرنے نہیں آیا ہوں۔۔۔" وہ آہستگی سے بول رہا تھا اس کے الفاظ سن کر صبا ساکت سی رہ گئی تھی۔

رہبان شاہ نے نرمی سے صبا کے چہرے پر آئے بال ہٹائے اور بیڈ کی پائنٹی کی طرف پیر لٹکا کر بیٹھ گیا۔

"میں نے ان دو ماہ بہت سوچا اور آج اسی لئے واپس آیا ہوں کہ تمہیں ذہنی سکون دے سکوں
۔۔۔" وہ گھمبیر لہجے میں بول رہا تھا۔

"کیا مطلب؟" صبا کے دل کو ایک انجانے سے خوف نے گھیر لیا تھا۔

"آئی ایم سوری مس صبا! میں نے تمہیں اس زبردستی کی شادی پر مجبور کیا، خود کو تم پر مسلط کیا
، لیکن میں اب تمہیں یہ یقین دلانا چاہتا ہوں کہ اب تمہیں میں یہ رشتہ بنانے یا نبھانے پر مجبور
نہیں کروں گا۔ تمہیں ڈائورس دینا میرے لئے ممکن نہیں ہے اس کیلئے میں کبھی بھی تیار نہیں
ہو سکتا ہاں یہ گھر تمہارا ہے علینہ، ڈیڈی یہ سارے رشتے تمہارے ہیں تم آرام سے رہو۔ مجھے
امید ہے علینہ کی خاطر تم یہ گھر چھوڑ کر نہیں جاؤ گی اور جہاں تک میری بات ہے تو میں اب
تمہیں نظر نہیں آؤں گا۔۔۔" وہ بات مکمل کر کے کھڑا ہوا۔

"آپ۔۔۔" صبانے بولنے کی کوشش کی پر اس کی آواز حلق سے نہیں نکلی اور رہبان شاہ جس طرح سے کمرے میں آیا تھا ویسے ہی خاموشی سے واپس چلا گیا۔

صبا کی آنکھوں سے آنسو قطرہ قطرہ کر کے بہنے وہ اسے روکنا چاہتی تھی بتانا چاہتی تھی کہ رہبان شاہ کا وجود اس کے تحفظ کی ضمانت ہے وہ رہبان شاہ کی ذات کے حصار، میں اس کے مضبوط قلعے میں رہنا چاہتی تھی یہ رشتہ اللہ نے بنایا تھا وہ شکر گزار ہونا چاہتی تھی پر رہبان تو کچھ بھی سنے بغیر اپنی کہہ کر چلا گیا تھا۔

رات بڑی مشکل سے کٹی تھی وہ صبح کا اجالا پھیلتے ہی فجر کی نماز پڑھ کر فریش ہو کر باہر آکر لان میں ٹہلنے لگی اسے پتہ تھا الصبح رہبان شاہ جاگنگ پر جاتا ہے وہ اس کا انتظار کر رہی تھی دن کا اجالا پھیلنے لگا تھا گھر کے اندر سے ملازمین کے چہل پہل کی آوازیں آنا شروع ہو گئیں صبانے

افسردگی سے گیٹ کی طرف دیکھا اور اندر چلی آئی کچن کی طرف بڑھی جہاں خانساماں ناشتے کی تیاری کر رہا تھا۔

"رہبان صاحب کا ناشتہ میں بناؤ گئی۔۔۔" وہ اسے ہدایت دیتی ہوئی آٹا نکلنے فرج کی طرف بڑھی۔

"میم! صاحب تورات کو چلے گئے تھے۔۔۔" خانساماں نے اسے روکا۔

"رات کو؟ کب۔۔۔" صبا ششدر سی رہ گئی۔

"تین بجے صاحب نے انٹرکام پر کافی کا آرڈر کیا تھا میں جب کافی لے کر ان کے روم میں گیا تو وہ کہیں جانے کیلئے تیار تھے ان کا سامان بھی پیک تھا۔۔۔" خانساماں نے تفصیل سے بیان کیا۔

صبا نے بے دلی سے فرج کا دروازہ بند کیا اور باہر آگئی۔ علینہ کو اسکول بھیج کر وہ اپنے کمرے میں آئی اس کا دل اس وقت رہبان شاہ سے لڑنے کو چاہ رہا تھا آخر وہ ایسے کیسے اس کو اپنی صفائی

کا موقع دیئے بغیر جاسکتا تھا؟؟ وہ کافی دیر تک ٹھہلتی رہی پھر کچھ سوچ کر اسامہ کے کمرے میں آئی۔

"اسامہ۔۔۔۔" اس نے لیب ٹاپ پر مصروف اسامہ کو آواز دی۔

"کیا ہوا؟؟؟" اسامہ اس کا فٹ چہرہ دیکھ کر پریشان ہو گیا۔

"وہ رات کو آئے تھے پر بنا میری سنے خود ہی دور جانے کا فیصلہ کر کے چلے گئے ہیں اب میں کیا کروں۔۔۔۔" صبا نے آنسو پیتے ہوئے اسامہ کو بتایا کہ شروع سے ہی وہ دونوں بہن بھائی آپس میں ہر بات ڈسکس کرنے کے عادی تھے۔

"تم نے انہیں روکا تھا؟؟؟" اسامہ نے سوال کیا جس پر صبا نے نفی میں سر ہلایا۔

"ان سے کوئی بات کی تھی؟؟؟" دوسرا سوال ہوا اور صبا نے دوبارہ شرمندگی سے نفی میں سر

ہلایا۔

"آپی! نہ تم نے انہیں روکا، نا ان سے کوئی بات کی تو پھر ظاہر ہے انہیں جانا ہی تھا۔۔۔" اسامہ نے اس کی عقل پر افسوس کیا۔

"اسامہ تم میرے بھائی ہونا؟ کبھی تو میرا فیور بھی لے لیا کرو ہر وقت اپنے بھائی کو درست ثابت کرنے پر تلے رہتے ہو۔۔۔" اب کے صبا اس سے ناراض ہوئی۔

"آپی تم نے انہیں کہا کہ تم انہیں برداشت کر رہی ہو اب اس بات پر وہ تمہیں کوئی پھولوں کے ہار تو نہیں پہنائیں گے۔۔۔" اسامہ نے اسے ٹوکا۔

"اب میں کیا کروں۔۔۔" صبا نے اسے بے چارگی سے دیکھا۔

"ان سے بات کرو۔۔۔" اسامہ نے چٹکی بجاتے مسئلہ حل کیا۔

"کیسے؟ میرا مطلب وہ تو پتہ نہیں کدھر چلے گئے ہیں۔۔۔" صبا اسامہ کی گھوری دیکھ کر گڑبڑائی۔

"فون کرو۔۔۔" اسامہ نے مشورہ دیا۔

"وہ۔۔۔۔" صبا نے انگلیاں چٹخائیں۔۔

"ڈونٹ ٹیل می تمہارے پاس ان کا نمبر نہیں ہے۔۔۔" اسامہ کا حیرت سے برا حال تھا اپنی بہن کی نادانیوں پر اسے شدید قسم کا غصہ آ رہا تھا جو صبا کا نفی میں ہلتا سر دیکھ کر مزید بڑھ گیا تھا۔ جب ہال کمرے سے گھڑیال کے نو بجانے کا گھنٹہ بجنا شروع ہوا۔

"ڈیڈی کے آفس کا ٹائم ہو گیا ہے میں انہیں بھیج کر آتی ہوں۔" وہ تیزی سے کمرے سے نکل کر سلطان صاحب کے کمرے کی طرف بڑھی۔

"اسلام علیکم ڈیڈی۔۔۔" وہ دھیمے لہجے میں بولتی ہوئی اندر داخل ہوئی۔

"و علیکم اسلام۔۔۔" بارعب سے سلطان صاحب نے اسے بغور دیکھتے ہوئے جواب دیا۔

"صبا بیٹی! رہبان شاہ کیوں واپس گیا ہے؟" وہ اسے جانچتی پرکھتی آنکھوں سے دیکھ رہے تھے۔

"ڈیڈی وہ۔۔۔۔" صبا ہچکچا گئی۔

"شادی کے بعد لڑکیوں کو ماؤں کی سخت ضرورت ہوتی ہے جو انہیں شادی شدہ زندگی کی اونچ نیچ سمجھاتی ہیں اور افسوس کے یہاں نہ تمہاری ساس ہیں اور نہ ہی ماں مگر بیٹا میں موجود ہوں تم مجھ سے اپنی پریشانی سنیں کر سکتی ہو۔۔۔" وہ نرمی سے بولے کہ پہلے دن سے ہی وہ صبا کا رہبان شاہ سے گریز بھانپ چکے تھے انہوں نے دنیا دیکھی تھی پھر بھلا اپنے بچوں کی زندگی سے وہ کیسے بے خبر رہ سکتے تھے۔

"گھبراؤ نہیں یہاں بیٹھو۔۔۔" انہوں نے اپنے نزدیک اس کی جگہ بنائی وہ خاموشی سے بیٹھ گئی۔

"آپ کی شادی کو چھ ماہ ہونے کو ہیں اور آج بھی آپ دونوں کے درمیان فاصلے برقرار ہیں ایسا کیوں؟؟" وہ سکون سے پوچھ رہے تھے اور صبا کی پریشانی عرق آلود ہو گئی تھی۔

"ڈیڈی۔۔۔" وہ ہچکچائی۔

"صبا! میرا ماننا ہے کہ بہو بیٹی سے بڑھ کر ہوتی ہے آج آپ اپنی بہو کو خوش نہیں رکھ سکیں گئے تو کل آپ کی اپنی بیٹی بھی خوش نہیں رہ سکے گی۔ کیا آپ چاہتی ہیں کہ علینہ خوش نہ رہے؟۔۔۔" انہوں نے صبا کے جھکے سر کو دیکھا۔

"ڈیڈی وہ۔۔۔" صبا نے انہیں اپنی ساری غلطیاں بتادیں کہ وہ خود بھی تھک چکی تھی۔

"غلطی رہبان شاہ کی بھی ہے میاں بیوی کا رشتہ ایک دوسرے کو اعتماد دلانے سے آگے بڑھتا ہے۔۔۔" انہوں نے پوری بات سن اس کے سر پر ہاتھ رکھا۔

"آپ شام تک تیار ہو جائیں ہمیں کہیں جانا ہے اور ذرا اسامہ کو بھیجیں۔۔۔" انہوں نے حکم دیا تو صبا اثبات میں سر ہلاتے ہوئے باہر نکل گئی۔

"بھابھی! بھابھی یار کدھر ہیں آپ؟؟"

شام کے چار بج رہے تھے جب علینہ شور مچاتی ہوئی صبا کے کمرے میں داخل ہوئی۔

"آپ کے نیوڈریس کدھر ہیں جو ہم نے لاسٹ ویک پر خریدے تھے؟؟" وہ کمرے کے وسط میں کھڑے ہو کر صبا سے سوال کر رہی تھی۔

"خیریت کیا ہوا؟؟؟" صبا نے سلام پھیر کر علینہ کو دیکھا۔

"خیریت کو چھوڑیں۔۔" علینہ نے اس کی الماری کھول کر کپڑے دیکھنے شروع کیے کچھ ہی دیر میں وہ اپنی پسند کا بلیک کامرانی کے کام والا جوڑا نکال چکی تھی۔

"میں آپ کا ویٹ کر رہی ہوں آپ جلدی سے یہ بلیک ڈریس پہن کر ریڈی ہو جائیں آپ کے پاس صرف پندرہ منٹ ہیں۔۔" علینہ نے اسے بالکل رہبان شاہ کے انداز میں حکم دیا آخر کو اس کی بہن تھی خون کا اثر تو تھا ہی۔

"جانا کدھر ہے۔۔۔۔" صبا حیرانگی سے تیز گام بنی علینہ کو دیکھا۔

"آپ کو ٹھکانے لگانا ہے جلدی کریں۔۔" وہ صبا کو کھڑا کر کے بیلک کرتا پا جامہ کے ساتھ دھنک رنگ موتیوں سے سجادوپٹہ پکڑا کر واش روم میں دھکیلتی ہوئی گویا ہوئی۔

آدھے گھنٹے میں صبا تیار ہو چکی تھی کالے رنگ کے لباس میں وائٹ گولڈ کی بالیاں اور ہاتھ میں چوڑیاں علیینہ نے زبردستی پہنوا دی تھی۔ ہلکا ہلکا سامیک اپ صبا کے چہرے پر بچ رہا تھا۔

"بال آپ کھلے ہی رکھیں پتہ ہے مجھے آپ کے بال کھلے بہت اچھے لگتے ہیں۔۔۔" علیینہ نے تنقیدی نظروں سے اس کا جائزہ لیا جبکہ صبا اس کے لفظوں کی بازگشت میں کھوئی ہوئی تھی۔

"علینہ، آپ جلدی کریں دیر ہو رہی ہے۔۔۔" باہر سے تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا اسامہ اندر داخل ہوا۔

"چلیں بھائی ہم ریڈی ہیں۔۔" علیینہ نے فوراً جواب دیا۔

"اسامہ یہ سب۔۔۔" صبانے آگے چلتے اسامہ سے پوچھنا چاہا۔

"شش آپ! تم نہ ہی بولو تو اچھا ہے۔۔۔" اسامہ نے اسے ٹوکا تو علینہ کھکھلا کر ہنس پڑی۔

باہر گاڑی کے پاس علینہ اور اسامہ کابیگ رکھا ہوا تھا۔ دونوں نے اپنے اپنے بیگ اٹھا کر ڈگی میں رکھے اور گاڑی میں بیٹھ گئے صبا خاموشی سے پیچھے علینہ کے ساتھ بیٹھ گئی تھی شام چھ بجے کے قریب گاڑی شہر کے ایک مشہور فائیو اسٹار ہوٹل کی پارکنگ میں رکی۔

"آئیں بھابھی۔۔۔" علینہ نے نیچے اتر کر صبا کو ساتھ آنے کا اشارہ کیا۔ اسامہ کی ہمراہی میں وہ پول کے پاس بنے لانچ میں داخل ہوئیں جہاں پہلے ہی مسز رہبان شاہ کے نام سے ایک میز بک تھی۔

"بیٹھیں بھابھی۔۔۔" علینہ نے اسے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور خود بھی کرسی گھسیٹ کر آرام سے بیٹھ گئی۔

"اسامہ بھائی کتنی عجیب بات ہے نہ میری بھابی کے پاس ایک سیل فون تک نہیں ہے
---"علینہ نے اسامہ کو دیکھا۔

"پتہ ہے آج کل بچوں بچوں کے پاس فون ہوتے ہیں۔۔۔"علینہ نے صبا کی معلومات میں
اضافہ کیا۔

"بس شادی سے پہلے کبھی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی اور شادی کے بعد کبھی خیال ہی
نہیں آیا۔۔۔"صبا نے سادگی سے جواب دیا۔

"یہ دیکھو آپی۔۔۔"اسامہ نے ایک جدید ماڈل کا سیل فون اس کی سمت بڑھایا۔

"یہ میں تمہارے لیئے لایا ہوں۔۔۔"

"مجھے دکھائیں اسامہ بھائی۔۔۔"علینہ نے لپک کر فون پکڑا اور جلدی جلدی نمبر ڈال کر سیو
کرنے لگی۔

"بھابھی میں نے اس میں رہبان بھائی کا نمبر سیو کر دیا ہے آپ کو کبھی بھی کوئی پر اہلم ہو تو بس ایک کال کر دیا کرنا۔۔۔" وہ فون صبا کی طرف بڑھا کر کھڑی ہوئی۔

"اسامہ بھائی بات سنیں۔۔۔"

"ہمم۔۔۔" اسامہ کھڑا ہوا اور وہ دونوں بس ایک منٹ میں آتے ہیں کہہ کر غائب ہو گئے۔

گاڑی میں پہنچ کر علیینہ نے ہنستے ہوئے اپنا سیل فون نکالا اور رہبان شاہ کا نمبر ڈائل کیا۔

"یس۔۔۔۔" رہبان شاہ کی بارعب سی آواز ابھری

"بھائی آپ کو بتانا تھا کہ میں ڈیڈی اور اسامہ بھائی کے ساتھ شام کی فلائٹ سے بھور بن جا رہی

ہوں۔۔۔" وہ آرام سے بولی۔

"واٹ؟ صبا کدھر ہے؟؟ اور ایسے اچانک کیوں جا رہے ہو تم لوگ۔۔۔" رہبان شاہ کی

تشویشناک آواز ابھری وہ شاید اپنی جگہ سے کھڑا ہو گیا تھا۔

"بھائی دیر ہو رہی ہے بعد میں بات کرونگی۔۔۔" وہ جلدی سے فون بند کر گئی۔

"چلیں بھائی ڈیڈی ایئر پورٹ پرویٹ کر رہے ہیں۔۔۔" علینہ نے گاڑی کی پشت سے ٹیک لگایا۔

دوپہر میں سلطان صاحب نے صبا اور رہبان شاہ کو پہاڑی علاقے میں جا کر کچھ وقت تنہا ایک ساتھ گزارنے کا مشورہ دینے کا سوچا تھا وہ ٹکٹ بک کروا رہے تھے پر علینہ ان کا یہ پروگرام سن کر اڑ گئی تھی اس کے نزدیک ان دونوں کو ملوا کر ری لیکس کرنے کا حق صرف اور صرف بیچارے گھر والوں کا تھا جنہیں ان دونوں نے الو بنایا ہوا تھا، علینہ سے بحث کے نتیجے میں اب وہ اسامہ اور سلطان صاحب بھور بن جا رہے تھے ان کا ارادہ وہی ان دونوں کا ولیمہ ارنج کرنے کا تھا اور صبا کو وہ رہبان شاہ جس ہوٹل میں ناراض ہو کر ٹھہرا ہوا تھا وہاں چھوڑ آئی تھی۔

صبا کافی دیر سے ان دونوں کے واپس آنے کا انتظار کر رہی تھی ویٹر اس کی میز پر اور نج جو س
سرو کر کے جاچکا تھا جو اسامہ نے جاتے جاتے اس کے لیے آرڈر کیا تھا۔ وہ اور نج جو س کی
چسکیاں بھرتے ہوئے چاروں جانب دیکھ رہی تھی مغرب ہو چکی تھی پول سائیڈ کی ساری فینسی
لائٹس جل اٹھیں تھیں کافی دیر کے انتظار کے بعد وہ اٹھی اندھیرا دیکھ کر اب اس کا دل
گھبرانے لگا تھا وہ انہیں تلاش کرتی ہوئی باہر پارکنگ تک آئی مگر گاڑی بھی غائب تھی۔ علیہ،
اسامہ نے اتنی جلدی مچائی تھی کہ وہ اپنا پرس تک نہیں لاسکی تھی اور اب اندروٹر اس کا بل
پے کرنے کا ویٹ کر رہا تھا وہ سخت پریشان اور گھبرا چکی تھی اس نے علیہ کا دیا فون نکالا۔
اسامہ کا فون اس کے باہر جانے کے بعد بند ہو گیا تھا، علیہ سے کبھی فون نمبر لینے کی ضرورت
ہی پیش نہیں آئی تھی اور۔۔۔۔۔۔

اس نے آج تک رہبان شاہ کو فون نہیں کیا تھا اور اب اس کے پاس اس فون میں سوائے
رہبان شاہ کے کسی کا نمبر موجود نہیں تھا۔

اس نے درخت کے تنے سے ٹیک لگا کر ایک گہری سانس لی اور آنکھیں بند کر کے رہبان کا نمبر ڈائل کر دیا۔۔۔

"پتہ نہیں وہ کدھر ہیں اگر وہ شہر سے باہر ہوئے تو؟؟ میں بل کیسے پے کرونگی؟ گھر کیسے جاؤنگی؟" صبا کا ننھا سادل زور زور سے دھڑک رہا تھا جب ایئر پیس میں رہبان شاہ کی مانوس سی بھاری گھمبیر آواز ابھری۔

"یس۔۔۔"

"میں صبا۔۔۔" وہ آہستگی سے بولی اس کی آواز کی لرزش اور اس میں چھپا خوف رہبان شاہ نے فوری محسوس کر لیا تھا۔

"صبا؟ سب ٹھیک تو ہے؟" وہ سیدھا ہوا کہ آج تک صبا نے اسے کال نہیں کی تھی پھر اس کی آواز کی لرزش وہ پریشان ہو گیا۔

"کیا آپ مجھے لینے آسکتے ہیں۔۔۔" صبا نے شرمندگی سے ریکوئسٹ کی۔۔۔

"تم کدھر ہو؟ اور علیہ اسامہ کہاں ہیں؟ تم ان کے ساتھ کیوں نہیں ہو۔۔۔" وہ پریشان ہو اٹھا اور تیزی سے اپنی گاڑی کی چابیاں اٹھاتے ہوئے اس سے سوالات پوچھتے ہوئے اپنے ہوٹل کے کمرے سے باہر نکلا۔

"وہ دونوں مجھے بٹھا کر ایک منٹ میں آنے کا کہہ کر گئے تھے اب دو گھنٹے ہو گئے ہیں مجھے ڈر لگ رہا ہے ویٹر کو بل بھی دینا ہے۔۔۔" وہ نم لہجے میں اپنے آنسو پیتے ہوئے گویا ہوئی تھی۔

"اپنی لوکیشن بتاؤ میں آرہا ہوں۔۔۔" وہ لفٹ سے باہر نکل کر تقریباً دوڑتے قدموں سے پارکنگ کی طرف بڑھا جب اسے سامنے درخت کے نیچے کھڑی صبا نظر آئی ایک سکون کا سانس اس کے منہ سے نکلا جیسے جان میں جان آئی ہو وہ فون کو کاٹے بغیر پینٹ کی جیب میں ڈالتا ہوا صبا کی طرف بڑھا جو کالے کرتے پا جامے پر دھنک رنگ موتیوں کے کام والا دوپٹہ اوڑھے، نازک کمر پوری طرح سیاہ لمبے بالوں سے ڈھانپے ہوئے کسی مصور کا شہکار لگ رہی تھی۔ کھلا کھلا سنہرا شاداب چہرہ اسے پوری شدت سے اپنی طرف کھینچ رہا تھا۔ وہ پینٹ کی

جیبوں میں ہاتھ ڈالے اس کے نزدیک آیا جو آنکھیں میچے فون کان سے لگائے اسے ہی پکار رہی تھی۔

"ری لیکس۔۔۔" اس نے آہستگی سے اس کے شانوں پر ہاتھ رکھا۔ وہ جیسے کرنٹ کھا کر مڑی "آپ آگئے۔۔۔" صبا کے چہرے پر اسے دیکھ کر اطمینان اتر آیا تھا۔

"تم ادھر کیسے آئیں؟ اور باقی سب کدھر ہیں؟" رہبان نے اس کا نازک ہاتھ تھام کر اپنی گرفت میں لیا اور گاڑی کی طرف بڑھا۔

"ڈیڈی گھر پر تھے اور اسامہ علیہ دونوں مجھے ادھر لائے تھے پھر جو س آرڈر کر کے پتہ نہیں کہا چلے گئے میرے پاس بل دینے کے بھی پیسے نہیں ہیں۔۔۔" وہ تفصیل سے بتاتے ہوئے رکی۔

"کیا ہوا؟؟؟"

"وہ بل کے پیسے تو دے دیں۔۔۔"

"صبا! تم بھی۔۔۔" وہ رکاوٹ اس نے فون نکال کر ہوٹل ریسپشن پر کال کر کے اپنے اکاؤنٹ میں مسز رہبان شاہ کے نام سے بک ٹیبل کا بل ایڈ کروایا۔

"چلو تمہیں گھر چھوڑ دوں۔۔۔" وہ اسے لے کر گاڑی تک آیا اور فرنٹ ڈور کھول کر اسے بٹھا کے دروازہ بند کیا اور ڈرائیونگ سیٹ پر آکر گاڑی اسٹارٹ کی۔

جانے پہچانے راستوں سے گاڑی گزر رہی تھی رہبان شاہ خاموشی سے سیدھا دیکھتے ہوئے گاڑی چلا رہا تھا اور صبا کن اکھیوں سے اسے دیکھتے ہوئے اپنی انگلیاں چٹخا رہی تھی بیس منٹ بعد وہ شاہ پیلس پہنچ گئے تھے گارڈز نے رہبان شاہ کی گاڑی دیکھتے ہی آہنی پھاٹک کھول دیا تھا۔ پورے گھر کی لائٹس آف تھیں رہبان شاہ جس کا ارادہ صبا کو چھوڑ کر واپس ہوٹل جانے کا تھا لائٹس آف دیکھ کر وہ رک سا گیا تھا اس کے ذہن میں یکایک علیحدہ کی فون کال ابھری جس میں وہ بھور بن جانے کا بتا رہی تھی یعنی یہ سب پلان تھا ڈیڈی کو پتہ تھا کہ وہ میریٹ میں ٹھہرا ہے وہ سب جان بوجھ کر صبا کو اس کے ہوٹل میں چھوڑ کر گئے تھے۔

"آپ آرام سے اندر جائیں تب تک میں یہی کھڑا ہوں۔۔۔" رہبان شاہ نے صبا کو اندر جانے کا اشارہ کیا۔

"شاید لائٹ گئی ہوئی ہے میں اکیلی کیسے جاؤں؟؟ آپ پلیز ساتھ چلیں۔۔۔" صبا نے امید بھری نظروں سے اسے دیکھا تو وہ ایک گہری سانس بھرتے ہوئے گاڑی سے اتر ا۔

"آئیے۔۔۔" وہ صبا کو ساتھ لے کر اندر داخل ہوا اور ساری لائٹس آن کی وہ سارا پلان سمجھ رہا تھا سب کا غائب ہونا ملازمین کو چھٹی دے دینا اور گھر کو اندھیرے میں ڈبو دینا ظاہر ایسے حالات میں وہ چاہ کر بھی صبا کو اکیلا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔۔۔

"آپ چائے پیئے گے؟" صبا نے سیڑھیاں چڑھتے رہبان کو پکارا

"ایک اسٹرانگ کپ اگر مل جائے۔۔۔" رہبان نے پلٹ کر اسے دیکھا جو پوری توجہ سے اسے دیکھتی اس کا ضبط آزمانے پر تلی ہوئی تھی۔

صبا اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کچن میں چلی گئی کچھ دیر بعد وہ چائے ٹرے میں رکھ کر رہبان شاہ کے کمرے میں ہلکے سے دستک دے کر داخل ہوئی۔

"آپ کی چائے۔۔۔" اس نے ٹرے صوفے پر بیٹھے رہبان شاہ کے سامنے کی رہبان شاہ نے خاموشی سے کپ اٹھایا۔

"علینہ ڈیڈی اسامہ کوئی بھی گھر پر نہیں ہے۔۔۔" صبانے پریشانی سے اسے اطلاع دی۔

"جانتا ہوں وہ سب آج شام کی فلائٹ سے بھور بن گئے ہیں۔۔۔" رہبان نے اسے نرمی سے آگاہ کیا۔

"آپ۔۔۔" صبارک سی گئی اتنے بڑے گھر میں اکیلے رہنے کا تصور ہی ہولناک تھا۔ رہبان اس کی پریشانی ہمیشہ کی طرح بنا کہے بنا سننے ہی جان گیا تھا۔

"آپ مجھے بہت تھکی ہوئی لگ رہی ہیں ایسا کریں آپ اپنے کمرے میں جا کر آرام کریں ویسے بھی رات تو ہو ہی گئی ہے بہتر ہے سو جائیں اور ڈرنے کی ضرورت نہیں میں آج رات ادھر ہی ہوں کل دن میں ملازمین کا بھی بندوبست کر دوں گا۔۔۔" وہ نرمی سے بولا تو صبا خاموشی سے تھکے تھکے قدموں سے چلتی ہوئی برابر والے کمرے میں چلی گئی۔

پورے کمرے ہلکی ہلکی سی نائٹ بلب کی نیلگوں سی روشنی پھیلی ہوئی تھی نیند صبا کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی وہ کروٹیں بدل رہی تھی جب اسے محسوس ہوا کہ رہبان شاہ نے اس کے اور اپنے کمرے کے بیچ کا دروازہ کھول دیا تھا وہ شاید اس کے اکیلے پن کا احساس ختم کرنا چاہتا تھا۔

وہ اب تھک چکی تھی ساری غلطی اس کی نہیں تھی رہبان شاہ بھی ہر بات کا برابر کا ذمہ دار تھا تنگ آکر وہ لحاف ہٹاتے ہوئے اٹھی اور سیدھی چلتی ہوئی رہبان کے کمرے میں داخل ہو کر دروازے سے ٹیک لگا کر کھڑی ہو گئی اس نے آج ہمت کر کے آریا پار کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

"سنیے۔۔۔" صبا نے سرگوشی میں اسے پکارا۔

"رہبان۔۔۔" دھیرے سے اس کا نام پہلی بار صبا کے لبوں سے نکلا جسے سن کر رہبان نیم اندھیرے میں چلتا ہوا اس کے عین سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کا سایہ صبا کے وجود پر چھایا ہوا تھا وہ گہری نظروں سے صبا کے کپکپاتے ہوئے وجود کو دیکھ رہا تھا۔

"اس وقت اس طرح آپ کے سامنے آنا میرے لیے آسان نہیں تھا پر میں آئی! آپ مجھے بتائیں کہ آپ ہماری شادی کو کیا سمجھتے ہیں کیا یہ کوئی مذاق ہے؟ اس کی کوئی اہمیت نہیں؟ جو آپ ہمیشہ مجھے چھوڑ کر بنا بتائے غائب ہو جاتے ہیں آخر آپ چاہتے کیا ہیں، ایک بار ہی کیوں نہیں بتا دیتے۔۔۔" صبا اس کے ہیولے کو دیکھتے ہوئے سوال کر رہی تھی اس کے زخمی لہجے میں کانچ کی کرچیاں کھنک رہی تھی ایک دکھ کا احساس تھا۔

"مجھے پتہ ہے آپ کو میری کوئی پرواہ نہیں ہے، مجھ سے پیار بھی نہیں ہے لیکن اس دنیا میں بہت سی شادیاں یک طرفہ محبت کے سہارے بھی تو نباہ کر لی جاتی ہیں تو پھر ہماری شادی نارمل

کیوں نہیں --- "صبا اپنی بزدلی پر قابو پاتے ہوئے لرزتے لہجے میں بولے جارہی تھی جب اسے اپنے بازوؤں پر رہبان شاہ کی سخت گرفت محسوس ہوئی۔

"صبا! کیا تم مجھ سے --- "رہبان شاہ کی جذبوں میں ڈوبی ہوئی گھمبیر آواز صبا کو ہوش میں لے آئی۔

"میں صرف اتنا چاہتی ہوں کہ آپ مجھے ہمارے رشتے کی حقیقت بتائیں۔۔۔" وہ اس بات کاٹتے ہوئے بولی۔

"ڈیم اٹ! اگر تم مجھ سے پیار کرتی ہو میرے ساتھ رہنا چاہتی ہو تو اقرار کیوں نہیں کرتی؟!..." وہ دیو را پر ہاتھ مار کر چلایا۔

"میں کیوں کہوں؟؟؟" صبا نے دھیمے لہجے میں سوال کیا۔ رہبان شاہ نے اپنے دونوں ہاتھ صبا کے شانوں پر رکھ کر اس کی آنکھوں میں جھانکا ایک خوبصورت لمحہ ان دونوں کے بیچ آکر ٹھہر گیا تھا۔۔۔

"مسز رہبان شاہ! کیا دل سے میری بنو گئی؟ کیا اپنے دل و دماغ میں صرف اور صرف مجھے بساؤ گئی۔۔" وہ گھمبیر لہجے میں سوال کر رہا تھا۔ صبا کے جسم کا سارا خون سمٹ کر چہرے پر آ گیا تھا دل رہبان شاہ کی آواز پر لبیک کہہ رہا تھا پر وہ ساری الجھنیں سلجھانا چاہتی تھی بڑی مشکل سے اس نے اپنے دھک دھک کرتے دل کو روکا

"کیا آپ بھی دل سے۔۔۔۔" صبا نے نظریں اٹھائیں تو رہبان اس کی آنکھوں کو چومتا ہوا پیچھے ہٹا۔

"میں نے کبھی بھی روحی کو پیار سے نہیں دیکھا اس کیلئے میرے دل میں کبھی وہ جذبات ابھرے ہی نہیں جو تمہیں دیکھتے ہی امنڈ آتے ہیں۔ ڈیڈ نے کہا منگنی کر لو پہلے تمہاری ہی تصویر دکھائی گئی تھی پھر رشتہ روحی سے طے ہو گیا کہ کمال انکل اتنے بڑے گھر میں بیٹی دینے سے ڈر رہے تھے میری کسی سے کوئی کمنٹمنٹ نہیں تھی میری لائف میں کوئی لڑکی نہیں تھی مجھے کسی سے پیار ٹاپ فضولیات نہیں تھیں اس لئے مجھے کیا فرق پڑنا تھا میں نے روحی سے منگنی کر لی۔ پھر اس روز دعوت میں تمہیں پہلی بار اپنے روبرو دیکھا تم میں وہ سب کچھ تھا جو روحی میں

نہیں تھا شرم و حیا، بڑوں کی عزت کرنا اپنے وقار کا خیال رکھنا۔۔۔۔۔" رہبان کے الفاظ صبا کو مسمرانہ کر رہے تھے دل کو ایک سکون سا مل رہا تھا معاملات سلجھ رہے تھے مگر ابھی کچھ سوالوں کے جوابات ضروری تھے۔

"آپ مجھے اچانک سے ہاسپٹل میں چھوڑ کر کہاں گئے تھے؟ میں نے آپ کا کتنا انتظار کیا تھا۔۔۔۔۔" صبا کی آواز کا دکھ رہبان کو اپنی روح میں اترتا ہوا محسوس ہوا وہ آگے بڑھا اور پیار سے صبا کے بالوں کو سہلایا۔

"میں وہی تھا جب تمہیں ہوش آیا پر مجھے دیکھ کر تمہاری طبیعت مزید خراب نہ ہو جائے کہ تم تو مجھے برداشت کر رہی تھی نابس یہی سوچ کر وہاں سے چلا گیا۔۔۔" وہ بولتے بولتے رکا۔

"صبا! اسد اس رات میرے پاس آیا تھا مجھے وارن کرنے کہ میری سو کا لڈ منگیتر کچھ دنوں کے لیے بریک لے کر اس کے ساتھ دوہی جانا چاہتی ہے میں چاہتا تو اسے روک سکتا تھا خود اسد بھی اسے لے جانا نہیں چاہتا تھا لیکن میرے دل و دماغ میں ایک جنگ چھڑ چکی تھی میری خواہش

ایک باوقار باحیا شریک حیات کی تھی جو مجھے تم میں نظر آرہی تھی میں نے اسد کو اعتماد میں لیا مجھے اللہ نے موقع دیا تھا تمہیں اپنی زندگی میں شامل کرنے کا مجھے اسامہ کو لے کر تمہارے سارے کنسرن پتہ تھے بس اسی بات کا فائدہ اٹھایا تم اپنے رشتوں پر مر مٹنے والی لڑکی ہو تو جب میری بیوی بنو گئی تو یہ رشتہ تمہارے لئے کتنا اہم ہو گا یہ سوچ ہی مجھے سرشار کرنے کے لیے کافی تھی اپنے ڈیفینس میں میں بس اتنا ہی کہوں گا کہ یہ شادی کئی مسائل کا حل بھی تھی میرے ، تمہارے ، اسامہ اور علیہ سب کے مسائل کا حل تھی۔۔ "وہ بڑے کانفیڈنس سے کنفییشن کر رہا تھا۔

"مجھے یقین نہیں آرہا!!" صبا نے اسے دیکھا

"آپ نے مجھے بیوقوف بنایا میں سمجھتی رہی کہ آپ کا دل ٹوٹا ہے کس قدر دکھ تھا مجھے کہ آپ کی فیانسی شادی سے ایک رات پہلے آپ کو چھوڑ گئی پھر دو ماہ تک واپس نہیں آئی میں تو آپ کو ایک بہت ہی دکھی انسان سمجھتی رہی اور آپ۔۔۔"

صبا کی بات سن کر رہبان شاہ ہنس پڑا اور اس نے بڑی نرمی سے صبا کو اپنے حصار میں لیا۔

"مسز رہبان شاہ! تم نے میرے پریپوزل پر جو کانٹریکٹ کی شرائط رکھی تھیں اس نے میری مردانہ انا کو ٹھیس پہنچائی تھی میں نے جان کر تمہیں وقت دیا کہ تم اپنے ابو کے دکھ سے ریکور کر سکو، علینہ کو، شاہ پیلس کو اپنا مان سکو پر، بڑی مشکل سے تم سے دو ماہ دور رہ کر واپس آیا کتنے ارمان تھے اس روز میرے دل میں اور تم تو اس گدھے واصف کے ساتھ کھڑی آرام سے باتیں بگھا رہی تھی اور وہ تمہیں دیکھے جا رہا تھا۔" رہبان شاہ کی گرفت وہ وقت یاد کر کے سخت ہوئی اس کے چہرے پر کرختگی چھا گئی تھی۔

"ایسا کچھ نہیں تھا اور آپ اپنی روحی کو کدھر فٹ کریں گے؟؟" صبا نے خفگی سے پوچھا۔

"خدا کو مانو بیوی! وہ میری کب سے ہو گی۔۔۔" رہبان شاہ نے اسے گھورا۔

"بہت ستایا ہے آپ نے رہبان۔۔۔" وہ اس ساری زیادتیاں بھلا کر شکوہ کرنے لگی آخر تھی تو

ایک لڑکی ذات ہی جو جلد زیادتیاں بھلا کر گھر بنانے میں لگ جاتی ہیں۔

"چاہا بھی بہت ہے اور اب اپنی چاہت کے رنگوں میں رنگوں کا تمہیں!! رہبان شاہ کی زندگی میں صرف اور صرف تم ہو اور رہو گئی میں اقرار کرتا ہوں کہ میرے دل کے سارے موسم اب مسز رہبان شاہ کے نام ہیں۔۔۔۔" وہ اسے قریب کرتے ہوئے خمار آلود لہجے میں اس کے کانوں میں میٹھی میٹھی سرگوشیاں کر رہا تھا۔ صبا شرماس کے حصار میں قید سمٹی جا رہی تھی اس کے گلرنگ چہرے پر اطمینان چھا گیا تھا۔

دو ہفتے بعد۔۔۔

پی سی بھور بن کا خوبصورت وسیع ہال روشنیوں سے جگمگا رہا تھا ملک کے نامور افراد، ارٹسٹ، سیاستدان، میڈیا صحافی سب موجود تھے چاروں طرف رنگوں کی بارات نظر آرہی تھی۔ ڈنر سوٹ میں ملبوس سلطان صاحب سب مہمانوں سے مل رہے تھے علینہ جھلملاتا فیروزی غرارہ سوٹ پہننے پورے ہال میں پھر رہی تھی اس کے پیارے بھائی بھابھی کا ولیمہ تھا۔

ایک کونے پر اسامہ کھڑا سیٹج کی طرف دیکھ رہا تھا جہاں گولڈن سرخ قیمتی شرارہ سوٹ میں ملبوس بھاری زیورات اور برائیدل میک اپ میں ، سر پر ہمرنگ حجاب لئیے صبا بیٹھی ہوئی تھی اس کے چہرے پر حیا کے رنگوں کے ساتھ خوشیاں بکھری ہوئیں تھیں۔

"یقیناً آج ابو کی روح بھی آپ کی اس طرح خوش و آباد دیکھ کر پرسکون ہو گئی ہوگی۔۔۔"

اسامہ نے اپنی آنکھ میں آتا آنسو صاف کیا۔ اسٹیج پر بلیک ٹکسائیڈ میں ملبوس باوقار رہبان شاہ پہنچ گیا تھا اور اب بڑے شاہانہ انداز میں صبا کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا اس کے لبوں پر دھیمی مسکراہٹ تھی پالینے کا نشہ تھا ان دونوں کی جوڑی کو اب سراہ رہے تھے۔۔

"بھائی... "علینہ نے ساکت کھڑے اسامہ کا ہاتھ پکڑا

"چلیں نا فیملی پکچر بنوانی ہے۔۔۔" اسامہ مسکرایا اور علینہ کا ہاتھ تھام کر اسٹیج کی طرف بڑھ گیا۔

رات ڈھل رہی تھی سب مہمان رخصت ہونا شروع ہو گئے تھے رہبان شاہ اور صبا کیلئے
سلطان صاحب نے اسی شاندار ہوٹل میں سوئیٹ بک کروایا ہوا تھا علینہ ابھی صبا کو روم میں
چھوڑنے آئی تھی۔

"آپی۔۔۔" دروازے پر کھڑا سامہ اندر آیا۔

"میری دعا ہے تم ہمیشہ خوش رہو آباد رہو کوئی دکھ تمہارے پاس سے بھی نہ گزرے۔۔۔"

اس نے پیار سے صبا کو گلے لگایا۔

"اسامہ بھائی اب اتنا موشنل ہونے کی ضرورت نہیں ہے اور میرے ہوتے ہوئے میری
بھابھی تک کوئی دکھ پہنچ کر تو دکھائے۔۔۔" علینہ نے فرضی آستینیں چڑھائیں۔

بہت تھوڑے عرصے میں رہبان شاہ کی وجہ سے صبا کو اتنے پیارے پیارے رشتے مل گئے تھے
۔ ڈیڈی کی شفقت علینہ کا پیار، اسامہ تو تھا ہی۔۔۔۔ وہ ان دونوں پیار سے دیکھ رہی تھی جب
رہبان شاہ کے آنے پر وہ دونوں ہاتھ ہلاتے ہوئے کمرے سے نکل گئے۔

پورے کمرے میں گلابوں کی مہک چھائی ہوئی تھی اور وہ دلربا اس کے سامنے اس روپ میں تھی جس میں اسے دیکھنے کی خواہش اس کے دل نے پہلی بار ہی سے دیکھتے ہوئے کی تھی اور پھر بارہاں کی تھی۔

"مسز رہبان شاہ! تم اس وقت میرے دل پر بجلیاں گرا رہی رہو۔۔۔" رہبان شاہ نے پاس آکر صبا کے پاس بیٹھتے ہوئے اس کے کان میں سرگوشی کی۔

"آج رات ہم اپنی باتیں کریں گے۔۔۔" وہ صبا کو پر شوق نظروں سے دیکھ رہا تھا۔

"کون سی باتیں۔۔۔۔" صبا منمنائی کہ رہبان شاہ کی پر شوق نظروں کا سامنا کرنا اس کیلئے ہمیشہ ہی دشوار ہوتا تھا۔

"اپنی باتیں اپنی آنے والی زندگی کی باتیں، چاہت اور اقرار محبت کی باتیں۔۔۔" وہ اسے بازوؤں میں لے کر سرگوشیاں کر رہا تھا۔ دونوں کی زندگی پر سکون ہو چکی تھی بس اب خوشیاں ہی خوشیاں راہ میں تھیں۔

زندگی میں سب اتنی آسانی سے نہیں ملتا لیکن جو ملے اسے کھل کر اپنا ناچائیے اور جب کسی سے
پیار کریں تو پھر اقرار بھی کرنا چاہئے کہ اقرار اعتبار کی ایک سیڑھی ہوتی ہے۔۔۔۔

ختم شد